COMMENTARY
ON
GENESIS.

پیدائش کی کتاب

کی

تفسیر

از

پادری کنین سیل۔ ڈی۔ ڈی

مترجم

مسٹر ای۔ جوزف

کرسچن نالج سوسائٹی پنجاب

قیمت ۱۲/

باراول

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۵	نمبر ۱	نمبر (۱)
۱۵	۳ و ۵	عام طور پر لیکے اور خداسب کچھ کرتاہے	(یہ زائد ہے اسکو کاٹ دو)
			(۲)
۱۷	۹	عورت کے	عورت کی
۲۴	۱	خمیر	ضمیر
۲۵	۹	اعلان	اعلان اور
"		ہاتھ سے ... سانپ	ہاتھ سے جیسے سانپ
"	حاشیہ کی ۳ سطر	اور ... کی کتاب	اور حنوک کی کتاب
۲۶	۱۱	خیر اندیش	خیر اندیشی
۲۹	۱۵	قبل ار وقت	قبل از وقت
۳۰	۱۰	ان سے ... بڑے	اُن سے کیا بڑے
۳۱	۴	مذہبی سے نہ کہ	مذہبی ہے نہ کہ
"	۵	سب .... ین	سب چیزیں
"	۶	قصداً ..... ف	قصداً منحرف
۳۳	۱	قائن ... ن	قائن زمین
"	۶	قرانی	قربانی
۳۴	۱۳	خود امتحان	خود امتحانی
"	حاشیہ کی پہلی سطر	اسرائیل	ا۔ صموئیل
۳۵	۹	(پہلا لفظ)	یعنی "
	۱۸	عالب آئے	غالب آ
۳۸	یہ حاشیہ	صفحہ ۳۸ پر ہونا چاہیئے	
۴۳	۶	پھیل گئی ہے	پھیل گئی تھی
۴۴	۴	ضلالت	ظلالت
"	حاشیہ ۳ کی	انتظام	انتقام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	آخری	یہوداں کی دستاویز	یہوواہ کی دستاویز
۴۵		حاشیہ (۲) کا تعلق ہے	صفحہ ۴۴ سے
۴۶	۵	ٹمک گئی	ٹمک گئی ہے
"	حاشیہ کی	الجوزی	الجودی
۴۹	حاشیہ	تمام حہدوں	تمام عہدوں
۵۳ و ۵۴		ہر جگہ بجائے یافث	کے یافت
۵۵	۲	لوگوں سے	لوگوں نے
۵۶	۹	کہ ... کیونکہ	کہ خدا کیونکہ
	۱۰	نوع اران	نوع انسان
	۱۱	الہی دراندیشی	الہی دوراندیشی
"	۱۲	پہلے صہ پہ	پہلے حصہ پہ
"	۱۴	اسبا	اسباق
۵۷	"	سوار	یہ فالتو ہے کاٹ دو
۵۸	۸	درج ہے عہد	درج ہے یہ عہد
۶۳	۱	تارک اندنیا	تارک الدنیا
"	۱۵	ظاہر ہو"۔ وہ ماراں	ظاہر ہوا"۔ وہ حاران
"	حاشیہ ۲ کی	میں دیکھیا اور	میں رکھیا اور
	۹	صیفوں	صیہون
۶۴	۱۰	سردشلم	یروشلم
۶۵	۱۴	۔ ارکی	تاریکی سے نکلکر
"	"	یشوع ۲۴/۲	یشوع ۱۴/۲
"	حاشیہ ۲ کی	عبرانی میں	عربی میں
۶۷	۱۶	قدر ... ضرورت ہے ایسا ایمان	قدر زیادہ ضرورت ہے ایسا ایمان
۶۸	۸	مخاطب کرتے	مخاطب ہوتے
	۱۰	ایمان سخت	ایمان کی سخت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷	۱	خانہ بدوش زندگی سکن	خانہ بدوشی کی زندگی سکنی
۷۴	۵	افائیم	رفائیم
۷۶	۱۶ حاشیہ کی پہلی سطر	سائم	سائم
		قبول کئے	قبیل کئے۔
۷۸	۱۸	ابرام	ابراہام
۸۰	۴	ابراہیم	ابرام
۸۳	حاشیہ کی	کنوار....	کنواری مریم
۸۴	حاشیہ کی	عزآزیل نے	عزازیل ہے
۹۷	۱۰	گذریں	گذریں
〃	حاشیہ کی	آباد....)	ابا (فادرس)
〃	حاشیہ کی	روگئے ... طر	دوسکنے کی خاطر
۹۹	۹	رباد	برباد
	۳	قدرتی مادرن	قدرتی مادوں
۱۰۰	۵	ایک دن	ایک زمین
〃	۶	(آخری لفظ)	(۳-۱-اسدراس
〃	۷	اس لئے ارو	اس لئے یہوو
〃	۹ و ۱۰	اورناک۔ فرات	اورنگ۔ واقف
〃	حاشیہ کی	خطرہ میں ... ہے	خطرہ میں پڑیا لازم ہے
۱۰۴	حاشیہ کی	صحیح... اسیروں	صحوفی اسیروں
۱۰۹	حاشیہ کی	ازمایا .... ہے	ازمایا جاتا ہے
〃	حاشیہ کی	کو .... خدا	کوخود خدا
۱۱۰	۱۸	مان کیا تھا	مان لیا تھا
۱۱۳	۲	محافظ ہوں	محافظ ہونے
〃	۹	خوس۔ جوابرہام کے	خوشی۔ اور جوان آدمی
〃	۱۰	دستورہ ظ	دستور کالحاظ
〃	۱۲	ابراہام	اتنا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۳	۹	اُس نفرن	اُس نفرت
〃	۱۳	اور سد پرواز	اور بلند پرواز
۱۱۴	۶	سالی سال	(ایک سال خالص ہی)
〃	۱۰	ایمان پہ	ایمان میں
۱۱۵	۳	مصد	مقصد
〃	۵	بے جا۔ فت۔ مالی	ہیجان۔ وقت۔ ماتمی
〃	۱۱	اور سب	اور مُفت
〃	۱۲	لتجی	ملتجی
۱۱۵	آخری	کہہ یکہ چاہے ... اب وہ	(زائد الفاظ ہیں)
۱۱۶	۱	اپنے حلوں ... چھوڑ دیگا	(زائد الفاظ ہیں)
۱۱۷	۳	ہمراہی	ہمراہیوں
〃	۱۲	غذہ بھڑکانا	غصہ کو بھڑکانا
۱۱۹	۳	کرکے	ہو کے
〃	۱۲	بجھر رہا تھا	کچھ خیال کرنے آیا تھا
۱۲۱	۳	سلوک اور کنعانیو	سلوک کنعانیوں
۱۲۲	۱۱	ایقاں	ایقان
〃	آخری	Jastson	Jacksons ...
۱۲۳	۱۵	جواب لما	جواب ملا
〃	حاشیہ ۲	آپس میں سرد	آپس میں تکرار
〃	حاشیہ ۳	ایک .... سے	ایک خون سے
۱۲۷	۱۲	بے صبر	بے صبرا
〃	آخری	یعقوب سے ... گیا	یعقوب سے مل گیا
۱۲۹	۷	وہ ... قعات	وہ واقعات
〃	۱۱	کے ایکدن	کے بعد ایکدن
〃	۱۴	برکت وارث	برکت کا وارث
۱۲۹	۱۶	کھا متیار	کھانا تیار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۰	حاشیہ کی آخری سطر	سے خداوند	سے وغیرہ جسکو خداوند
۱۳۱	حاشیہ کی	جس ... سے لئے	جس حرکت کیلئے
۱۳۵	۱۶	پتیل	تیل
۱۳۷	۱۲	کی ... جانتا	کی قدر جانتا
۱۳۹	۱۳	جاواد	جلعاد
〃	حاشیہ کی آخری سطر	صفحہ ۱۱۲	بقیہ نوٹ دیکھو صفحہ ۱۴۳
	۲	ل گئی	گئی
۱۴۰	۱۸	اسحاق کی	اسحاق کے ڈر یا معبود کی
۱۴۲	۵	شکر	لشکر
۱۴۳	۱	لبیگاہ مضیاہ	لپیگاہ مصفاہ
۱۴۴	۳	یہ کم کر سکے	یہ کر سکے
۱۴۵	۱	(آخری لفظ)	(ہوسیع ۱۲/۴)
〃	۱۵	〃	جلاوطنی
۱۴۷	۱	جبیث	جبیت
〃	۱۸	جس نے کی	جس نے نہ کی
۱۴۸	۱۳	پہل	پھل
۱۴۹	۲	(آخری لفظ)	عزت
〃	آخری سطر	رہے عیسو لاپرواہ	رہے جیسو لاپرواہ
۱۵۰	۹	ایل البیہ رکھا	ایل الہ اسرائیل رکھا
〃	۱۷	دراز سے وہاں	دراز تک وہاں
۱۵۱	۱۲	پھر سیاں	پھر درمیان
〃	آخری سطر	(آخری لفظ کے بعد	کو (سا تھیو کو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۳	۳	افراط	افراہ
۱۵۴	۹	لیکن	یعنی
۱۵۵	۱۵	نوٹ ۵۲ کا حاشیہ	دیکھو صفحہ ۱۵۶ صفحہ پر
〃	حاشیہ کی	کے آدمیوں	کا اُدومیوں
۱۵۷	۷	دبائے	دبانے
۱۵۹	حاشیہ کی	مدیا ... ں	مدیانیوں
۱۶۰	۵	لفظ ہوئی کے آگے	وہ یہی کہتا رہا
〃	۱۵	فارسی	فارس
۱۶۱	حاشیہ کی	تیچھے	نیچے (فروخت کئے)
۱۶۱	۵	یسوع	یوسف
۱۶۲	۶	اور اُس کا	اگر اُس کا
۱۶۴	۱۴	کہ وہ	کہ جب وہ
		اور	تو
〃	۱۸	ڈاڑھی	ڈاڑھی ۳ء
۱۶۵	۶	شخصی	شخص
〃	حاشیہ	کیا قصور تھا	کیا قصور کیا تھا
〃	حاشیہ	۲ء	پر ۳ء ہونا چاہیے اور اُس کا تعلق صفحہ ۱۶۴ سے ہے۔
۱۶۶	آخری	کعنانیوں	کنعانیوں
۱۶۷	۹	کفتالی	نفتالی
۱۶۷	۳ وہ	نفتالی پہ	نفتالی کے سر پہ
		ہے زندہ	سلامت
۱۷۷	حاشیہ	سپٹورجنٹ	سپٹواجنٹ
۱۷۸	۱۱و۱۲	۲ء و ۳ء کے بجائے	۱ء ۲ء ۳ء

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۰	۱	آخری	آخری سنہ
"	۳	سلہ کے بجائے سنہ	
"	۵	روبن پہلوٹھا تھا: یہ الفاظ یہاں غلط ہیں ان الفاظ سے نیا فقرہ سطر ۲ سے شروع ہوتا ہے۔	
۱۸۱	۴	پھر...... ہونگی	پھر بہتر ہوگی
۱۸۲	حاشیہ نمبر ۵	بسنج	لینج Lange
"	حاشیہ نمبر ۵	Hastings & smith's Dictionary of the Bible P. 232 کے بعد	
"	حاشیہ سطر ۱۰	مراد ہے	(صرف) مراد (ہے زائد ہے)
۱۸۳	۱۶	کہا آیا ہوا	کھلا یا ہوا
"	۱۸	نیست ونابود اور یہ الفاظ زائد ہیں کاٹ دو۔	
۱۸۴	۱۴	یا بستی	بستیاں
۱۸۷	۷	مٹا	ملا
۱۸۸	۱۲	جنگی خو	جنگی خوشہ
	۱	ہی کے بجائے نہیں سے فرقہ کا	
۱۸۹	۸	کی اُسکو	کی کہ اُسکو
۱۹۲	۱۳	ادرازوں کا روبار	ادرازوں اور کاروبار
"	آخری سطر	جو جو	(صرف ایک جو۔ دوسرا جو زائد ہے۔

صفحہ ۱۰۸ و ۱۴۰ - ۱۴۱ - اور ۲۴۰ پر حاشیوں کو لکیر کھینچکر باقی عبارت سے جدا کرنا چاہئے۔

پیدائش کی کتاب

دیباچہ

پیدائش کی کتاب کو شروعات کی کتاب کہتے ہیں۔ اس کے افتتاحی ابواب میں انسان کی پیدائش کا ذکر ہے۔ اور تواریخ انسان کے آغاز کا خاکہ ہے اور پھر ایک بڑے حصہ میں اُس خاندان کی اصلیت اور ترقی پانے کا مفصل حال ہے جس کی نسل کو عبرانی کہتے ہیں۔ اس کتاب کا مفسر دو طریقے اختیار کر سکتا ہے اوّل۔ یا تو وہ اُس نکتہ چینی میں لگا رہے جو اس کتاب کی بندش اور ترتیب کی وجہ سے واقع ہوئی ہے اور دوم اس کو آراستہ اور واضح کرنے کی خاطر اُس کی مناسب تشریح کرے۔ دیسی پاسٹروں کے فائدہ کو مد نظر رکھکر کینن سیل (Sell) نے دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اگرچہ وہ اُن کتب سے جن میں زمانہ حال کی نکتہ چینیوں کا ذکر ہے خوب واقف ہے لیکن اُن کا بہت کم خیال کر کے اُن اسباق کا ذکر کرتا ہے جو بغور مطالعہ کرنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

ہم پچھلے طریقہ کی داد دیتے ہیں کیونکہ یہ نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ پیدائش کی کتاب ایک مذہبی کتاب ہے اور علم طبیعیات یا تواریخی کتاب نہیں ہے۔ اگر لوگ اس حقیقت کو زمانہ گذشتہ میں معلوم کر لیتے تو اب اس معاملہ پر اس قدر فضول حجت اور

بحث نہ ہوتی ۔ مثلاً مذہبی معاملات میں سائینس ہرگز اتنی سخت مخالف نہ ہوتی ۔ اگر
لوگ اس حقیقت کو سمجھنے میں ناکامیاب نہ ہوتے ۔ کہ دنیا کی پیدائش ایک فصل لازمی
ہے اسلئے نہیں کہ طبقات الارض کی سچائیوں کا علم حاصل ہو ۔ بلکہ اسلئے کہ اس بڑی
حقیقت کا اعلان کر دیا جائے ۔ کہ دنیا اور اس کی معموری از خود وجود میں نہیں آئیں
اور نہ وہ دیوتا اور معبود ہیں لیکن کسی خالق اعظم کی کاریگری ہیں ۔ پہلے گیارہ
بابوں کی بابت کینن بسیل کہتا ہے کہ " ان میں جن باتوں کا بیان ہے اُن کا اس لئے
ہونا ضروری ہے کہ ہم معلوم کریں کہ ہم کو اُن سے کیا مذہبی سبق حاصل ہوتے ہیں
مثلاً ہم اُن سے خدا کی قربت کی بڑی سچائی کا سبق سیکھتے ہیں کہ وہ خالق اور حاکم
ہے کہ انسان کا اُس سے خاص رشتہ ہے اور انسان کا فرض یہ ہے کہ اس کا فرماں
بردار مطلق بنا رہے ہمیں یہ بھی سیکھنا چاہیئے ۔ کہ دُنیا میں تمام مُصیبتیں گناہ کے
سبب سے ہیں اور صرف خدا کا فضل بُرائی کا مقابلہ کر سکتا ہے اور ایک ایسے نجات
دہندہ کا وعدہ ہے جو بُرائی کی طاقت کو نیست کر دیگا " ۔

کینن بسیل کا یہ طریقہ اختیار کرنا عبرانی بزرگان قوم کے تذکرات کے حق میں
بہت ہی موزوں ثابت ہوا ہے اور ڈاکٹر سٹراہن (Strahan) نے خوب
کہا ہے کہ " پیدائش کی کتاب محض واقعات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ وہ علم اور فہم
کی کتاب ہے " ۔ اس کی قدر و منزلت صرف اسلئے نہیں ہے کہ اس میں اُس قوم کا
ذکر ہے جسکو خدا نے خاص مقصد اور غرض کی خاطر تعلیم دینے کو چُن لیا ۔ اور اُس
قوم کا دُنیا کی تواریخ پر اب تک عجیب اثر پڑ رہا ہے بلکہ یہ اسلئے بھی قابل قدر ہے
کہ اس میں وہ عجیب تصویر خانہ ہے ۔ جن کے حالات اور تجربات سے ہم یہ سیکھتے ہیں

کہ خدا کا انسان سے کیسا سلوک ہے۔ عہد عتیق اور جدید کے مصنفوں کی یہ کیفیت رہی کہ انہوں نے جو کچھ رقم کیا وہ خلوص نیت سے کیا۔ اور سوانح عمری لکھنے والوں کی طرح اُن کی یہ غرض ہرگز نہ ہوئی۔ کہ جس شخص کو اُنہوں نے کامل تصور کر لیا۔ اُس ہی کی خصلتوں اور سیرتوں کو دنیا کے آگے پیش کر دیا۔ اس قسم کے خیال کر لینے سے اکثر غلط حملوں کا مقابلہ کرنے کی صورت پیدا ہوئی ہے۔
حملہ آور قوم کے بزرگوں کی زندگی کے عیبوں کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ خدا نے اُن کے لئے یہ برائیاں پہلے سے مقرر کردی تھیں۔ اور عذرخواہ اُن باتوں کو کم کرنے کی طرف مائل ہیں۔ جو حقیقی برائیاں معلوم ہوتی ہیں۔ دونوں فریقین کے لئے یہ معلوم کر لینا بہتر ہے کہ ہم اس زمانے کے لوگوں کا اندازہ اُس اونچے معیار سے نہیں کر سکتے۔ جو ہم کو مسیح کے مکاشفہ کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ علاوہ ازیں ان حالات کے پڑھنے سے ہمکو مصنف کے بلند اور شریفانہ خیالات کی خوبی معلوم ہو جاتی ہے اگرچہ وہ ان معاملوں میں اپنی رائے ہمیشہ قائم نہیں کرتا۔

ان میں انسانی خصائل کا بیان ہے جنکو چھپانے کی ہرگز کوشش نہیں کی گئی۔ اور اس کے تذکرات کی دائمی خوبصورتی یہ ہے کہ ان میں اُن مردوں اور عورتوں کا ذکر ہے جن میں ہماری طرح جذبات تھے اور یہ کہ صرف خدا کے فضل سے فتح حاصل ہو سکتی ہے اور ہمکو یہ پہچان حاصل ہوتی ہے کہ انسان خدا سے رفاقت رکھ سکتا ہے اور زندگی کی تمام گھبراہٹ اور مشکلات کے درمیان خدا پہ ایمان رکھنا ہی ایک ایسی شے ہے جو انسان کو طاقت اور مضبوطی بخش سکتی ہے۔ " ای۔ ہونیتھ۔ میکفائیل "

تمہید

جو لوگ پاک نوشتوں کو خلوص نیت سے پڑھتے ہیں انکو اس بیان سے ہراساں نہیں ہونا چاہیئے کہ کتاب پیدائش کو کسی نامعلوم مصنف یا مصنفان نے مختلف مبدؤں سے تالیف کیا ہے اس مضمون پر لوگوں کے اضطرابی کی نسبت ڈاکٹر جے۔ جے۔ ایس۔ پیبرون (Perowne) کہتا ہے کہ " لوگوں کا یہ خیال کرنا۔ کہ کسی مقدس کتاب کے مصنف کو تفویض کرنا۔ خود کتاب کی حقیقت کو تفویض کرنا ہے۔ یہ خیال غلط ہے اور ذرا غور کرنے سے یہ غلطی صحیح ہو جاتی ہے کیونکہ فی زمانہ کون بتا سکتا ہے کہ سموئیل یا روت یا ایوب کی کتابوں کے مصنف کون تھے یا کسی مصنف سے بہت سی مزامیر کی تصنیف منسوب کر سکتے ہیں؟ تو بھی ہم کو معلوم ہے کہ مصنفوں کے نام لاپتہ ہونے سے پاک نوشتوں کی کتابوں یا آسمانی مزامیر کی قدر و منزلت میں مطلق فرق واقع نہیں ہوتا "

Smiths Dictionary of the Bible vol ii, P769

پھر توریت کی کتابوں کی نسبت جنمیں کتاب پیدائش بھی شامل ہے وہ یہ کہتا ہے " اگر کوئی دعوے کرے کہ توریت کے بہت حصے موسےٰ کی تصنیف نہیں ہیں تو ہم یہ جواب دیتے ہیں کہ ان کے اسطرح کہنے سے نہ تو ان کے الہامی ہونے میں اور نہ معتبر ہونے میں کچھ کمی ہوتی ہے۔ سچائی کا انحصار ناموں پر نہیں ہے۔ اگر تھوڑی دیر کیلئے فرض کر لیا جائے کہ اس کتاب کا مصنف موسیٰ نہیں ہے لیکن توریت کی پانچوں کتابیں یعنی پیدائش۔ خروج گنتی۔ احبار اور استثنا۔ " شریعت " میں شامل ہیں اور شریعت کا بہت بڑا حصہ موسیٰ کی تصنیف ہے اسلئے ہم کہہ سکتے ہیں

کہ یہ موسےٰ کی تصنیف ہے۔ بہت مزامیر کی تصنیف روائیتاً مختلف مُصنّفوں
سے منسوب کی جاتی ہے۔ تو بھی سب کو ملاکر داؤد کے مزامیر کہتے ہیں کیونکہ زیادہ
تعداد داؤد کے مزامیر کی ہے۔ اسیطرح ہم مُوسےٰ کی کتابوں کی نسبت بھی کہہ
سکتے ہیں اگرچہ وہ اُن کی اس ترتیب کا جس میں ہم اُسکو اب دیکھتے ہیں ذمہ
دار نہیں ہے۔

اس تفسیر کے مُصنّف کا یقین بوثوق ہے کہ اگر ہم بائیبل کو سمجھنا
چاہتے ہیں تو اس کے مضامین پر غور کرنے کا یہی بہترین طریقہ ہے کیونکہ اس
سے ہمارا ایمان مضبوط ہو جاتا ہے کہ کتاب پیدائش کا خاص لکھنے والا
خدا ہے جو یہ الہام سے لکھی گئی ہے۔ اور اسی ایمان کو مضبوطی سے تھام
کر یہ تفسیر لکھی گئی ہے ؛

(ای۔ ایس)

پیدائش

توریت کی پانچوں کتابوں میں پیدائش کی کتاب اول ہے اس کے عبرانی نام کے معنی ہیں "ابتدا میں" پیدائش یعنی شروع اور ابتدا کا نام توریت کے یونانی ترجمہ سپٹواجنٹ Septuagint میں آیا ہے اور اس لفظ سے وہی خیال پیدا ہوتا ہے جو اسکے عبرانی نام سے ہوتا ہے اس کتاب کو دو بڑے حصّوں میں تقسیم کرسکتے ہیں ١۔ باب ١ سے ١١ تک۔ جن میں آسمان اور زمین کے خلق ہونے اور نوع انسان کی ابتدائی تواریخ کا ذکر ہے۔ (٢) باب ١٢ سے ٥٠ تک۔ جن میں ابرہام کی بلاہٹ اور اسکی نسل کا یوسف کی وفات تک کا حال ہے۔ یہ ایک مکمل کتاب ہے جو کم از کم تین مختلف منبعوں سے تالیف ہوئی ہے اور اس میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ پیدائش اور طوفان اور بعض دیگر چھوٹی چھوٹی باتوں کے دو مختلف بیان ہیں جنکی وجہ سے کتاب کی حقیقت میں فرق واقع ہونیکا اندیشہ ہوتا ہے لیکن اسکو بغور پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے حقیقت کھلجاتی ہے اور فرق واقع ہونے کا شبہ دور ہوجاتا ہے تین مختلف ذرائع جنسے یہ کتاب لکھی گئی ہے تین دستاویزیں ہیں ایک دستاویز میں خدا کا نام یہوواہ آتا ہے دوسری میں الوہیم اور تیسری کہانت کی دستاویز ہے۔ پہلی دو دستاویزوں کو قدیمی دستاویز (Primitive) کہا گیا ہے[١]۔ قدیمی اور کہانت کی دستاویز کی طرز تحریر

---

[١] انگریزی ترجمہ میں یہوواہ کیلئے خداوند یا رب اور الوہیم کیلئے خدا استعمال ہوا ہے۔ ہم اس تفسیر میں تمیز کی خاطر تین دستاویزوں کیلئے J-E-P استعمال کرینگے یعنی Jehovah - Elohim - Primitive.

یں بھی فرق ہے لیکن تینوں دستاویزوں میں مقصد کا اتحاد صاف نظر آتا ہے اور
اس اتحاد سے یہ بخوبی عیاں ہے کہ ان کے لکھنے میں کس قدر احتیاط کام میں لائی
گئی ہے۔ ان کو نقشہ کی صورت میں دکھانا ایک طویل اور دشوار گذار کام ہے اس
قدر باریک نکتہ چینی کی جانچ کرنا اس تفسیر کی غرض نہیں ہے اس لئے ہم مطالعہ
کرنیوالے کیلئے ذیل کی کتابوں[1] کے نام بطور حوالہ پیش کر دیتے ہیں جنکے پڑھنے
سے یہ حقیقت کہ کتاب کا کاتب ایک ہی شخص نہیں ہے واضح ہو جاتی ہے اور
ہمکو کائنات کی پیدائش اور دنیا کی تواریخ میں خدا کے ارادے کا بیش قیمت مکاشفہ
سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ یہودیوں کی روایت سے خیال کیا جاتا ہے کہ اس کا
کاتب موسیٰ تھا۔ خود کتاب میں اس کا ذکر نہیں ہے موسیٰ ان کا ایک بڑا لیڈر
اور رہنما تھا جس کے بغیر وہ ایک آزاد قوم کبھی نہ ہوتی۔ اور یہودیوں میں یہ عام
دستور تھا کہ کتاب کا نام اس بڑے شخص کے نام پر رکھتے تھے جس کی سرگذشت

ا؎ The Cambridge Bible P.P. XVIII-XXXIV; Peakes Commentary pp 121-32; Malden, The old Testament; its meaning & value; pp. 35-38; Driver, Introduction to the old Literature of the old Test pp. 52-73; Speakers commentary, pp 24-29; Mc Fadyn, an Introduction to the old Test. pp. 8-12; Sellin Introduction to the old Test pp 52-73.

کا ذکر کتاب میں آیا ہے اور اس روایت کو نامنظور کرنے سے کتاب کی اس وقعت میں کہ وہ معتبر اور خدا کا مستند کلام ہے مطلق فرق نہیں آتا۔ غرضیکہ ان تمہیدی نقطوں کو مدنظر رکھ کر ہم کتاب پیدائش کے مضامین پر غور کرنا شروع کرتے ہیں

حصہ اوّل

(باب ۱ سے ۱۱ تک)

پیدائش کا حال

(باب ۱ اور ۲)

کتاب میں پیدائش کے دو بیان ہیں۔ اوّل باب ۱ سے ۲/۳ تک جو کہانت کی دستاویز میں ہے اور اسمیں لفظ الوہیم استعمال ہوا ہے اور دوم ۲/۴-۲۵ جس میں لفظ یہوواہ آیا ہے دونوں کے مضامین پر غور کرنے سے یہ فرق معلوم ہو جائیگا۔ ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اصلی لفظ (بارا) سے کسی نئی اور عجیب شے[۱] کے بننے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نکالنا ضروری نہیں ہے کہ کوئی شے نیست سے ہست ہوئی ہے[۲]۔ خداوند کی روح

---

[۱] "میرے اندر ایک پاک دل پیدا کر"۔ زبور ۱۰/۵۱

[۲] حکمت کی کتاب ۱۷/۱۱ میں لکھا ہے "قادر مطلق نے مادی دنیا کو بغیر شکل کے بنایا"

گہراؤ پر جس کی کوئی شکل صورت نہ تھی جنبش کرتی تھی۔ یہاں جس لفظ کا ترجمہ روح کیا گیا ہے۔ اس کے دو معنی ہیں۔ ہوا اور روح۔ ایک تارگم یعنی عہد عتیق کے کسدی زبان کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ "خداوند کی ایک ہوا پانی کی سطح پر چلی۔ جس سے خدا کی اُس طاقت سے مراد ہے جو زندگی دیتی ہے[۱]۔ خدا کی روح میں زندہ کرنے کی بڑی طاقت ہے جو زمین اور سمندر پر منڈلاتی رہتی ہے اور اُن پر روشنی اور زندگی پھونکتی ہے۔ اس کا تصور باندھنے کے لئے کسی پرندہ کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ اگر یہ مادہ ہیولا ابتدائی تھا تو اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آسمان اور زمین اُن چیزوں سے نہیں بنے جو موجود تھیں۔ علاوہ ازیں عبرانی ۱۱ باب ۳ میں لکھا ہے کہ "جو کچھ نظر آتا ہے وہ ظاہری چیزوں سے نہیں بنا"

[۱] یہودی مفسر اس بات پر متفق ہیں کہ جس لفظ کا ترجمہ جنبش کیا گیا ہے اُس کے معنی پرندے کا منڈلانا ہے اور ربی کہتا ہے کہ "خداوند کی روح جنبش کرتی تھی جلال کا تخت ہوا میں ٹھہرا تھا اور اُس روح کے وسیلے سے جو اُس قدوس کے مُنہ سے نکلتی تھی پانیوں کی سطح پر جنبش کرتا تھا۔ وہ مبارک ہو۔ اور اُس کے کلام کے وسیلہ سے مثل فاختہ کے جو اپنے گھونسلے پر منڈلاتی ہو جنبش کرتا تھا"

I. Abrahams, studies in Pharasaism etc P.49

اس کتاب کا تمام پانچواں باب جو "فاختہ اور آواز" پر ہے غور طلب ہے۔ مسیح کے بپتسمہ کے وقت خدا کی رُوح مسیح پر فاختہ کی مثال اُتری۔ متی ۳ باب ۱۶ آیت

دیکھو۔ جو اپنے گھونسلے پر منڈلا رہا ہو۔ اس مثال سے خدا کی پروردگاری کا خیال ہوتا ہے کہ اُس نے کس طرح گہرائی میں سے ایک ترتیب پیدا کی۔ اور ملٹن کہتا ہے کہ "مادہ بے ترتیب اور بغیر کسی بناوٹ کے تھا۔ غار کے اوپر گہری تاریکی تھی لیکن خاموش پانیوں پر خدا کی رُوح اپنے بازوؤں کو پھیلائے ہوئے تھی۔ اور رقیق ڈھیر میں زندگی کا جوہر۔ زندگی کی گرمی پھونکتی تھی۔"[۱]

پہلے روز خدا کے زندہ اور زورآور کلام کے طفیل پیدائش کا کام شروع ہوا۔ "اُس نے کہا اور ہو گیا۔ اُس نے فرمایا۔ اور وہ برپا ہوا" (زبور $\frac{۳۳}{۹}$)۔

"بائبل کا پہلا سبق یہی ہے کہ ایک زندہ اور عالم رُوح ہے جو سب چیزوں سے واقف ہے اور اُن کو ترتیب دیتی ہے۔ اس کا یقین کرنے سے ہمیں دنیا کی تمام چیزوں میں ایک تبدیلی نظر آتی ہے اور بجائے افسردہ اور ناقص دنیا کے ہم اُس کی تمام طاقتوں کے جن کے مقابلہ میں کسی کی پیش نہیں چلتی اور جس میں مادہ کو فوق حاصل ہے۔ ہمارے دل میں ایک باپ ہونے کا خیال ہوتا ہے"۔

Dods Genesis p. 10.

اس کے بعد روشنی بنی[۲] اور تاریکی سے جُدا ہوئی۔ اور دن اور رات کا دورہ

---

[۱] Paradise lost book vii, line 233-7.

[۲] مسلم خیال یہ ہے کہ پہلے روشنی (نور) پیدا ہوئی (قصص الانبیاء صفحہ ۲) جو محمدؐ صاحب کے جسم میں داخل ہوا۔ اور اُس میں سے گذر کر علیؓ میں اور اُس میں سے شیعہ اماموں میں اور اُن کے جانشینوں میں داخل ہوا۔ اس کو نور محمدی کہتے ہیں Faith of Islam (4th ed) pp 20, 35.

شروع ہُوا - یہ روشنی سورج - چاند اور ستاروں کی روشنی سے جو چوتھے روز پیدا ہوئی - پیشتر ہی تھی -

دوسرے روز فضا بنی - اور اوپر کے پانی نیچے کے پانیوں سے جُدا ہوئے فضا سے مطلب کُرّہ ہوائی[ٹ] ہے جو زمین کے ارد گرد پھیلا ہُوا ہے اور مینہ کے بادلوں یعنی فضا سے اُوپر کے پانیوں کو سنبھالے ہُوئے ہے -

تیسرے روز خشک زمین اور سمندر بنے اور سبزی اور گھاس اور جھاڑیاں اور درخت نمودار ہُوئے اور اس طرح انسان اور حیوان کی ضروریات پہلے ہی سے مُہیا ہوگئیں - جھاڑیوں اور درختوں اور کُل نباتات میں دوبارہ پیدا ہونے کی طاقت ہے تاکہ انسان کے استعمال کے لئے اُن کا سلسلہ برابر جاری رہے ؛

چوتھے روز اجرام فلکی بنے - اور دن کو سورج اور رات کو چاند اور ستاروں کی بدولت دن اور رات میں تمیز ہونے لگی - یہ نشانوں[لہ] اور وقتوں کے واسطے مُقرر ہوئے ہیں ؛

پانچویں روز پانیوں میں مچھلیاں اور دیگر اقسام کے جانور اور ہوا میں پرندے

ٹ - یہودیوں کے پیدائش عالم کے خیال کی رُو سے فضا ایک ٹھوس گنبد تھا - یہ خدا کا تخت تھا خروج ۲۴:۱۰ حزقی ایل ۱:۲۲ - الیہو کہتا ہے کہ فلک پھیلا ہُوا ہے جو ڈھالے ہُوئے آئینے کی مانند مضبوط ہے ایوب ۳۷:۱۸ اور عاموس خدا کی نسبت کہتا ہے کہ " وہ آسمان پر اپنے بالا خانوں کو بنا کرتا ہے اور زمین پر اپنے گردوں کو قائم کرتا ہے " - عاموس ۹:۶ ؛

لہ ۲ سلاطین ۲۰:۸-۱۱ - یرمیاہ ۱۰:۲ - یوئیل ۲:۳۰ - متی ۲۴:۲۹ ؛

خلق ہوئے۔ یہاں لفظ خلق سے پیدا (اُتپتی) ہونا مراد ہے۔ "یہ عقل حیوانی یا تمیز دار زندگی کا پہلا ظہور ہے"۔

چھٹے روز ایک بزرگتر اور بالاتر پیدائش کا کام نظر آتا ہے انسان خدا کی صورت پر آراستہ کیا گیا۔ اور اس کو دنیا کی تمام زندہ چیزوں پر حکومت اور پھلوں سے پورا حظ اٹھانا عنایت ہوا۔ یاد رہے کہ یہاں مویشیوں۔ رینگنے والے جانوروں اور درندوں کو وہ برکت ملنے کا ذکر نہیں ہے جو پرندوں اور مچھلیوں وغیرہ کو ملی (آیت ۲۲) بلکہ خدا نے پرندوں اور مچھلیوں کو برکت دیکر۔ تمام جاندار مخلوق کی پیدائش دیکھ کر اپنی خوشی اور رضامندی ظاہر کی اور اس لئے برکت کا کلمہ دوہرانے کی ضرورت نہ سمجھی۔

"خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی شبیہ بناویں"[۱]

---

[۱] عبرانیوں کے روحانی مذہب کی رو سے آسمانی باپ اور دنیاوی باپ میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔ انسان خدا کی صورت پر پیدا ہوا۔ مگر جنا نہیں گیا۔ خدا کا بیٹا ہونا ایک قدرتی عمل نہیں ہے بلکہ فضل کا کام ہے عہد عتیق میں اسرائیل کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اور یہوواہ اُس کا باپ ہے جسے اُس نے بنایا (ہوسیع ۱۱۔ استثناء ۳۲) ایسے موقع پر بنانا یا پیدا کرنا جسمانی حمل نہیں ہے۔ فضل کے کاموں کے طفیل اسرائیل ایک قوم بنا۔ اور اگرچہ (استثناء ۱۴) "تم خداوند اپنے خدا کے فرزند ہو" میں قومی ابنیت کا ذکر ہے نہ کہ شخصی ابنیت کا۔ تو بھی ہر اسرائیل کا حق ہے کہ اپنے کو خدا کا بیٹا کہے۔

W. R. Smith, The Religion of Semites p. 41.

یہاں ایک ایسے اعلےٰ اور بزرگ کام کا ذکر ہے جس سے گذشتہ تمام کاموں کا میلان ہے۔ "اُسنے اُن کو نر اور ناری پیدا کیا"۔ کہانت کی دستاویز میں ایسی کوئی عبارت نہیں جس سے ظاہر ہو کر دونوں ایک ہی وقت میں پیدا نہیں ہوئے اور اسلیئے اِس باب میں اور دوسرے باب میں اختلاف الذکر ہو گیا ہے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس وجہ سے یہ ثابت ہے کہ پیدائش کی کتاب کا کاتب کتاب کو مرتب کرتے وقت مختلف ذرائع کام میں لایا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ نر اور ناری دونوں خدا کی مخلوق ہیں۔ طرز بیانی پر نکتہ چینی کرنا کچھ معنی نہیں رکھتا۔

الفاظ ہم صورت اور شبیہہ پر ذرا غور کریں۔ لفظ ہم یہاں اور مواقعوں پر استعمال ہُوا ہے "خداوند خدا نے کہا۔ دیکھو انسان ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا"۔ (پیدائش ۳ ۲۲) "آؤ ہم اُتریں اور اُن کی زبان (بولی) میں تفرقہ ڈالیں"۔ (پیدائش ۱۱ ۷)۔ "ہماری طرف سے کون جائیگا؟" (یشعیاہ ۶ ۸) لفظ ہم پر لوگوں کی مختلف رائے ہے اور بعضوں نے اس کی ایسی تفسیر کی ہے جس سے یگانگت الہٰی میں ایک سے زیادہ ذاتوں کے ہونیکا خیال پیدا ہوتا ہے اور اس طرح یہ ایسی مشکل تعلیم بن گئی۔ جس کے حل ہونے میں زمانے گذر گئے اور جو خلاف قیاس تعلیم مانی گئی۔ اکثروں نے یہ کہا۔ کہ بادشاہ اپنے لئے جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم نے یہ حکم دیا وغیرہ۔ یہ خیال بھی درست نہیں ہے اور اس لئے صحیح خیال یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا گروہِ آسمانی سے مخاطب ہوتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اُس کی حضوری میں فرشتے کھڑے رہتے

ہیں۔ میں نے خداوند کو کرسی پر بیٹھے دیکھا۔ اور آسمانی سارا لشکر اُس کے آس پاس کھڑا تھا (۱۔سلاطین ۲۲/۱۹) ؛ خدا کے تخت کے سامنے سرافیم پکارتے ہیں "قدوس۔ قدوس۔ قدوس۔ رب الافواج ہے" (یسعیاہ ۶/۱-۳) ایوب کے دوسرے باب میں آسمانی مجلس کا بیان ہے اور ۳۸/۷ میں لکھا ہے کہ جب زمین کی نیویں دھری گئیں تو "بنی اللہ خوشی کے مارے للکارتے تھے" اس لئے صحیح معنی یہ نکلتے ہیں کہ خدا نے فرشتوں کو جن کی ذات اور خصلت میں انسان کو بھی حصہ لینے کا موقعہ ملیگا[1]۔ اپنا ہم صحبت اور رازدار بنایا۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ خدا ایک ہے لیکن وہ تنہائی میں قیام نہیں کرتا۔ فرشتے اُس کی خدمت کرتے ہیں۔ لیکن خلق کرنا اس اکیلے کا کام تھا۔ "خدا نے کہا آؤ۔ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی مانند بناویں" اگر صورت۔ مانند۔ اور شبیہ میں کچھ فرق ہوسکتا ہے (اگرچہ شک ہی) تو یہ ہے کہ انسانی خصلت خدا کی صورت پر بنائی گئی ہے۔ انسان میں ایسے نامعدوم ہونے والے اوصاف موجود ہیں جو کسی جانور میں نہیں ہیں۔ اس کی خصلت اختیاری اور خود مختار ہے۔ وہ خدا کی شبیہ ہونے میں ترقی کر سکتا ہے یا پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ یہ شبیہ کامل نہیں ہوسکتی لیکن وہ بڑھ سکتی ہے اور گھٹ بھی سکتی ہے بعض مفسرین کا یہ خیال ہے کہ ان الفاظ کے یہ معنی ہیں کہ انسان پاک[2] اور معصوم پیدا ہوا تھا۔ اور آدم کے

---

[1] P. 19 Cambridge Bible علاوہ اسکے دیکھو زبور ۸/۵ ۔

[2] دعبرانی ۲/۷ اور یہودی مفسرین کی بھی یہی رائے ہے ؛

نافرمان ہونے سے اُس میں سے خدا کی شبیہ جاتی رہی۔ بعض یہودی اور عیسائی مفسرین کا خیال ہے کہ اس نافرمانی سے حیوانی دنیا پر انسان کی حکومت جاتی رہی اور وہ اس پر اس طرح حکومت نہیں کرسکتا جیسے خدا سب پر کرتا ہے عام طور پر اس کے یہ معنی لئے جاسکتے ہیں کہ انسان حکومت نہیں کرسکتا جیسے خدا سب پر کرتا ہے۔ عام طور پر اس کے یہ معنی لئے جاسکتے ہیں کہ انسان دیگر سانس لینے والے وجود سے منفرق ہے وُہ فعل خود مختار ہے اور اُس کی اخلاقی ذمّہ داری اَوروں سے مختلف ہے۔ اس فعل مختاری کے ساتھ پہلے کامل پاکیزگی اور معصومیت شامل تھیں اور اس لئے انسان اپنے پیدا کنندہ کی طرح ہوشیار اور غیر فانی تھا۔ اور اس میں ہنیں خیالی اور فعل مختاری کی طاقت تھی۔ نیز وُہ پاک اور بے عیب تھا۔

Speakers Commentary vol i - p. 36.

چھٹے دن کا کام ختم ہونے پر خدا نے اپنے سب کاموں پر نظر کی اور دیکھا کہ اچھا ہے۔ خدا نے ساتویں دن آرام کیا۔ اور اُسے برکت دے کے مقدس کیا۔ اور اس طرح اُس نے ایک دن ٹھیرا دیا۔ جب ہم اپنے معمولی دھندوں کو برطرف کرکے اُس دن کو اُس کے لئے مخصوص کردیں[۵]:

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ۔ [۲] قلسی ۳/۲ اس خیال کا اشارہ کہ آدم کے نافرمان ہونے سے انسان میں خدا کی شبیہ بالکل ضائع نہیں ہوئی۔ پیدائش ۹/۶ اور یعقوب ۳/۹ میں ملتا ہے: [۵] یعنی پیدا کرنے کے کام سے فراغت پائی یہاں کام اچھا ہونے پر اس کی خاطر جمعی ظاہر ہوتی ہے: [۶] خروج ۲۰/۱۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ سبت کو ماننے کی یہ دلیل ہے

"یہ آسمان اور زمین کی پیدائش ۔ بنائے جانے کا حال ہے"۔ ظاہراً تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ متذکرہ بالا پیدائشی حصّہ کے اختتامی الفاظ ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ اُن کو دوسرے حصّہ کے ابتدائی الفاظ سمجھے جائیں کیونکہ کہانت کی دستاویز میں نیا حصّہ شروع کرنے کا ہمیشہ یہی طریقہ ہے۔ کاتب چاہتا ہے کہ دُنیا کی پیدائش کا کام زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرے۔ دُنیا بن چکی۔ اس کے بعد اُس کے قدرتی حاصلات۔ پودوں اور درختوں اور اُس پر بسنے والوں کا ذکر ہو چکا۔ اور جس طرح انسان کے خاندان کی تواریخ کا نام "پیدائش کی کتاب" رکھا۔ اُسی طرح زمین کے حاصلات کی تواریخ کا نام "آسمان اور زمین کی پیدائش" رکھا۔ S.C.V.E:1.P,38.

۱؎ پیدائش کی کتاب میں دس مرتبہ یہ الفاظ آتے ہیں پانچ مرتبہ پہلے حصّہ میں اور پانچ مرتبہ دوسرے حصّہ میں۔ پہلے حصّہ میں (باب ۱ سے ۱۱ تک) (۱) یہ آسمان اور زمین کی پیدائش کا بیان ہے ($\frac{2}{4}$ سے $\frac{4}{26}$)۔ (۲) یہ آدم کا تولد نامہ ہے ($\frac{5}{1}$ سے $\frac{6}{8}$) (۳) نوح کا تولد نامہ یہ ہے ($\frac{6}{9}$ سے $\frac{9}{29}$)۔ (۴) نوح کے بیٹوں کا یہ نسب نامہ ہے $\frac{10}{1}$ سے $\frac{11}{9}$ ۔ (۵) یہ سِم کا نسب نامہ ہے $\frac{11}{10-26}$ اور دوسرے حصّہ میں (۱) اور یہ تارح کا نسب نامہ ہے $\frac{11}{27}$ سے $\frac{25}{11}$ ۔ (۲) اسمٰعیل کا نسب نامہ یہ ہے $\frac{25}{18-12}$ ۔ (۳) اسحاق کا نسب نامہ یہ ہے $\frac{25}{19}$ سے $\frac{35}{29}$ (۴) عیسو کا یہ نسب نامہ ہے $\frac{36}{1}$ سے $\frac{37}{1}$ (۵) یعقوب کا نسب نامہ یہ ہے $\frac{37}{2}$ سے کتاب کے آخر تک۔ عام طور پر کتاب اِن حصّوں میں تقسیم کی جا سکتی ہے ہر حصّہ میں اُس آدمی کی نسل کا بیان ہے جس کے نام سے حصّہ شروع ہوتا ہے ۞

دوسرے باب کی چوتھی آیت سے پیدائش کا دوسرا بیان، قدیمی یعنی یہوواہ اور الوہیم کی دستاویز سے لیا گیا ہے۔ جو متذکرہ بالا بیان سے مختلف ہے اس بیان میں لفظ یہوواہ یعنی خداوند اوّل مرتبہ استعمال ہوا ہے اور اگر اس کے ساتھ الوہیم بھی ملا دیں تو معنی خداوند خدا ہو جاتے ہیں۔ ان دونوں الفاظ کا یکجا استعمال ایک غیر معمولی بات معلوم ہوتی ہے لیکن اس کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں جن میں سے اغلباً سب سے ضروری وجہ یہ ہے کہ کتاب کا مؤلف اس بات پر زور دیتا ہے کہ پیدا کرنے والا (خالق) یہوواہ اور الوہیم دونوں ایک ہی ہیں[1]۔ اس بیان میں پیدائش کی ترتیب پہلے بیان سے مختلف ہے۔ اس میں آدمی کی پیدائش درختوں اور نباتات سے پہلے بتائی گئی ہے اور حیوانات اور عورت کے بعد میں۔ علاوہ اس کے اس بیان میں باغ اور نیک اور بد کی پہچان کے درخت سے کھانے کا بیان زائد ہے جو پہلے بیان میں نہیں ہے۔ طرز بیانیہ میں بھی اختلاف ہے پہلے بیان کا طرز ترتیبی ہے۔ جو کہانت کی دستاویز کا خاصہ ہے اور دوسرے بیان میں طرز خیالی ہے جو قدیمی (یہوواہ کی) دستاویز کی علامت ہے اور ان سے یہ خیال پختہ ہو جاتا ہے کہ پیدائش اور انسان کی ابتدا یا اصلیت کے بیان کی بنیاد دو مختلف دستاویزوں پر ہے جن کو مصنف نے یکجا استعمال کیا ہے۔

باغ میں دو درخت تھے جن کا خاص اثر تھا۔ ایک زندگی کا درخت جس کے پھل کا حیات ابدی کا اثر تھا ($\frac{۳}{۲۲}$) اور دوسرا نیک و بد کی پہچان کا درخت

[1] مصنف یہوواہ کی دستاویز میں یہوواہ کے ساتھ الوہیم اس لئے ایک ساتھ لایا ہے کہ کہانت کی دستاویز کے یہوواہ اور الوہیم میں مطابقت سمجھی جائے۔

جس کا پھل کھانے سے نیکی اور بدی میں امتیاز کرنے کی طاقت ملتی تھی[1]۔

خداوند خدا نے دیکھا کہ آدمی کے لئے اکیلا رہنا اچھا نہیں ہے اسلئے اُس نے حوا کو آدم کی مددگار بنایا کہ آدم کی سی خصلت رکھتی ہوئی وہ اُس کی ساتھی اور مددگار بنی رہے اور اُس کے خیالوں اور مذاق میں بھی شامل ہونے کے قابل ہو۔ خداوند خدا نے آدم پر ایک بھاری نیند بھیجی[2] کیونکہ مناسب معلوم ہُوا کہ وُہ اس عجیب عمل کو جو ہونے والا تھا نہ دیکھے۔ خداوند خدا نے سوتے ہوئے آدمی کے پہلو سے ایک پسلی نکالی اور اُس سے عورت کو بنا کے آدمی کے پاس لایا۔ عورت کے اس طرح پیدا کرنے کی کیفیت سے اُن کے آپس کے قریبی رشتہ اور عزت دینے کے خیال کو ظاہر کرتا ہے جو ان دونوں جنسوں کے مابین ہونا چاہیئے۔

ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آدم کس قدر خوش ہُوا ہو گا۔ جب خواب سے بیدار ہو کر اُسنے اپنے پہلو میں ایک خوبصورت مخلوق کو دیکھا اور اُس کو اپنی مددگار ہونے کو ہر طرح سے آراستہ پایا۔ اسکو اس کی بہت ضرورت تھی۔ اُس نے دیکھا کہ وُہ میری ہڈی میں سے ہڈی اور گوشت میں سے گوشت ہے اور اسکو بالکل اپنا ہم جنس پاکر اس کو عورت (ناری) کہا کیونکہ وُہ آدمی میں سے لی گئی ہے[3]۔ آدمی اور اُس کی بیوی کا رشتہ دیگر

---

[1] نافرمانی کے بیان پر غور کرتے وقت ہم اس پھل کی ممانعت پر خیال کریں گے۔

[2] دیکھو پیدائش $\frac{15}{12}$ - اسموئیل $\frac{26}{12}$ - یسعیاہ $\frac{29}{10}$۔

[3] عبرانی میں آدمی کو اش Ish کہتے ہیں جس کی تانیث Ishsha یعنی عورت ہے مقابلہ کرو انگریزی میں Man - Woman Wife۔

رشتہ داریوں سے زیادہ قریبی ہے انسانی صحبت کے آغاز ہی میں شادی
کی پاکیزگی اور ایک ہی شادی کے اصول کو جائز رکھا ہے پس ہمارے پہلے
والدین آپس کی محبت اور بچپن کی سی معصومیت میں باغ میں رہتے تھے
لیکن افسوس ہے کہ اُن کی زندگی میں گناہ کے داخل ہونے سے اُن کی مبارک
حالت اس قدر تبدیل ہو گئی۔ یہاں پہنچ کر پیدائش کے دونوں بیان ختم ہو
جاتے ہیں[۱]۔

اب ہم ایک افسوسناک حادثہ کی طرف جو ہمارے پہلے والدین سے
متعلق ہے۔ قدم اُٹھاتے ہیں۔

باب سوئم

اِنسان کی نافرمانی

یہ ذکر نہایت سادے الفاظ اور تصورانہ خیال میں بیان کیا گیا ہے قدیم
زمانہ میں سانپ کو بُرائی کا نشان خیال کرتے تھے اور حکمت کی کتاب
(۲/۲۴) میں ۲ پڑھتے ہیں کہ "شیطان کی دشمنی سے دُنیا میں موت آئی"
مابعد زمانہ کے یہودیوں کی تھیولوجی (علم الٰہی) میں اس شکل کو کہ انسان

---

[۱] بابل کے افسانوں میں اور بائبل کے بیدھے سادے لیکن اعلےٰ درجے کے بیان
میں پیدائش کے حال کا مقابلہ خالی از دلچسپی نہیں ہے دیکھو:۔
Appendix in the Camb. Bible; Dummelow's
Commentary XXXII - IV.

کو سانپ کس طرح آزما سکتا ہے اس طرح حل کیا ہے اور اُس کی بابت یہ
یقین ہے کہ سانپ شیطان کا مُنہ تھا۔ یا شیطان سانپ کے بھیس میں
تھا۔ یوحنّا ۸:۴۴ میں ہم پڑھتے ہیں کہ شیطان شروع سے انسان کا قاتل ہے
اور مکاشفہ ۱۲:۹ میں لکھا ہے کہ "پُرانا اژدہا شیطان[۱] ہے"۔ اور ہمارے
خداوند نے اُسے اِس دُنیا کا سردار کہا ہے۔ جس میں خداوند کی کوئی چیز
نہیں پائی جاتی۔ یوحنّا ۱۴:۳۰۔

سانپ نے حوّا کے پاس جا کر کہا "کیا یہ سچ ہے کہ خدا نے تمہیں باغ
کے ہر درخت کا پھل کھانے کو منع کیا ہے؟" اِس سوال کے طرز سے یہ
ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کا یہ حکم ایسا عجیب ہے کہ اس میں کچھ شک معلوم
ہوتا ہے عورت نے جواب دیا۔ کہ صرف ایک درخت کا پھل کھانے کی ممانعت
ہے یعنی اُس درخت سے جو باغ کے بیچوں بیچ ہے جسے نیک و بد کی پہچان
کا درخت[۲] کہتے ہیں۔ نیک اور بد کی پہچان یا واقفیت سے خودمختاری کی
حالت مراد ہے۔ اور ایسی حالت بہت خطرناک بھی ہے کیونکہ حکم سے عدول
کرنا موت ہے۔ آدم میں یہ علم اور پہچان موجود تھی۔ لیکن شیطان کے
بہکانے کی غرض یہ تھی کہ اس درخت کا پھل کھانے سے یہ پہچان بڑھ

۱؎ مسلم افسانہ یہ کہتا ہے کہ شیطان کو یہ خوف ہو گیا تھا کہ کہیں اُس کو آدم کا
مطیع نہ رہنا پڑے اور اسلیئے اس کو برباد کرنے کی کوشش کی قصص الانبیاء صفحہ ۱۵۔
۲؎ اس درخت کے حصّوں کی بابت دیکھو۔
Geikie, Hours with the Bible, Vol I, Chap VIII.

جائیگی۔ لیکن خطرہ یہ ہے کہ جس قدر پہچان بڑھتی ہے اُسی قدر ذمہ واری بھی زیادہ ہوتی ہے۔ آدم کے سامنے یہ آزمایش تھی اور نہایت سخت آزمایش تھی۔ انسان کے سامنے ایک ممنوع شے لے کر حاضر کر دیا اور یہ سمجھا دیا کہ اخلاقی بڑائی اور بزرگی الٰہی حکم کی فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہے جبتک کوئی وصف یا خوبی آزمائی نہ جاوے۔ تب تک وہ نام پانے کی حقدار نہیں ہے۔ مثلاً کسی انسان یا کسی شے میں کچھ خوبی ہے اگر وہ شے کام میں نہیں آتی۔ تو خوبی اُس میں نہاں رہتی ہے لیکن اس کی آزمایش کی جاوے تو خوبی عیاں ہوتی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اس میں فلاں خوبی ہے۔ اسی طرح نیکی ایسی صفت نہیں ہے جو خاموش پڑی رہے۔ بلکہ بُرائی سامنے آنے سے نیکی ظاہر ہوتی ہے۔

آدم کے سامنے ایک اور بھی آزمائش تھی۔ جس میں نیکی کو پسند کرنا ممکن ٹھیرایا گیا۔ لیکن انسان کی مرضی پر موقوف تھا کہ اسکو پسند کرے یا نہ کرے۔ حوّا نے کہا کہ اس پھل کو چھونے تک کی ممانعت ہے۔ حوّا نے کچھ مبالغہ کے ساتھ کہا۔ حقیقت میں پھل ممنوع اُس کا کھانا تھا۔ چھونا نہیں تھا۔ یہودی روایت میں لکھا ہے کہ "تب سانپ نے اُس (عورت) کا ہاتھ (پکڑ کے) درخت کی طرف کھینچا۔ یہانتک کہ ہاتھ درخت سے لگا دیا۔ اور کہا کہ دیکھ اب تُو نے درخت کو چھو لیا اور تجھ پر کوئی آفت نہ آئی۔ اس لئے اب نڈر ہو کر پھل کھائے۔"

Camb Bible P 105 میں حوّا کے آزمائش میں مغلوب ہونیکے بابت پڑھو۔
Apocalyptic Book of Adam & Eve XV–XXX.

سانپ نے اِس عمل سے یہ ظاہر کیا۔ کہ خدا اپنی مخلوق کی خوشی نہیں چاہتا اور خدا کو اندیشہ ہے کہ کہیں انسان نیکی اور بدی میں امتیاز حاصل کر کے اُس کی مانند نہ ہو جاوے[1]۔ یہ چاپلوسی شرارت سے پُر تھی۔ لیکن اُس نے حوّا کے دل پر حسب خواہش اثر کیا۔ اُس نے ثابت کر دیا۔ کہ نافرمانی کا نتیجہ موت نہیں ہے[2]۔ حوّا اِس آزمائش کا مقابلہ نہ کر سکی۔ وہ کمزور ہو گئی۔ اُس کے دل میں شوقِ تحقیق کی خواہش اور اُمنگ پیدا ہوئی۔ اور سانپ کے جھوٹ کا یقین کر لیا۔ سانپ نے اُس کو صاف الفاظ میں پھل کھانے کو نہیں کہا لیکن اُس کے دل میں خدا کو بے اعتبار سمجھنے کا بیج بو دیا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا۔ کہ اُس کا نتیجہ نافرمانی ہو گا۔ لاگ لپیٹ کی اور پیچیدہ آزمائش بعض وقت نہایت کارگر ہوتی ہے۔ یہاں وہ عجیب عقل کے ساتھ پیش کی گئی تب عورت نے وہ پھل دیکھا[3] اور لیا۔ خواہش کے بعد گناہ سرزد ہوا کیونکہ

---

[1] ملٹن کہتا ہے کہ سانپ نے سوچا۔ کہ میں اُن کے ذہنوں میں معلومات بڑھانے کے شوق پیدا کروں گا اور کینہ ور (خدا) کے احکام رد کرنے کی طرف راغب کروں گا۔ خدا نے اُن شخصوں کو جو معلومات بڑھا کے اُس (خدا) کے برابر ہو سکتے ہیں مطیع رکھنے کی بندش باندھی ہے ایسی باتوں میں نیچا دکھائے جا کر وہ اس (پھل) کو کھائیں گے اور مریں گے۔ اس (نافرمانی) کا اس سے زیادہ اور کیا نتیجہ ہو سکتا تھا۔ Paradise Lost, Book IV line 521-6

[2] "اے جہان کی ملکہ تو اِن سخت ڈراووں کی پرواہ مت کر تو نہ مرے گی اور مرنے کی وجہ ہی کیا ہے؟ یہ پھل! تم انہیں کے کھانے سے تو زندہ ہو"
Paradise Lost Book IX, line 685-7.

[3] مسلم کہتے ہیں کہ اُس نے گیہوں کے تین دانے لئے۔

"جب خواہش حاملہ ہوئی تو گناہ پیدا کیا" (یعقوب ۱/۱۵) دیکھنے کے بعد دل کام کرتا ہے[1]۔ (واعظ ۱۱/۹ ایوب ۳۱/۷)

حوّا نے آدم کو پھل دیا۔ شاید اس خیال سے کہ اس سے اس کو فائدہ پہنچیگا۔ (اتمطاؤس ۲/۱۴) لیکن ہمیں نہیں معلوم کہ وہ اُس کے لینے سے ہچکچایا۔ یا نہیں۔ تحریر یہ کہتی ہے کہ اُس نے کھایا[2]۔ سانپ کے کہے کے مطابق اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور اُن کی معصومیت کی حالت جاتی رہی اور نو یافتہ علم اُن کے لئے شرم کا باعث ہوا۔

تب اُنہوں نے خداوند خدا کی آواز دن کے ٹھنڈے وقت (شام کو) جبکہ وہ باغ میں پھرتے تھے۔ سنی[3]۔ ممکن ہے کہ اب تک وہ بھی اُس کے ساتھ

[1] ملٹن کہتا ہے "اُس نے پھل کو آنکھ بھر کے دیکھا جس کا دیکھنا ہی آزمایش تھی اور اُس کے کانوں میں اُس (شیطان) کے ورغلانیوالے الفاظ گونج رہے تھے"

Paradise Lost BK IX, line 735-7

[2] بعض یہ کہتے ہیں کہ حوّا نے اس خیال سے آدم کو پھل دیا تھا کہ اگر میں مرگئی تو وہ بھی مرجائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسری بیوی کرلے۔

Century Bible P. 106.

[3] پیدائش کی کتاب کے ابتدائی بیانات میں خدا کا شکل انسانی میں ظاہر ہونا کثرت پایا جاتا ہے اُسنے اپنے کاموں سے فراغت پائی۔ اُسنے آدم کیلئے باغ لگایا وہ اُسکے پاس جانوروں کو لایا۔ وہ حوّا کو بنا کے آدم کے پاس لایا وہ باغ میں پھرا اور مجرموں کیلئے کپڑے بنائے۔ انسان کی اوائل عمری میں خدا اپنے لوگوں کو سیدھے سادے بچوں کی سی زبان میں سبق سکھاتا ہے کہ وہ بآسانی سمجھ سکیں ؛

پھرتے ہوں لیکن اب اُن کی ضمیر نے اُن کو قائل کیا اور اُنہوں نے اپنے کو
پوشیدہ کیا۔ خدا نے اُن کو اِس لئے نہیں ڈھونڈا۔ کہ اُسے اُن کا علم نہ تھا
بلکہ اِس لئے کہ وہ اُس کی رفاقت سے جُدا ہوگئے"۔ اب تفتیش شروع
ہوئی اور آدمی عورت پر اور کنایتاً اُس پر الزام لگاتا ہے جس نے اُسے
عورت دی تھی اور عورت سانپ پر الزام لگاتی ہے۔ سانپ سے کچھ باز
پُرس نہیں ہوئی۔ شاید اِس لئے کہ "وہ جانور ہونے کی حیثیت سے اخلاقاً
اس فعل کا ذمہ دار نہیں تھا۔ لیکن بُرے خیالات اور بیہودہ شوروں
کا نمائیندہ ہونے کے سبب اسکو سزا ملی۔ (Dинer)
پہلے حکم سانپ پر صادر ہُوا۔ کیونکہ وہ آزمائش کنندہ تھا۔ اور اُسپر
دائمی ذلّت کا فتویٰ لگا۔ بُرائی کی طاقتوں (جنکا وہ نمائیندہ تھا) اور
نوعِ انسان اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی قرار پائی۔ اس کلام
میں کہ وہ تیرے سر کو کچلیگی اور تُو اُس کی ایڑی کو کاٹے گا" ایک مخفی
راز ہے۔ اوّل یہ کہ سانپ کی زندگی اور طاقت اُس کے سر میں ہوتی ہے
اور سر کچلنے سے خارج ہو جاتی ہے۔ انسان کی ایڑی سب سے ادنےٰ اور کم
قدر حصّہ ہے اور اس کا زخم بہت جلد اچھا ہو جاتا ہے۔ دوم عورت کی
نسل بُرائی کی طاقت کو اُس کی مرکزی زندگی اور اصُول میں پکڑتی ہے۔
لیکن سانپ کی نسل نیکی کی طاقت پر ایسی جگہ حملہ کرتی ہے جو سب سے
زیادہ کھلی ہوئی ہے اور اُس پر باآسانی حملہ ہو سکتا ہے (سوائے ایڑی
کے انسان کا اکثر تمام بدن ڈھکا رہتا ہے) سوم۔ جسوقت سانپ انسان

کی ایڑی کو کاٹنے کی کوشش کرے وہی وقت ہے جبکہ انسان اُس کے سرپر ایڑی کو اُٹھاکر ایسے زور سے مارے کہ سانپ کا سر کچل جاوے

Lange Commentary P. 235.

خدا نے اِس لڑائی کو مقرر کردیا ہے اور اس کی فتح کا بھی اعلان دے دیا ہے۔ فتحمند کا نام نہیں بتایا۔ نہ ہم کو یہ معلوم ہے کہ مصنّف کے دل میں کسی خاص شخص کا خیال تھا۔ لیکن مسیح کی شخصیت میں نیکی نے فتح حاصل کی۔ اور بُرائی کی رُوح پر اُس کی فتح یقینی اور دائمی ہے۔ کسی دوسرے شخص میں یہ اُمید ایسے کامل طور پر پوری نہیں ہوئی۔ اسلئے مسیحیوں کا اِس وعدہ میں گناہ کے اُوپر فتح کُلّی کی خوشخبری کا اعلان پہچان معلوم کرجانا عین انصاف ہے۔

عورت ہی کی نسل میں سے ایک کے ہاتھ سے جس سانپ نے ایسی مکاری سے بہکایا۔ اسکو سزا ملیگی۔ آدم اور حوّا کو سزا ملی۔ مگر وہ لعنتی نہ ٹھیرے کیونکہ اُن کو اصلی حالت پر لے آنا ممکن تھا۔ سزا اُن کے لئے

Dummelow's Commentary P. 10 نے علاوہ اس کے

انجیل کا اختتام ان الفاظ پر ہے " مبارک وہ ہیں جو زندگی کے درخت کے پاس آنیکا اختیار پائیں گے " اور حنوک کی کتاب ۲۵ / ۴ میں لکھا ہے کہ " انصاف اعظم کے دن تک کسی فانی شخص کو اس خوشبودار درخت کو چھونے کی اجازت نہیں ہے اسوقت وہ راستباز اور پاک شخص کو دیا جائیگا۔ برگزیدہ لوگ اسے کھائیں گے "۔

ایک تربیت ہوئی۔ عورت کو یہ سکھایا۔ کہ اُس کے ماں ہونے کے بڑے موقعہ اور خوشی میں تکلیف اور درد شامل ہوگا۔ اور وہ اپنے خاوند کے تابع رہیگی۔ آدم کی وجہ سے زمین لعنتی ہوئی۔ اور آدمی کو اپنی روزمرّہ کی ضروریات حاصل کرنے کے لے محنت اور مشقت کرنی پڑے گی۔ خداوند خدا نے مہربانی کرکے کھال کے دو کوٹ بنا کے دونوں مجرموں کو پہنائے۔ اِس مہربانی کے کام سے ظاہر ہے کہ اگرچہ خدا نے اُن کو سزا دی۔ تو بھی وُہ ان دونوں کی پرواہ کرتا ہے اور ان کی بھلائی کا خواہاں ہے۔

تب فردوس سے خارج کرنے کا کام شروع ہوا۔ آدمی نے اپنی خود مختار مرضی کو کام میں لاتے ہوئے خدا کی نافرمانی کی۔ اب اگر وہ درخت حیات سے کھا لیتا۔ اور غیر فانی ہو جاتا۔ تو بُرائی بھی غیر فانی بن جاتی۔ اس لئے باغ سے نکالنا خیر اندیشی کا کام ہوا۔ "ہم میں سے ایک" کی تفسیر کرنا مشکل ہے لیکن اگر ہم یاد کریں کہ بائیبل کے اکثر مقامات میں آیا ہے کہ خدا کے دربار شاہی میں فرشتے چاروں طرف کھڑے ہیں۔ تو ان الفاظ پر روشنی پڑتی ہے (اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے) اسکی آسان شرح یہ ہے "جن فقروں میں لفظ ہم استعمال ہوا ہے اُن سے تالوث کی تعلیم کا عقیدہ مفہوم نہیں ہے۔ پر تالوث کی تعلیم کی پیش قدمی ضرور ہے۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا آسمان پر تنہا نہیں رہتا۔ اُس کے مُطلق ایک ہونے سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وُہ اکیلا اور تنہائی میں رہتا ہے۔ جو بائیبل کی رُو سے غلط ہے"؛

پس آدم اور حوا کو باہر وسیع دنیا پر اکیلے جانا پڑا۔ اور تاکہ وہ باغ میں واپس نہ آسکیں۔ باغ کے مدخل پر کروبیوں کا چمکتی (آتشی) تلوار کے ساتھ پہرہ مقرر ہوگیا۔ کیبل Keble کہتا ہے:-

"انسان کے خیال میں وہ باغ اکیلا چھوڑا ہوا ہے اسکی دیکھ بھال کے لئے کوئی نہیں ہے اس سے اور اس آتشی تلوار سے جو اُس کا پہرہ دیتی تھی۔ دُنیا کو سکھایا جاتا ہے کہ اگرچہ وہ (باغ) ہماری پہنچ سے دُور ہے تو بھی اپنی مقررہ جگہ پر زندگی اور جلال کا درخت اُگا ہوا ہے"

کروبیوں کی بابت مفصلاً بیان نہیں ہے بعض وقت وہ خدا کا تخت اٹھائے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ الٰہی حضوری کو بھی ظاہر کرتے ہیں عہد کے صندوق پر بھی دو سنہری کروبین تھے (خروج $\frac{25}{18 \times 22}$)

گذشتہ جن ابواب پر تفسیر ہوئی۔ اُن پر کچھ کہنا باقی ہے۔ یہ تواریخی افسانے ہیں یا تمثیلی قصے ہیں؟ ان بابوں میں کائینات اور انسانی نسل کی اصلیت کا ذکر ہوا ہے۔ یہ نہ تو علمی صحیفہ۔ نہ سائینس کا رسالہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶۔ لہ اسلام میں اس تنہائی پر زور دیا گیا ہے چنانچہ امام غزالیؒ کہتا ہے کہ "وہ ایک بغیر کسی شریک کے ہے اکیلا بغیر ثانی کے ہے ابدی ہے جس کا کوئی مخالف نہیں اُس کی زندگی علیحدہ ہے اس جیسی زندگی کا کوئی نہیں۔ Faith of Islam (4th. ed.) P. 231

ہے۔ سائنس اور بائیبل کی پیدائیش عالم۔ اپنے قدرتی عجائبات کے
لحاظ سے دو جُداگانہ خیالی جانتیں ہیں۔ ان میں سے عالم کی پیدائش
نہ تواریخ ہے نہ سائنس کا رسالہ ہے اسرائیلی کو ایسی ادنے باتوں
سے کچھ واسطہ نہیں ہے اس لئے پیدائیشی کام میں خدا کی قدرت دیکھی
اور اُس کا یہ یقین کرنا اور ایمان رکھنا درست ہے کہ یہ سب کچھ جو دیکھنے
میں آتا ہے خدا کی قدرت کا باعث ہے۔ اُس وقت انسانی علم محدود تھا
وہ انسان کے لڑکپن کا زمانہ تھا۔ اور اسلیئے اس بیان کو صاف کرنے اور
سمجھنے کی خاطر یہ لازم آیا۔ کہ اسکو ضابطہ اور اصلاح کی پیچیدگیوں سے
آزاد کر کے سادہ طور پر بیان کیا جائے۔ اس بیان کی بُنیاد بعض قدیمی
عقائد پر ہے۔ لیکن مصنّف نے اس کو ارزل اور ادنےٰ باتوں سے
پاک کر کے آسمان اور زمین کے اکیلے خالق اور بادشاہ کی حضوری اور
قدرت سے آراستہ کیا ہے خدا نے طبعی حالات زمین کی سطح پر لکھدیئے
ہیں۔ لیکن مذہبی حالات پیدائش کی الہامی کتاب میں اس طرح قلمبند
کئے ہیں کہ پڑھنے والے کو حقیقی تعلیم حاصل ہو۔ جن دو ذریعوں سے
یہ بیان دیئے گئے ہیں۔ وہ دونوں ربانی ہیں۔ ڈاکٹر مارکس ڈاڈ نے کیا
خوب کہا ہے کہ "لوگ بڑی غلطی کرتے ہیں کہ وہ حالات جو صرف ایک
ہی کتاب میں مل سکتے ہیں اُن کو دوسری کتاب میں تلاش کرتے ہیں
اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو وہ قدرت (نیچر) کے دلائل کو سننے سے
انکار کر دیتے ہیں کیونکہ وہ بائیبل کے دلائل سے مطابقت نہیں رکھتے۔

اور نہ قدرتی تعلیم پر قناعت کرتے ہیں۔ کیونکہ قدرت بھی ہم کو وہ سب باتیں
سکھاتی ہے جن کا اپنی نسبت اور دنیا کی نسبت اور خدا کی نسبت
جاننا ضرور ہے۔ ابتدائی دنیا میں لوگ بہت جلد ایک سے زیادہ خدا
اور معبود مان لیا کرتے تھے اور ان کو اس رذیل حالت سے بچانے کیلئے
یہ معلوم ہونے کی ضرورت تھی کہ جو سب چیزوں کا خالق اور مالک ہے وہ
ایک پاک اور نیک خدا تھا (جو اب تک وہی ہے) اور اس کے کاموں
کا سرتاج اور بلندی انسان ہے۔ اور یہی وہ علم ہے جس کا پیدائش
کی کتاب میں ذکر ہے۔ اس سے معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے۔ ان
باتوں میں یہ تسلیم ہے کہ خدا سے ہمارا رشتہ ہے اس تعلیم کا انحصار
بیان کی طبعی وضاحت پر نہیں ہے۔ لیکن یہ بیان اس لئے قابل قدر
ہے کہ اس میں مذہبی نقطہ خیال کی رو سے پیدائشی حالات ہیں اور انکی
ترتیب اور بندش الہامی ہے جو زمانہ حال کے خیالات کو پاک کرتے ہیں
تاکہ وہ مذہبی حقیقت اور سچائی کے درست وسائل ہوں۔ ان حالات
کے لکھے جانے کی یہ غرض ہرگز نہیں ہے کہ جس حقیقت کو انسان
وقت معین پر خود معلوم کر سکتا ہے اس کو قبل از وقت اور بے موقع
ظاہر کر کے اس انتظار میں بیٹھا رہے کہ دیکھیں اب سائنس دان آگے
کیا تحقیق کرتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ عہد عتیق اور عہد جدید
کے مصنفوں کو چیزوں کے علمی ظہور سے کچھ تعلق نہ تھا۔ نہ انکو سائنس کے
علم کا دعوےٰ تھا۔ کیونکہ یہ امر ان کی طاقت سے باہر تھا۔ لیکن زمانہ حال

کی سائینس (ہیئت) نے اُن کی تصنیفات کو ہمارے فائدہ کے لئے بہت صاف کر دیا ہے تاکہ تشریح کرنے کے کام میں سہولیت ہو اور دونوں میں مناسبت پائی جائے[1]" مقدس صحیفوں کی پہلی کتابیں ہم سے عزت پانے کی حقدار ہیں جبکہ یہ ظاہر ہے کہ" وہ ایسے زمانے کی حدبندی میں تھیں کہ سائینس کے تحقیقاتی طریقے نامعلوم تھے۔ اور تواریخی روح اُس وقت تک پیدا نہیں ہوئی تھی۔ سائینس اور تاریخی اختلافات خود اُس پیغام الٰہی کے ثبوت ہیں جو ایسا دلکش ہے کہ سب کی توجہ اپنی طرف کھینچتا ہے۔

Kent - A History of the Hebrew People Vol I. P, 112

پس ہم اُن سے بڑے سبق سیکھتے ہیں؟ یہ کہ دنیا ابدی اور ازلی نہیں ہے کہ وہ اتفاقیہ نہیں بن گئی اور جیسا کہ ہم اب جان گئے ہیں ابتدا میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اُن کی اصلیت ایک بذاتِ خاص خدا کی مرضی اور قدرت سے ہے[2]۔ اِس بیان کو ایسے مصنف نے لکھا ہے جس کا ایک عمیق مذہبی دل تھا۔ ضرورت نہیں کہ ہم سائینس سے

---

[1] Parents review, man 1,924, P. 158

[2] جب ہم ازلی بذاتِ خاص خدا اور اِس دنیا پر جو اسکے قدرت والے کلمہ سے بنی غور کرتے ہیں تو ہمہ اوست کا عقیدہ باطل ہو جاتا ہے (دیکھو عبرانی ۱۱:۳) P. 72۔ پیدائش کا بیان الہام کے پہلے کام کا نتیجہ اور پھر مکاشفہ کے پہلے کام کا نتیجہ ہے

واقف ہوں بلکہ مذہبی تعلیم کو جاننا ضرور ہے جس سے ہمارا ایمان اُس ایک خدا پر پکا ہو جاتا ہے جو آسمان اور زمین کا خالق ہے۔ پیدائش کا احوال تمام ہوگیا۔ اسپر اس سے زیادہ اور کیا زور دیکر کہہ سکتے ہیں کہ اسکا گہرا مطلب مذہبی ہے نہ کہ علمی۔ اس میں خدا کی خود وجودگی اور خود مختاری کا ظہور ہے سب چیزیں اُس کی مطلق العنان حکومت کے تابع ہیں اسکی شریعت سے قصداً منحرف ہونے کا نام گناہ ہے اور اُسکی سزا کو ہلکا کرنے کیلئے علاج بھی تیار کیا ہے اور اس علاج کے ساتھ وعدہ ہے اسکی مذہبی تعلیم کا مجموعہ یہ ہے کہ "پیدائش کی کتاب تمام علم الٰہی کی حقیقی اور اصلی پیدائش کی جگہ ہے اس میں خدا اور انسان کے۔ راستبازی اور انصاف کے۔ ذمہ داری اور اخلاقی حکومت کے۔ ناکامیابی اور اُمید کے خیالات قلمبند ہیں۔ جن سے عہد عتیق کے تمام واقعات قبل از وقوعہ سمجھ میں آجاتے ہیں اور یہ مسیح کی رسالت کیلئے راہ تیار کرتی ہے۔ Girdlestone Foundation of the Bible P. 155.

باب چہارم

قائن اور ہابیل

اس باب میں گناہ کے ترقی کرنے اور اُس کی موروثی خصلت کا بیان ہے اس باب کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بیان نامکمل ہے اور جگہ جگہ رخنے

نظر آتے ہیں۔ حوا ایک بیٹا جنی اور اُس کا نام قائنؔ[1] رکھا اور کہا "میں نے ایک آدمی خدا سے پایا"۔ ترجمہ ثانی (R.V.) میں ہے "خدا کی مدد سے" دوسرا لڑکا ہوا۔ اور اُس کا نام ہابلؔ ہوا۔ جس کے معنی سانس یا بُخار کے ہیں۔ اور یہ شاید دلالت کرتا ہے اُس کی کوتاہ عمر پر کیونکہ وُہ بہت جلد گذر گیا[2]۔ معلوم نہیں یہ نام کس نے رکھا تھا۔ ان دونوں آدمیوں میں تہذیب اور حکمت اور عقل کے ابتدائی اصُول پائے جاتے ہیں۔ ایک بھیڑوں کا گڈریہ تھا اور چرپائی زندگی بسر کرتا تھا اور دوسرا زمین کا کھودنے والا یا کسان تھا۔ آدم کو باغ کی رکھوالی۔ باغبانی سپرد ہوئی تھی (۲/۱۵) اور ممکن ہے کہ اُس نے قائنؔ کو یہ کام سکھایا ہو۔ خیال ہے کہ رُوئے زمین پر کوئی دوسرے لوگ بھی رہتے تھے جن کے غصے اور انتقام سے قائنؔ ڈرتا تھا۔ ابتک قربانی کے مقرر کئے جانے کا کوئی ذکر نہیں ہے اور اُس کے قواعد اور ضوابط بعد میں مرتب ہوئے انسان کو شروع ہی سے مذہبی عقل اور خدا سے گفتگو کرنے کی لیاقت عطا ہوئی ہے۔ خدا کے پاس پہنچنے کا طریقہ عبادت ہے اور قربانی اُس کا

---

[1] بعد میں نام رکھنا باپ کا کام ٹھیرا۔ کہانت کی دستاویز میں ابراہام اپنے بیٹے کا نام رکھتا ہے (پیدائش ۲۱/۳ - لوقا ۱/۶۲) قدیمی دستاویز (یہووا اور الوہیم) میں عورت نام رکھتی ہے (پیدائش ۲۹/۳۲-۳۴ اور باب ۳۰)

[2] ایوب ۴۲/۱۴ ؎

ظاہری نشان ہے۔ دونوں بھائی اپنے اپنے نذرانے لائے۔ قائن زمین
کے حاصلات اور ہابل اپنے گلّہ کے پہلوٹے اور چکنائی یعنی سب سے اچھے
جانور اور اُن کا نہایت ہی نفیس حصّہ[1]

"خداوند نے ہابل کو اور اُس کے ہدیہ کو قبول کیا۔ پر قائن کو اور اُس
کے ہدیہ کو قبول نہ کیا" (پیدائش ۴ و ۵) اِس فرق کی وجہ نہیں بتائی گئی۔ اس
کے متعلق اختلاف رائے ہے ایک تو یہ کہ قائن قربانی کی رسم کو واجباً
ادا کرنے میں قاصر رہا۔ اور یہودی تاویل سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت
کی رسوم پیشتر سے مقرر تھیں۔ ہابل کے جانوروں کی قربانی کو قائن کے
کاشتکاری کے حاصلات پر ترجیح دی گئی ہے[2]۔ کاشتکاری کے کام کو
صرف اس لئے عزت تھی کہ اس کا تعلق آدم سے تھا۔ اسلئے خاص اطلاع
کی عدم موجودگی میں کہ کیوں ایک قربانی منظور اور دوسری نامنظور ہوئی
اور کس طریقہ سے خدا نے اپنی رضامندی اور منظوری ظاہر کی ضرور ہے

[1] گنتی ۱۸/۱۲۔

[2] یہ قریب القیاس ہے کہ کنعان میں بود و باش کرنے کے شروع ایّام میں
اسرائیلیوں میں یہ خیال تھا کہ خانہ بدوشوں کے مذہب میں جانوروں کی قربانی
نباتاتی قربانیوں سے جو کنعان کے لوگوں سے بتوں کے آگے چڑھائی جاتی تھیں۔
برتر تھیں۔ Skinner the International
Critical Commentary (Genesis)
page 106.

کہ ہم من گھڑت خیالوں کو دور کریں۔ خاص وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ قربانی گذراننے کی روح اور نیت میں فرق تھا۔ اور آیت سات میں اچھے اور بُرے لفظوں کا استعمال ہونا اسکی دلیل ہے۔ اور عبرانی ۱۱ باب ۴ میں صاف لکھا ہے کہ "ایمان سے ہابیل نے خدا کے حضور قائن سے بہتر قربانی گذرانی" اس بیان کی تشریح میں بھائیوں کی طبیعتوں کا فرق پایا جاتا ہے خدا کے حضور قربانی گذراننے کے لئے عابد کی نیت ایک لازمی شئے ہے[۱] خدا قربانی میں سے انسان اور روح کی نیت دیکھتا ہے یا ان سے بھی زیادہ ضروری شئے جو ان الفاظ سے ظاہر ہے یہ ہے کہ خدا پہلے روح کو دیکھتا ہے اور پھر اندرونی نیت کے بموجب قربانی کو جانچتا ہے اور ویسی ہی برکت دیتا یا ویسا ہی سلوک کرتا ہے۔

قائن کو مایوسی ہوئی اور وہ ترش رو ہوا۔ رشک اور حسد سے غصہ پیدا ہوا۔ خدا نے دیکھا کہ اب بُرائی پیدا ہونے والی ہے اور رحم سے بھر کے بیچ بچاؤ کرنے کی غرض سے چاہا۔ کہ قائن اپنی حالت کو جانچے اور اپنی خود امتحانی کرے تو کیوں غصہ ہوا اور اپنا چہرہ کیوں بگاڑا۔ جو تو اچھا کرتا۔ تو کیا وہ (چہرہ) اونچا نہ اُٹھتا؟ (ترجمہ ثانی) برخلاف اس کے اگر قائن اچھا نہیں کرتا۔ تو گناہ[۲]

---

۱ دیکھو امثال ۱۵ باب ۸ ۔ یسعیاہ ۱ باب ۱۱-۱۷ ۔ زبور ۵۱ باب ۱۵-۱۷

۲ گناہ کا لفظ اوّل مرتبہ استعمال ہوا ہے سمتھ ڈکشنری آف دی بائبل (جلد صفحہ) میں "گناہ کی قربانی" لکھا ہے اور کہتے ہیں کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ معافی حاصل کرنے کیلئے خون کی قربانیوں کی ضرورت پہلے ہی سے بتادی گئی تھی آیت میں جو مطلب ظاہر ہوتا ہے وہ بہت صحیح معلوم ہوتا ہے۔

مثل ایک وحشی درندہ کے اُس کی رُوح کے دروازہ پر پڑا ہے کہ اُس کی رُوح کے اندر جھپٹے اور اسکو برباد کر دے لیکن اِن الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان اپنے دل میں حسد کی رُوح کو جگہ دیتا ہے تو بہت بڑے خطرہ میں ہوتا ہے اس سے اگلے الفاظ یہ ہیں۔ "اور تیرا ارادہ رکھتا ہے پر تو اُس پر غالب آ"۔ انگریزی ترجمہ یہ ہے :-

"Unto thee shall be his desire & thou shalt rule over him."

جس کا نفظی ترجمہ یہ ہے "کہ تجھکو اسکی خواہش ہوگی اور تو اُس پر حکومت کریگا" یعنی اگر تیرے اندر اچھا کرنے کی خواہش ہے تو تجھے کسی بات کا اندیشہ نہیں ہے۔ تیرے پہلوٹے ہونے کا حق بھی خطرہ میں نہیں ہے تو اس پر حکومت کریگا (بشرطیکہ اچھا کرے) لیکن ایک دوسری اور بہتر تشریح جسے یہودی مفسرین نے پسند کیا ہے یہ ہے کہ "منہ" اور "ممنہ"۔ یعنی اُس کی اور اُسپر جو ذی عقل کے لئے استعمال ہوئے ہیں ان کو "منہ" اور "ممنہ" غیر ذی عقل کے لئے استعمال کریں۔ تب اس کے معنی یہ ہونگے کہ گناہ ایک وحشی درندہ کی طرح گھات لگائے بیٹھا ہے اور برباد کرنے کو تیار ہے کیونکہ "تجھے اُس کی خواہش ہوگی"۔ اب تک تو نے اُس کی خواہش پوری نہیں کی (یعنی اُس کی خواہش کامیاب نہیں ہوئی) اور تو اگر چاہے تو اچھا کام کر کے "اُس درندہ پر غالب آئے" اس طرح خداوند نے مہربانی کر کے قائن کو خطرہ سے بچانے اور غصہ کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش

کی۔ لیکن یہ مہربانی اور کوشش رائیگان گئی۔

معلوم نہیں کہ اُس کھیت میں جانے سے پیشتر جہاں قتل وقوع میں آیا۔ قائن نے ہابیل سے کیا گفت وشنید کی۔ قتل ہونے کے بعد خداوند ظاہر ہُوا اور پُوچھا کہ تیرا بھائی ہابیل کہاں ہے؟ $\frac{۳}{۱۳-۹}$ میں بھی گناہ کا اقرار حاصل کرنے کی غرض سے سوال کیا گیا تھا۔ قائن نے اس سوال کا سعید جھوٹ میں جواب دیا۔ اور گستاخی سے اپنے بھائی کی ذمہ داری سے سبکدوش ہونا چاہا۔ "کیا میں اپنے بھائی کا ضامن ہوں"؟ لیکن وُہ اپنے قصور کو چھپا نہیں سکا کیونکہ ہابیل کا خون زمین پر سے خداوند کو پکارتا ہے بڑی اور سخت بُرائیاں خداوند کو پکارتی ہیں۔ صدوم اور عموّرہ سے بھی آواز اُوپر گئی (پیدائش $\frac{۱۸}{۲۰}$ اور $\frac{۱۹}{۱۳}$) خیال یہ ہے کہ خون نے زمین پر سے انتقام کے لئے آواز دی[۲]۔ اور یہ بھی خیال ہے کہ اگر خون مٹی سے چھپا دیا جاتا۔ تو آواز نہ سنائی دیتی۔ ایُوب نے باآواز بلند کہا "اے زمین میرا خون مت ڈھانپ اور میری فریاد کو (چین لینے کی) جگہ نہ دے" ($\frac{۱۶}{۱۸}$) اس کا اشارہ عبرانی $\frac{۱۲}{۲۴}$ میں پایا جاتا ہے جہاں لکھا ہے کہ "چھڑکاؤ کا خون ..... ہابیل کے خون کی نسبت بہتر باتیں کہتا ہے۔ یسُوع کا خون معافی کیلئے۔ لیکن ہابیل کا خون انتقام لینے کیلئے درخواست کرتا ہے۔

[۱] ہابیل پہلا شہید تھا (متی $\frac{۲۳}{۳۵}$) ایمان کا ہیرو تھا (عبرانی $\frac{۱۱}{۴}$) اس کی اور مسیح کی موت کا مقابلہ کرو وُہ انتقام چاہتا ہے نہ کہ معافی (عبرانی $\frac{۱۲}{۲۴}$)

[۲] دیکھو یسعیاہ $\frac{۲۶}{۲۱}$ حزقی‌ایل $\frac{۲۴}{۷}$ ۔ ایوب ۔ $\frac{۳۱}{۳۸}$ ؛

اب قائن پر سزا کا فتوےٰ لگتا ہے۔ "وہ زمین سے لعنتی ہوا۔ اُس زمین سے جس کی وہ کھیتی کرتا تھا۔ اُس زمین سے جس کا حاصل اُس نے ہدیہ گذرانا تھا۔ اُس زمین سے جس کو اُس نے انسانی خون پلایا تھا۔ اب وہ اُس کے لئے زرخیز نہ ہوگی۔ اُس پر اُس کی محنت رائیگان جائے گی اس زرخیز زمین سے تھکا آوارہ اور رنج اور مصیبت میں مبتلا ہوگا اور دشت اور بیابانوں میں خانہ بدوشوں کی زندگی بسر کرے گا۔ وہ رُوح کی تلخی میں چلاتا اور کراہتا ہے نہ کہ توبہ کے لئے بلکہ نا اُمیدی اور مایوسی میں "میری سزا برداشت سے باہر ہے"۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ خدا کی حضوری سے باہر جاکر اسکو سلامتی نہیں ملیگی۔ کہتا ہے "جو کوئی مجھے دیکھیگا۔ مار ہی ڈالے گا"۔ آدم کے اور لڑکے بھی تھے ۵/۴۔ شاید قائن کو اندیشہ ہوگا کہ جنگلی جانور مار ڈالینگے (یوسفس) لیکن غالباً اُس کو اُدمیوں کا ڈر تھا۔ قدیم یہودیوں کے اعتقاد کے بموجب سلامتی اُس زمین پر مل سکتی ہے جہاں یہوواہ کی پرستش ہوتی ہے کیونکہ جہاں یہوواہ کی پرستش نہیں وہاں دوسرے معبودوں کا زور ہوتا ہے اسی طرح جب داؤد قانون کی حد سے باہر ہو گیا تو کہا۔ "اُنہوں نے مجھے خارج کیا ہے کہ میں خداوند کی دی ہوئی میراث میں شامل نہ رہوں اور مجھے کہتے ہیں۔ جا دوسرے معبودوں کی عبادت کر" (اسموئیل ۲۶/۱۹)

The apocalypse of Enoch VIII-1-4; X.4; XIII.1; LX.4

قائن ایک ایسے ویران بیابان میں جا رہا ہے جہاں بدرُوحیں گھومتی
پھرتی ہیں۔ ایسے بیابان میں جہاں بدرُوحوں کے سردار عزازیل کا مسکن
ہے[1]۔ اور جہاں بھینٹ کا بکرہ حلوان بھیجا جاتا تھا (احبار ۱۶/۸) لیکن خدا
نے مہربانی کرکے اُس پر ایک نشان لگا دیا۔ نہیں معلوم یہ کیا نشان
تھا۔ لیکن غالباً اِس نشان سے وُہ قاتل ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ علاوہ اس
کے یہ نشان دوسروں کی اطلاع کیلئے تھا کہ اگر کوئی اس (قائن) کو
مار ڈالے گا۔ اُس سے سات گُنا بدلہ لیا جاویگا[2]۔ اسکو اتنی سزا نہیں ملی
جتنی اُسے اُمید تھی اور وُہ قادرِ مطلق کی حفاظت میں جس کا اختیار نہ صرف
مزروعہ (جوتی ہوئی) زمین پر بلکہ اُس سے بھی دُور دُور پھیلا ہُوا ہے جنگل
بیابان میں چلا گیا۔ یہ پُرسوز قصہ یہاں ختم ہُوا۔ یہ حسدی رُوح کے لئے
تربیت سے بھرا ہُوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا پر ایمان نہ رکھنے
والے خطرہ میں ہیں لیکن گنہگار کے ساتھ خدا رحم سلوک بھی کرتا ہے۔

اس باب کی آخری آیات میں قائن کی اولاد کا ذکر ہے[3]۔ وہ ایک
شہر چھوٹے گھروں کا مجموعہ بناتا ہے جو اُس کے بیٹوں اور بچوں کے
گذارے کے لائق کافی بڑا ہو۔ وُہ اپنی زندگی میں ایک نیا قدم اٹھاتا ہی

[1] The apocalypse of Enoch viii, 1-4; x. 4; xiii. 1; LX. 4

[2] سات گنا سزا کی مثال۔ ۲ سموئیل ۲۱/۸ و ۹۔

[3] اس کی اولاد کی فہرست کی نسبت دیکھو: - Dummelow's Commentary page 12.

جس کی بابت ہمیں بہت کچھ نہیں معلوم ہے اسکی نسل مضبوط ارادہ کی اور
بہادر تھی وہ خیمہ میں آج یہاں کل وہاں پھرتی تھی وہ دستکار تھی اور
موسیقی کے ساز بنانیوالی اور دھاتوں کو پگھلا کر خالص بنانیوالی اور
اوزار اور جنگی ہتھیار بنانے والی تھی ۔ لامک کے "تلوار کا گیت"
(۴: ۲۳-۲۴) بائیبل کی عبرانی نظم کا پہلا نمونہ ہے ۔ لامک کی نسبت
ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ وہ شہزور - اپنے اوپر بھروسہ رکھنے والا
اور بے دین تھا - جو زخم کھا کر اور ایک آدمی کو قتل کر کے فخر کرتا ہے اور
کہتا ہے کہ اس قتل کا انتقام قائن کے قتل کے انتقام سے کہیں زیادہ
ہوگا - یہاں پہلا جنگی سر بڑی خرمی کے ساتھ ایک ایسے کام میں
سنائی دیتا ہے جو حفظ النفس کی حدود سے گذر کر خانگی خون خرابہ
کے طبقہ میں پہنچ گیا[1] - لامک اپنے کسی کاروبار میں خدا کی ضرورت
نہیں سمجھتا تھا - جو کچھ اس کے بیٹے بنا سکتے تھے اور اس کا داہنا ہاتھ
کر سکتا تھا - اس کے لئے کافی تھا - بغیر خدا کے دنیا میں رہنے ایسی
ہی باتیں نظر آتی ہیں - کچھ عرصہ تک خدا سے جدا رہتے رہتے انسان کی
انسان سے بھی جدائی ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ بے رحمی ہوتا ہے اب

[1] اگرچہ انتقام کا قانون کہتا ہے کہ "جان کے بدلے جان" لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ خون
کا انتقام اکثر حد درجہ کی بے رحمی سے بھی گذر گیا - اب ایک جان کے بدلے میں
بہت سی جانیں تلف کی جاتی ہیں اور قاتل کے ساتھ اسکے کنبہ کے لوگ بھی ہلاک
ہوتے ہیں Gordon, Early Traditions of Genesis

قائن کی نسل ہماری نظروں سے پوشیدہ ہوتی ہے لیکن پوشیدہ ہونے ہوتے ہم یہ خوفناک اور وحشی گانا سنتے ہیں جو انتقام اور غصہ اور بے رحمی سے بھرا ہوا ہے۔

پانچویں باب میں آدم کی نسل سیتھ سے شروع ہوتی ہے اور یہوواہ (خداوند) کی پرستش کا ذکر ہوتا ہے (۴/۲۶) بظاہر اس بیان کا اس بیان سے کچھ تعلق معلوم نہیں ہوتا جو خروج ۳/۱۴ اور ۶/۲و۳ میں ہے۔ جن آیات میں خدا کہتا ہے کہ وہ قوم کے بزرگوں پر یہوواہ کے نام سے ظاہر نہیں ہوا۔ قدیمی دستاویز میں یہوواہ کا نام شروع ہی سے آیا ہے۔ کہانت کی دستاویز کہتی ہے کہ وہ بعد میں موسےٰ پر اول مرتبہ اس نام سے ظاہر ہوا[1]۔ یہ باب کہانت کی دستاویز سے لیا گیا ہے اس بیان سے پیدائش اور طوفان کے درمیانی زمانہ کا رخنہ پر ہوتا ہے۔ ہم حنوک اور نوح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں[2]۔

---

[1] نہ صرف اسی آیت سے (۴/۲۶) لیکن مابعد زمانہ کے تکوینیہ حروف کا مطلب سمجھنے سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ موسےٰ سے پہلے بابل میں یہ نام مشہور تھا اور اسلئے یہ خیال کرنا بے وجہ نہیں ہے کہ جیسا کہ یہوواہ کی دستاویزی روایت سے ظاہر ہے یہ نام تواریخ سے بھی پہلے سے پرانا ہے۔ Camb Bible page 83.

[2] اس باب کے نسب نامہ کیلئے دیکھو: Speakers Commentary Vol.1. P.P. 61-64 - The Cambridge Bible pp88-92 Hastings Dictionary of the Bible Vol.1. p397.

"اور حنوک خدا کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اور غائب ہو گیا۔ اس لئے کہ خدا نے
اُسے لے لیا"۔ اس سے وہ اعتقاد پیدا ہوتا ہے جس کا ذکر حنوک کی آسمانی کتاب

Apocalypse of Enoch LXXII - LIXXXII.

میں پایا جاتا ہے کہ اسکو آسمانی علم اور روشنی دینے والے اجرام فلکی سے گہری
واقفیت تھی اور Ecclesiasticus XLIV. 16

میں ہم پڑھتے ہیں کہ حنوک خدا کے ساتھ چلتے چلتے منتقل (تبدیل) ہو گیا
اور اس طرح سب نسل انسانی کے لئے توبہ کا نمونہ چھوڑ گیا"۔ اور عبرانی
۱۱/۵ میں لکھا ہے کہ "ایمان سے حنوک اُٹھا لیا گیا تاکہ موت کو نہ دیکھے
کیونکہ اُس کے اُٹھائے جانے سے بیشتر یہ گواہی دی گئی تھی کہ وہ خدا کو
پسند آیا"۔ یہ نیک آدمی کی زندگی کا بڑا اجر ہے۔ وہ خدا کے ساتھ ساتھ
چلتا تھا۔ کیونکہ وہ اُس کا دوست تھا۔ اور اُس کی صحبت کو پسند کرتا تھا
کیونکہ وہ اُسی راستہ پر چلتا تھا۔ جس پر خدا چلتا تھا۔ اگر خدا ہمارے
تمام خیالوں میں ہمارے ساتھ ہے تو ہم اُس کے ساتھ چلتے ہیں۔ خدا
پرست انسان کا ہر معاملہ میں خدا سے تعلق ہے اور انسان اس تعلق
کا مطیع ہے"۔ اُس پر بڑھاپے کی کمزوری غالب نہیں آئی۔ وہ کسی بیماری
سے ناتوان نہ ہوا۔ بلکہ جبکہ ہنوز جوانی کے زور میں تھا۔ خدا نے اُسے
اُٹھا لیا۔ یہ خدا پر ایمان رکھنے کے اجر پانے کا بہترین نمونہ ہے۔

جب نوح پیدا ہوا۔ تو اُس کے باپ لمک نے جو اس زمین کی
کاشت کرتے کرتے جسے خداوند نے ملعون کر دیا تھا۔ تھک گیا تھا۔

(۵/۲۹) نوح کے حق میں کہا۔ کہ یہ لڑکا تسلی اور آرام کا باعث ہوگا۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اُس وقت لمک کے دل میں درحقیقت کیا خیال تھا۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ اسکو یہ اُمید تھی کہ جو وعدہ حوّا سے کیا گیا تھا۔ وُہ اس میں پورا ہوگا۔ لیکن یہ خیال غلط ہے۔ نوح ایک بہت بڑا لائق عبرانی شخص تھا۔ مردِ ایمان تھا۔ اور وُہ اُس راستبازی کا وارث ہُوا جو ایمان سے حاصل ہوتی ہے (عبرانی ۱۱/۷)

باب ۵/۵ سے ۹/۱۷

طُوفان

اب ہم ایک نہائت ضروری واقعہ یعنی طوفان کا ذکر کرتے ہیں اس کا بیان کچھ قدیمی اور کچھ کہانت کی دستاویزات سے تالیف کیا گیا ہے۔ اس ذکر کی چند آیات جو بطور تمہید کے ہیں۔ قابل غور ہیں۔

(الوہیم) "خدا کے بیٹوں" سے اجسام فلکی مُراد ہے۔ عبرانی محاورہ میں لفظ "بیٹوں" سے مُراد باپ اور بیٹے کے رشتہ سے نہیں ہے لیکن اُس رشتہ سے ہے جس کا تعلق فوق القدرت اجسام سے ہو۔ لفظ "انبیاء زادوں" (۱سلاطین ۲۰/۳۵) سے مطلب ہے وُہ لوگ جو نبیوں کی جماعت

کے ممبر (شرکاء) ہوں۔ عہد عتیق میں خدا کو اجسام فلکی سے جو خدا کے اختیار کے تابع ہیں گھرا ہوا ظاہر کیا گیا ہے[1]۔ جبّاروں کی ہستی بھی الہٰی "خدا کے بیٹیوں" اور انسان کی بیٹیوں کے ملنے سے ہوئی تھی۔ جبّاروں یا بنی عنیم کا ذکر گنتی ۳۳/۱۳ میں بھی ہے۔ وہ جاسوس جو کنعان کی زمین کی خبر لانے گئے تھے۔ جبّاروں کو دیکھ کر ڈر گئے۔ اِس مختصر بیان سے یہ مذہبی خیال پیدا ہوتا ہے کہ جو شرارت اُس وقت پھیل گئی ہے اُس کے بانی میانی انسان نہیں تھے۔ بلکہ افضل البشر۔ انسان سے بالاتر درجہ کے اجسام تھے۔

"میری رُوح انسان کے ساتھ ہمیشہ مزاحمت نہ کرے گی" اُس کی مختلف تفسیر کی گئی ہے (۱) نہیں رہیگی (۲) سزا کا حکم نہیں دیگی (۳) حکومت نہیں کرے گی۔ یعنی جب رُوحانی اصول میں انسان پیوند ہوا ہے

[1] "الوہیم کے بیٹوں کی" تاویل یہ ہے کہ (۱) وہ اعلےٰ طبقہ کے آدمی ہیں عورتیں ادنیٰ پیدائش کی ہیں (۲) سیتھ کی نسل خدا کے بیٹے ہیں عورتیں قائن کی نسل ہیں (خرسیاسٹم اور لوتھر اور کالون (Calvin) وغیرہ کی نسبت بھی یہی خیال ہے) (۳) کنعانی جنوں نے دوسری نسل کی عورتوں سے شادی کر کے آلودگی پیدا کی۔ ان سب خیالوں کو مدنظر رکھ کے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کے بیٹوں کا مطلب فرشتوں سے ہے اکثر یہودی مصنفوں اور شروع زمانے کے فادرس کا بھی یہی خیال تھا۔ دیکھو

Speakers Commentary Vol 1. P. 65.
Vol II. p. 564.
Dummelow's Commentary p. 13.

وہ آیندہ حیوانی خصلت کو مطیع نہ کرے گی۔ اس کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں کہ "جہاں خدا نے انسان میں نہ صرف زندگی کا دم بلکہ اپنا پاک روح رکھا ہے" تاکہ وہ خدا کو پہچانے۔ اُس سے محبت رکھے اور اُس کی عبادت کرے۔ وہاں انسان جسمانی عیش و عشرت کی ضلالت میں اسقدر غرق ہو گیا ہے کہ اُس نے اپنی اندرونی اعلےٰ روشنی کو بجھا دیا ہے اُس کو توبہ کرنے کا وقفہ دیا گیا۔ (۱ پطرس ۳/۲۰) کونسا وقفہ؟ "آدمی کے دن ایک سو بیس برس اور ہونگے[1]۔ بعد اس کے سزا ملے گی۔

یہاں سے طوفان کا حال شروع ہوتا ہے اس کے دو مختلف بیان نظر آتے ہیں[2]۔ اگرچہ خاص اور بڑی باتوں میں دونوں بیان ایکدوسرے سے مطابقت رکھتے ہیں۔ صرف تفصیل میں فرق ہے۔ وہ گناہ جس نے ہمارے پہلے ماں باپ کو گمراہ کر دیا تھا اور جس نے قائن سے قتل کا جرم کرایا تھا اب تمام گیر ہو گیا اور جسمانی خواہشات اور ظالمانہ بیرحمیاں لگاتار ظہور میں آنے لگیں۔ "انہوں نے جسے جو پسند آئیں اپنے لئے جورو ان لیں" "اور زمین ظلم سے بھر گئی"۔

اس گمراہی اور نافرمانی کے خوفناک زمانہ میں نوحؔ کی سرگذشت

---

[1] تارگم اور بہت مفسرین کا خیال ہے کہ اس سے مطلب ہر انسان کی زندگی کم ہو جانے سے نہیں ہے بلکہ یہ کہ اُن کو توبہ کرنے کے لئے ۱۲۰ برس کا وقفہ ملا اس میعاد کے گذرنے کے بعد اُن کو انتظام پکڑے گا۔

[2] یعنی بنی انسان کی گمراہی (یہوداہی کی دستاویز) پیدائش ۶/۵ میں اور

بہت کم معلوم ہے صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ حنوک کی طرح خدا کے ساتھ ساتھ
چلتا تھا اُس سے گہری رفاقت رکھتا تھا اور راستباز تھا وہ راستبازی
کا منادی[1] ہوا (۲ پطرس ۲/۵) لیکن اُس کی تعلیم لوگوں کو ٹیڑھے راستہ سے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۴ - (کہانت کی دستاویز) پیدائش ۶/۱۲ میں - نوح کا کشتی میں
داخل ہونا (قدیمی دستاویز) باب ایک اور ۶ آیت اور ۷/۹-۱۶ خدا کا نوح سے عہد
(یہوواہ کی دستاویز) ۸/۲۰-۲۲ اور (قدیمی دستاویز) ۸/۱۵-۱۹ - لفظ خداوند اور
خدا مختلف بیان کو ظاہر کرتے ہیں (قدیمی دستاویز) ۶/۱۹-۲۰ اور ۷/۱۶ میں نوح
کا جانوروں میں سے دو دو کو کشتی میں لینا اور (یہوواہ کی دستاویز) ۷/۲
سات سات لینے کا حکم ہے ؛

[1] یہاں خدا کو پھر انسانی صورت میں لیا ہے اور انسانی جذبوں اور کاموں کو خدا
سے منسوب کیا ہے (۳/۸ ۔ ۶/۶ ۔ ۸/۲۱) بعد میں یہودیوں نے اس اصطلاح کو بے عزتی
کا کلمہ سمجھ کر بدلنے کی کوشش کی اور اپنے یونانی ترجمہ (سپٹواجنٹ) میں الفاظ
"پچھتانے" اور "رنج کرنے کیلئے" "خیال کرنا" اور "چاہنا" آیا ہے لیکن یہ تمام اصطلاحی
فقرے مشرقی تحریر کی قواعد کی رُو کے بالکل مطابق ہیں ہمارے لئے یہ مشکل ہے کہ ہم
خدا کو بہ نسبت ایک شخصیت کے کچھ اور مانیں اور ہماری جہالت کو سمجھانے کیلئے
ایسی زبان استعمال کی گئی ہے اور حقیقت میں اُس ابتدائی زمانہ میں زبان کو صاف اور
سمجھنے والی بنانے کا یہی طریقہ تھا بعض مقامات میں ہم پڑھتے ہیں کہ خدا انسان کی طرح
نہیں پچھتایا (گنتی ۲۳/۱۹ اور ۱ سموئیل ۱۵/۲۹) پاک نوشتوں میں الٰہی ذات کی دو تشبیہیں
بیان کی گئی ہیں ایک تو یہاں پر یعنی پیدائش میں جس سے الٰہی ارادے کے کم و بیش

پھیر لانے میں ناکامیاب رہی آخر کار جب اصلاح کی اُمید منقطع ہو گئی تو خدا کا صبر بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ وہ "خدا انسان کو پیدا کرنے سے پچھتایا"۔

لیکن نوح خدا کا منظور نظر ہوا (۶/۸) اُس کو ایک کشتی تیار کرنے کا حکم ہوا جس میں طوفان کے آنے پر وہ اور اُس کا خاندان اور تمام سانس لینے والے مخلوق کے نمائندے داخل ہو کر سلامت رہیں اور "خدا نے نوح سے عہد کیا"۔ خدا اور انسان کے درمیان عہد باندھنے کا یہ پہلا ذکر ہے۔ لفظ عہد (Sla onkn) عہد عتیق کے علم الٰہی میں بڑا ضروری پہلو ہے اور اسلئے ایک طرف تو گناہ کے ظہور کی نسبت اور دوسری طرف الٰہی نجات کے متعلق خدا کے برگزیدہ لوگوں کی تواریخ میں پُرمعنی اور مستقل علامت ہے۔ طوفان ایک پُرمعنی حقیقت ہے۔ خواہ ہم اس کو سزا کہیں یا نجات کہیں ایک بیان میں (P) طوفان کا ہونا۔ چشموں اور بڑے سمندر کے سب سوتے پھوٹ نکلنا طوفان کی وجہ ہے (۷/۱۱) اور دوسری میں (J) بارش کی جھڑی (۷/۴) اس کا سبب ہے۔ بیان پڑھنے سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ سمندروں اور دریاؤں میں طغیانی آ گئی اور وہ کناروں سے پھوٹ نکلے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵۔ ہونے کا خیال ہوتا ہے گویا کہ وہ مثل انسان کے تبدیل ہونے والے ہیں اور دوسری جگہ خدا کے ارادوں کو یکساں اور غیر تبدیل اور نا متغیر ثابت کرتے ہیں۔ دیکھو یعقوب ۱/۱۷ ؎

اور بادلوں سے موسلا دھار بارش ہونے لگی - چالیس[۱] دن اور رات
پانی پھیلتا رہا - یعنی نوح اور اُس کے ساتھی کشتی میں سلامت تھے
کیونکہ "خدا نے کشتی کو باہر سے بند کر دیا تھا" (۷/۱۶) ایکسو پچاس (۱۵۰) دن
یا پانچ مہینوں کے بعد پانی گھٹے اور ساتویں مہینے کشتی کوہ ارارات
کی خشک زمین پر ٹک گئی - غالباً اُس کے نچلے ڈھلوان پر - اگرچہ یہ
بیان بہت ہی صاف ہے تو بھی اس میں بہت سی خاص باتیں چھوٹ
گئی ہیں - جن کا جاننا خالی از دلچسپی نہ ہوتا - مثلاً ڈوبتے ہوؤں کا
خوف - موت کی کشمکش - جورو - خاوند - والدین اور بچوں کی دیوانگی
اور سخت رنج اور جُدائی جبکہ وہ پانی کی دھار کے آگے خوفزدہ ہو کر
بھاگے ہوں گے - نہ ہم کو یہ معلوم ہے کہ اس خوفناک بربادی کے وقت
نوح کے دل پر کیا کچھ گذر رہا ہوگا - ہمیں صرف یہی بتایا گیا ہے کہ چالیس
دن کے بعد اُس نے ایک کوّا[۲] چھوڑا - اور پھر ایک ....

---

۱ قرآن میں سورۃ الہود (۱۱: ۲۶) میں لکھا ہے کہ کشتی جبل الجوزی (رحم کے پہاڑ) پر ٹھہری - قرآن میں نوح کا بہت ذکر ہے اور اسکو نبی قرار دیا ہے دیکھو سورۃ آل عمران ۳: ۲۲ - سورۃ النساء ۴: ۶ سورۃ الاعراف ۷: ۵۷ سورۃ النوح ۷۱: ۱ - ۲۹

۲ ربیوں کی روایت میں لکھا ہے کہ کوا بیرحم اور اپنے بچوں کی طرف سے غافل ہوتا ہے زبور ۱۴۷/۹ اور ایوب ۳۸/۴۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کوؤں کے بچوں پر بھی ترس کھاتا اور انکو کھانا دیتا ہے اور عرب کا شاعر حریری کہتا ہے "یا رازق النعاب فی عشنہ" یعنی اے کوّے کے بچے کو اُسکے گھونسلے میں رزق پہنچانیوالے۔

فاختہ[1] کو چھوڑا۔ جسے پنجہ ٹیکنے کی کوئی جگہ نہ ملی اور واپس آ گئی۔

فاختہ کو نوحؑ پر بھروسہ تھا اور کشتی اُس کا گھر تھا۔ سات روز بعد نوحؑ نے دوسری فاختہ کو چھوڑا۔ اور وُہ اپنی چونچ میں زیتون کی ہری پتی لئے ہوئے آئی۔ یہ پانی کے گھٹنے کا نشان تھا۔ پھر سات روز بعد فاختہ باہر گئی۔ مگر اب کی مرتبہ واپس نہ آئی۔ کیونکہ اُسکو زمین پر پنجہ ٹیکنے کی جگہ مل گئی۔ تب خدا نے نوحؑ کو اُس کے خاندان اور سب جانداروں کے کشتی سے باہر نکلنے کا حکم دیا۔

نوحؑ نے کشتی سے باہر نکل کے پہلا کام یہ کیا کہ خدا کی شکر گذاری اور پرستش کرنے کے لئے ایک مذبح بنایا۔ اور اس پر سوختنی قربانی گذرانی۔ یہ قربانی نبیوں میں اوّل درجہ کی قربانی تھی۔ کیونکہ یہ تمام و کمال خدا کو نذر کی جاتی تھی۔ اس کی نسبت خاص طور پر یہ اظہار کیا گیا ہے کہ خدا اس قربانی کو منظور کرتا ہے اور اُس کے ساتھ ہی یہ وعدہ بھی ہوا ہے کہ دُنیا پھر لعنتی نہ ہوگی چنانچہ نوحؑ کو خدا نے برکت دی۔

---

[1] ربیوں کی انشاء پردازی میں بھولی بھالی فاختہ اسرائیل یا معشوق کیلئے آیا ہے (غزل الغزلات ۲/۱۴) اور جس طرح فاختہ (بعد طوفان کے) زمین پر روشنی لائی۔ اُسی طرح خدا نے اسرائیل کو جو مثل فاختہ کے ہے کہا۔ "زیتون کا تیل لے کے میرے روبرو میرے چراغ کو روشن کر۔" I Abraham - Studies in Pharisaism & the Gospels p 48

اور اس کے ساتھ ایک عہد باندھا ہے (۹/۱۰-۱۸)[۱]
خدا وُہ شرائط پیش کرتا ہے جنہیں چاہیئے کہ انسان تمام وکمال منظور
کرے اُنمیں انسانی زندگی کی سلامتی اور پاکیزگی ہے (۹/۵-۶) یہ دھنک
جو نظر آرہی ہے اس عہد کا ابدی نشان ہے۔ اس عہد میں خدا ایک وعدہ
کرتا ہے اور دھنک کو نشان ٹھیراتا ہے۔ دھنک خدا کی لڑائی کی کمان
ہے (زبور ۷/۱۲-۱۳) اور بجلی اُس کے تیر ہیں (زبور ۱۸/۱۴ و حبقوق ۳/۹-۱۱)
دھنک مُدتوں سے بادلوں میں چمکتی تھی اب یہ اس بات کا نشان ٹھیری ہے
کہ خدا انسان سے راضی ہے جبکہ بادل گرجتے ہیں تو خدا اُس کمان پر جسے
اُس نے ایک سمت لٹکا دیا ہے نظر کرتا ہے اور اپنا وعدہ یاد کرتا ہے"۔

---

[۱] عبرانی ۹/۱۶ پر سپیکرس کامینٹری میں دربارہ عہد بہت دلچسپ تاویل ہے لکھا ہے کہ "ہر
عہد شروع ہی سے کسی آنیوالے درمیانی کی موت پر منحصر ہے یہ درمیانی خدا بھی اور
انسان بھی ہونا چاہیئے ابتدائی زمانہ کے تمام عہدوں میں ایسی موت کی ضرورت کی
پیش خبری ملتی ہے اس رسم کے عہد کے بعد ہی جو نوح سے کیا گیا تھا قربانی چڑھائی گئی
(پیدائش ۸/۲۰-۲۲) اسحاق جس سے خدا نے برکت کا بڑا عہد کیا تھا ایک درمیانی
کے طفیل جسکو خدا نے درمیان میں بھیج دیا۔ موت سے بچ گیا (پیدائش ۲۲/۸-۱۸) جس
عہد کے طفیل اسرائیل ملک کنعان پر قابض ہُوا اُس عہد کی بھی قربانی سے تصدیق
ہُوئی (عبرانی ۹/۱۵-۲۰) اور وُہ لوگ جنہیں خدا آخر میں اپنے مُقدسین کے طور پر جمع
کریگا۔ وُہ لوگ ہیں جنہوں نے اُس کے ساتھ قربانی کے وسیلے عہد باندھا ہے"۔

اب غور طلب یہ بات ہے کہ کیا یہ بیان تواریخی بیان ہے اور کیا یہ عالمگیر طوفان تھا؟ تواریخی بیان کی نسبت تو یہ معلوم ہو کہ بہت سی قدیمی قوموں میں ایک بڑے سیلاب کی نسبت روائیتیں پائی جاتی ہیں[1]۔ اختلاف صرف یہ ہے کہ پاک نوشتوں کے بیان میں مذہبی مضمون پایا جاتا ہے اس میں گناہ کے غمناک نتائج کا ذکر ہے اور راستباز پر خدا کے رحم اور ترس کا زور ہے نوح ایک بڑی نجات کی مثال ہے اور اس مثال سے ہر زمانہ اور وقت کے لئے خدا کے رحم کا مبارک وعدہ قلمبند ہے۔ اس فرضی خیال کی نسبت کہ اس بیان کی بنیاد قدیمی روائیتوں پر ہے یہ کہنا بجا ہے کہ پاک کتاب کے طالب علم کو اس الہٰی ہمدردی اور مذہبی احساس کو جاننے میں کچھ دقت نہ ہوگی۔ جو قدیمی قصوں میں مذہبی اور روحانی سچائی کے ذریعے بن گئے ہیں۔ Hastings Dic Vol ii, p. 23 of the Bible.

"طوفان کے واقعہ کی یادگار بابل اور عبرانی قصوں میں محفوظ ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ گناہ کے باعث الہٰی انصاف کا نشان اور الہٰی مخلصی کی مثال ہے لیکن انکی مادی خصوصیات میں اختلاف الرائے ہے۔" یہ بات

---

[1] دیکھو: Camb. Bible p115-20; Smith's Dictionary of the Bible Vol ii, p. 17, 18. Geikie, Hours with the Bible Vol i, p. 190.-203;

قابل غور ہے کہ اس اختلاف رائے میں اُس بڑی تعلیم میں جو پڑھنے والے کو حاصل
ہوتی ہے کچھ فرق نہیں ہوتا۔ اور ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کائینات اور گناہ اور دُکھ
مُصیبت اور موت کے بھید کی تعبیر اِن قصوں سے معلوم ہوتی ہے جو اہل شام میں
لوگوں کو بچپن ہی سے سکھائی جاتی ہیں اس کی تواریخی بحث Speakers
Commentary vol i, p. 74, 75.
میں کی گئی ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ "جب کوئی دائمی اور عالمگیری
ایمان ہماری ذاتی طبیعتوں اور اصولوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ تو ہم اس کو
تواریخی حقیقت سے منسوب کر دیتے ہیں" جس کا حاصل کلام یہ ہے کہ ہمیں
اس بیان کو حقیقی واقعہ کی طرح تسلیم کرنا چاہیئے۔ نئے عہد نامہ میں اس کا
یہی لحاظ رکھا گیا ہے اور اس سے روزِ انصاف کے سبق حاصل ہوتے
ہیں (متی ۲۴/۳۸ لوقا ۱۷/۲۶ و ۲ پطرس ۳/۵-۷) راستبازی ظاہر کرنے (۱-
پطرس ۳/۲۰) اور ایمان پیدا کرنے کے موقعوں پر بھی اس (طوفان) کا
استعمال ہوتا ہے (عبرانی ۱۱/۷)

اب اِس سوال پر کہ طوفان عالمگیر تھا۔ بہت کم شک ہے یہ فرض
کر لینا کہ تمام دنیا پانی سے ڈوب گئی تھی ایسی بڑی مشکل میں ڈالتا ہے
کہ ہم کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ یہ جزوی طوفان تھا اور صرف اس وقت کے
آبادی علاقوں میں تھا۔ لیکن اس خیال سے مذہبی تعلیم میں فرق نہیں ہوتا
کیونکہ جزوی طوفان اُس وقت کی نسل انسانی کو غارت کرنے کے لئے کافی
تھا۔ اسپر پوری بحث کے لئے اس چھوٹی کتاب میں گنجائش نہیں ہے۔

اِس لئے طالبِ علم کو ذیل کی کتابیں پڑھنی چاہئیں[1]۔

باب ۹ : ۱۸ سے باب ۱۰ آخر تک

نوحؑ کے بیٹے اور اُن کی نسل

اب نوح نے ایک باغبان کی زندگی بسر کی اور انگورستان لگایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلا شخص تھا۔ جس نے انگوروں سے مے بنائی تھی اور اُس کے اثر سے ناواقف ہو کر اُس کو پی لیا اور نشہ میں ہو گیا۔ اُس کا ارادہ بیہوش ہونے کا نہیں تھا۔ اور اس لئے اُس پر کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ مگر ہاں اُس سے ایک ناخوشگوار واقعہ ظہور میں آیا۔ جس واقعہ

[1] Hastings Dicty. of the Bible Vol ii. p 16. Smiths Dicty of the Bible vol ii. p 568-70. Speakers Commentary Vol i. p 75-7. Dummelow's Commentary p. 14. Etc. سب متفق ہیں کہ جزوی طوفان تھا۔

کے ساتھ کنعان کے باپ حامؔ کے نام کا تعلق ہے اگر ان تینوں بھائیوں کے چال چلن کا مقابلہ کیا جائے تو حامؔ کے چال چلن میں ایک ہلکا پن اور بیہودگی معلوم ہوتی ہے بیان بہت مختصر ہے اور ہم تمام حالات سے ناواقف ہیں کنعان پر لعنت کا فتوے ہوا۔ اور سمؔ اور یافت کو مبارکبادی کے الفاظ سُنائے گئے یہ ایک نبوت تھی۔ کہ کنعانی اسرائیلیوں کے غلام ہونگے سمؔ کو براہِ راست برکت نہیں سُنائی گئی۔ بلکہ لکھا ہے "خداوند۔ سمؔ کا خدا" یہوواہ بڑے عجیب طریقہ سے سمؔ کا خداوند ہے۔ سمؔ کی نسل خدا کے لوگ کہلائیں گے اور اُس کے وسیلے خداوند اپنے آپ کو ظاہر کریگا وُہ خدا (الوہیم) ہے جو یافت کو برکت دیتا ہے خدا کی مہربانی میں اس کی اولاد حصہ دار ہے اگرچہ وُہ اُس کی ذات حقیقی میں اُس کو یہوواہ نہیں جانتی تھی ؂

$\frac{9}{27}$ کے الفاظ "سمؔ کے خیموں میں رہیگا" کے یہ معنی نکلتے ہیں کہ یافت ترقی کرتے کرتے ملکی لحاظ سے بہت پھیل جائیگا اور اقبالمند ہوگا

لہ چونکہ جو شخص ملعون ہوا تھا۔ وُہ کنعان تھا۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا باپ حامؔ کے الفاظ بعد میں داخل ہوئے ہیں اس بارہ میں چوبیس[۲۴] آیت میں دیکھو Camb Bible p127۔ یہودی روایت ہے کہ کنعان نے اپنے باپ حامؔ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ نوح کو اپنے مجھلے بیٹے حامؔ کے ہاتھوں یہ شرم اُٹھانی پڑی یعنی وُہ اسکی لعنت میں شریک ہوا ($\frac{1}{4}$) "آنکھ کے بدلہ آنکھ" درست معاوضہ ہے۔

اور شم مذہبی استحقاق سے مستفیض ہوگا - یہ تعبیر یہودی تارگم کے مطابق ہے لیکن بہتر ہے کہ ان الفاظ کی یہ تشریح کی جائے کہ یافث شم کے خیموں میں رہے گا - اس لئے نہیں کہ اسکو خارج کر دے بلکہ اس لئے کہ دوست کی طرح (یہودی شرح کے بموجب) اس سے سچے خدا کا علم سیکھے - اور حقیقت میں بہت کچھ ایسا ہی ہوا -

دسویں باب میں نوح کے بیٹوں کا نسب نامہ ہے جو اس لئے دلچسپ ہے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ طوفان کے بعد قومیں کس طرح بنیں - لیکن ہم اس سے درگذر کرتے ہیں -

بابل کا برج (۱۱ - ۱ - ۹)

اس بیان میں زبانوں میں اختلاف پڑ جانے کا ذکر ہے قوموں کی اصلیت کا ذکر ۱۰ باب میں ہو چکا ہے یہاں ایک ذکر ہے کہ مختلف زبانوں کی اصلیت کیا ہے اور وہ کس طرح پیدا ہوئیں - یہودیوں کی روایت کی رو سے عبرانی اصل زبان ہے لیکن ان کے اس خیال کا ثبوت نہیں مل سکتا شاید طوفان کے بعد کے لوگوں نے کسی دوسرے طوفان سے بچنے کی خاطر ایک ایسا شہر تعمیر کرنا اور ایک نہایت اونچا برج بنانا چاہا - جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے[1] اور اس طرح اپنے نام کو پیدا کر کے مشہور اور معروف

[1] جاسوسوں نے آکر خبر دی کہ ان شہروں کی دیواریں آسمان تک بلند ہیں -

ہو جاویں۔ شاید اُن کا ارادہ ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالنے کا تھا جو اتفاق اور
اتحاد کا مرکز ہو۔ نمرود[1] نے ایک ایسی سلطنت کی بنیاد ڈالی (۱۰/۱۰) لوگوں نے
شایقانہ زندگی پر قناعت نہ کر کے اور خانہ بدوشوں کی سی گڈریوں کی طرح
اِدھر اُدھر پھرنے کی زندگی سے بیزار ہو کر یہ ارادہ کیا۔ لیکن اُن کا یہ خیال
باطل تھا اس کام سے اُن کے دل کا مطلب تو پورا ہو جاتا ہے لیکن خداوند
کا ارادہ فسخ ہو جاتا ہے۔ اسلئے (یہاں پھر خدا کی نسبت شکل انسانی میں
ظاہر ہونے کا ذکر ہے) لکھا ہے کہ خداوند شہر اور بُرج دیکھنے کو اور
اُن کی زبان میں تفرقہ ڈالنے[2] کو اور اُن کا ارادہ باطل کرنے کو نیچے اُترا
اسلئے اس کا نام بابل یعنی گڑبڑی[3] ہوا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ تمام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴ - استثنا ۱/۲۸ -

[1] اسلامی روائتوں میں نمرود کی نسبت عجیب خیال ہے کہتے ہیں کہ نمرود نے بہت ملک
فتح کئے اور بابل کا بادشاہ ہوا جب اس نے سُنا کہ ابراہام نے بتُوں کو توڑ ڈالا۔ تو
اُس نے ابراہام کو آگ کی بھٹی میں ڈال دیا لیکن جبرائیل نے اسکو بچا لیا یہ دیکھکر
نمرود مسلمان ہو گیا اور کلمہ پڑھ کے کہا کہ خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں ہے اور ابراہام
خدا کا نبی ہے۔ قصص الانبیاء صفحہ ۴۶ - ۱۷ - نمرود کی اس بحث اور تکرار کا
حوالہ سورۃ بقر ۲ : ۲۶ میں ہے۔

[2] اسرائیلیوں کی ابتدائی مذہبی روائتوں میں قادر مطلق کو ایسی ہی اصطلاح میں بیان
کیا ہے جو ہمارے نزدیک کفر میں شامل ہے لیکن اس زمانہ میں مذہب کی اوائل عمری کا خیال
کر کے خدا کی نسبت سیدھے سادھے الفاظ میں ذکر کیا ہے ۔

سطح زمین پر تتر بتر ہو گئے اور شہر ادھورا رہ گیا۔ اور چونکہ یہ کام خدا سے صلاح لئے بغیر کیا گیا تھا۔ وہ انسانی کوشش کی ایک کمزور یادگار اب تک باقی ہے۔ "جبتک کہ خداوند ہی گھر نہ بناوے۔ بنا بنوالوں کی محنت عبث ہے" (زبور ۱۲۷:۱) اور لوگوں کو تعجب ہوگا۔ کہ زبانوں میں کیونکر گڑبڑی ہوئی۔؟ عبرانی بیان میں اس کا جواب ہے اگرچہ یہ ایک عبرانی زبان زد قصہ معلوم ہوتا ہے تو بھی اس سے ایک بڑی روحانی تعلیم حاصل ہوتی ہے اور ملہم مصنفوں کی اس کے لکھنے سے یہی غرض تھی۔ کہ اس سے دنیا پر خدا کی حکومت ظاہر ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اکیونکر انسانی غرور کو روکتا ہے اور اس سے یہ بھید بھی کھلتا ہے کہ نوع انسان کا قوموں میں تقسیم ہونا اور ان کی زبانوں میں اختلاف ہونا الٰہی دور اندیشی تھی تاکہ انسان کی نشو و نمائی اور ترقی ہو۔

اس پہلے تمہ پر غور کرنے کے اختتام پر (باب ۱ تا ۱۱) ہمیں یاد رکھنا چاہیئے ان بیانات کو لکھنے کی اسلئے ضرورت ہوئی کہ اُن سے متعدد مذہبی اسباق حاصل ہوتے ہیں اُن سے ہمیں خدا کی یگانگت کا پتہ لگتا ہے کہ وہ خالق اور مالک ہے کہ انسان کا اُس سے خاص رشتہ ہے اور ہم پر فرض ہے کہ خدا کی پوری اطاعت کریں ہم یہ بھی سیکھتے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۵۔ ؎ اس کی اصل بلال یعنی گڑبڑی ہے لیکن کہتے ہیں کہ اس لفظ کی اصل باب ایل ہے یعنی خدا کا دروازہ ؎

ہیں کہ دُنیاوی مُصیبتیں گناہ کے باعث ہیں اور صرف خدا کا فضل بُرائی کا مقابلہ کر سکتا ہے اور ایک نجات دہندہ کا وعدہ ہے جو بُرائی کی طاقت کو نیست کر دیگا۔ عبرانی مُصنّفوں نے خدا کی ہدایت پا کر حقیقتیں فراہم کیں اور اُن میں سے عُمدہ چیزیں چھانٹ کر مُہیّا کیں۔ یہ حقیقی الہام ہے۔ اگر ہم ان باتوں کو دل میں جگہ دیں اور مذہبی تعلیم پر اپنے تمام خیالات یکجا کریں تو ایک واقعہ کے مختلف بیانی کے سبب ہمارے دل پریشان نہ ہوں۔ عہد عتیق ایک ایسی کتاب ہے جو انسانی جماعت کو بتدریج الہام دے دیکر علم الٰہی کو منکشف کرتی ہے اور اسرائیل باوجود اپنی حدبندیوں کے وہ قوم تھی جسنے خدا سے تعلیم حاصل کی تھی" خواہ یہ حقیقت ہو یا ایسا قصّہ ہو جس کا ہزاروں کتابوں میں بیان ہو لیکن اگر ان کو محبّت سے نہ گانٹھا جائے تو سوائے بابل کے بُرج کے سوا گڑبڑی کے اور کچھ نہیں ہے[ل] ۲ پطرس ۳/۵ کی تفسیر کرتے ہوئے کینن گُک کہتا ہے کہ "پیدائش کی کتاب اور مُقدّس پطرس کے خطوط اسلئے نہیں لکھے گئے کہ جنہوں نے اُنہیں لکھا۔ ہم اُن کے ہمخیال نہ ہوں"۔ پیدائش کی کتاب کی نسبت پورے طور پر بتا دیا ہے کہ سائنس کی ترقی نے اُس کی تعلیم کی حقیقی قدر

ل۔ Goethe اور دیکھو صفنیاہ ۳/۹ اور کیبل کہتا ہے کہ "وہ جو اُوپر حکمران ہے نیچے اُتریگا۔ اور آدمیوں کی تمام مختلف زبانیں ایک زبان ہو کر اُس کی محبّت کی خالص زبان بولیں گی"۔

ومنزلت کو کم نہیں کر دیا۔ بلکہ ہماری تعلیم کی خاطر اُس کے بیان کو توی تر بنا دیا ہے ٭

حصّہ دوم

باب ۱۲ تا ۵۰

قدیم بزرگانِ قوم کی تواریخ

اب ہم تواریخ عالم کو چھوڑ کر اُس تواریخ کی طرف متوجّہ ہوتے ہیں جس میں برگزیدہ قوم کے آغاز کا بیان ہے۔ اس کا شروع ابرہام کی زندگی ہے اور پھر اُس کی اولاد کی تمام کیفیت درج ہے عہد عتیق کی تواریخ کا نیا باب ہے۔ اِس میں خدا کی نئی کارروائیوں اور نئے عہد کا ذکر ہے اِس میں خدا کی خاص قوم کی خوش قسمتی۔ ناکامیابیوں اور اُمیدوں۔ اور اُن اقوام کے کاموں اور بربادیوں کا ذکر ہے جنھوں نے اِس قوم کا مقابلہ کیا۔ اُس سے پہلے حصّہ میں " زبانوں میں تفرقہ پڑ جانے سے جن لوگوں کے منتشر ہونے کا بیان ہو چکا ہے وہ دنیا کو تعلیم دینے کا پہلا قدم تھا کہ کس طرح ایک

خاص قوم کے لوگوں کی حفاظت کی گئی جب تک اُنہوں نے خدا اور اُس کی حکومت کو نہ پہچانا - Dods Genesis p. 82

ابراہام

(۱۱/۲۷ تا ۲۵/۱۸)

ابرآہام دُنیا کی تواریخ میں ایک نامور شخص گذرا ہے۔ جس کی یہودی۔ عیسائی اور محمّدی سب عزّت کرتے ہیں - وُہ یہُودی اور عیسائی ایمانداروں کا باپ ہے اور مُسلم اسکو خلیل اللہ یعنی خدا کا دوست یا صرف الخلیل کہتے ہیں[1] - ابرآہام کی زندگی کے واقعات مختلف ذرائع[2] سے لئے گئے ہیں - اس تالیف میں اُس کی پوری سوانحعمری نہیں ہے لیکن صرف ضروری باتیں اخذ کر کے درج کردی گئی ہیں -

ایک شخص بنام تارک جو کسدیوں کے اُور میں رہتا تھا تین[3] بیٹے

---

[1] ۲ تواریخ ۲۰/۷ اور یسعیاہ ۴۱/۸ میں بھی ابرآہام کو "خدا کا دوست کہا ہے"

[2] ان ذرائع کی فہرست کے لئے دیکھو Hastings Dictionary of the Bible Vol I - p. 14.

ابرام - نحور اور لوط کا باپ حاران - حاران مرگیا اور ابرام اور لوط نے شادی کرلی - کچھ عرصہ بعد تارا نے ابرام اور اسکی بیوی سری اور لوط کو ہمراہ لے کر ملک کنعان میں جانے کا عزم کیا - حاران میں پہنچ کر تارا مرگیا یہ پہلی ہجرت تھی - دوسری ہجرت ابرام کی زیر نگرانی ہوئی -

اور - چاند دیوتا کی پرستش کی جائے خاص تھا اور ایک مشہور شہر تھا - بائبل میں کوئی وجہ نہیں بتائی گئی - کہ تارا وہاں کیوں گیا - لیکن روایات کی رُو سے خاص وجہ ضرور تھی - "انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے طریقوں کو ترک کر کے آسمان کے خدا کی جس کو وہ پہچان گئے تھے پرستش کی اس لئے انہوں نے یعنی اُن کے بزرگوں نے انکو اپنے معبودوں کے سامنے نکال دیا - وہ بھاگ کے مسوپوتامیہ میں آئے اور وہاں بہت دنوں تک رہے تب اُن کے خدا نے انہیں کنعان میں جانے کا حکم دیا" (یودتھ کی کتاب Apocalypse of Abraham ($\frac{5}{9,8}$)

میں تارا اور اُس کے بیٹوں کی نسبت بہت سی روایتیں ہیں - تارا بتوں کا بنانے والا تھا - اور جب کہ ابرام نے اُن کو ناچیز اور کم قدر سمجھا - تو تارا بہت ناراض ہوا - ایک روایت میں درج ہے کہ ایک روز جب ابرام اپنے والدین کے لئے کھانا بنانے کو آگ جلا رہا تھا - تو لکڑیوں میں ایک چھوٹا سا بُت بنام برسیت پایا - اُس نے اسے آگ کے سامنے رکھ کر کہا - کہ برسیت ذرا ہوشیار رہنا کہ جب تک میں نہ آؤں آگ نہ بجھنے پاوے اگر بجھنے لگے تو پھونک مار کر سُلگاتا

رہیو۔ واپس آنے پر ابرام نے دیکھا کہ بت ۔ بسیر آگ میں گر کر جل گیا۔ اس پر
اُس نے ہنس کر کہا کہ حقیقت میں ۔ ببیرت تو نہ آگ سلگا سکتا نہ کھانا
پکا سکتا ہے جب تارا نے یہ سنا تو کہا کہ بسیر میں بڑی قدرت تھی میں
آج دوسرا بناؤں گا۔ وہ میرے لئے کھانا پکائے گا۔ بیان کیا جاتا ہے
کہ ایک مرتبہ اُس کا باپ پتھر کے ایک بھاری بت کو سر کا رہا تھا۔ تو بت
گر گیا۔ اور اُس کے بت کا سر ٹوٹ گیا۔ تارا نے دوسرا سر گھڑ کر
اُس کے اوپر لگا دیا۔ ایکدن ابرام بہت سے بت لے کر اُن کو فروخت
کرنے کو چلا۔ راستہ میں ایک اونٹ کے بڑبڑانے کی آواز سنکر وہ
گدھا جس پر بت لدے ہوئے تھے۔ ڈر گیا۔ اور تمام بت زمین پر گر کر
ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ ان سب باتوں کو دیکھکر ابرام کے دل پر اپنے
باپ کے بنائے ہوئے بتوں کی طرف سے شک ہونے لگا اور اُس نے
کہا کہ گھڑی ہوئی چیز (بت) کیونکر میرے باپ کے مددگار ہو سکتے ہیں[1]
ممکن ہے کہ یہ قصے سچے ہوں یا محض وقت گذاری کی خاطر ہوں لیکن یشوع
کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی نسل کے باپ دادے اپنے آبائی وطن
میں دوسرے معبودوں کی پرستش کرتے تھے (یشوع $\frac{24}{2-14}$) قرآن میں
ابرام کو حنیف[2] یعنی ایمان میں مضبوط کہا ہے (سورہ ۳: ۹۹ اور ۶: ۱۶۲)

[1] ابرام کی بحث باپ کے ساتھ دیکھو Apocalypse of Abraham vi-vii
[2] حنفیوں کی اور اُن کے اثر کی بابت جو ابرام پر پڑا تھا۔ دیکھو سیل کی محمدؐ کی
سوانحعمری صفحہ ۲۰ و ۲۱ ؛

اور ۱۶ : ۱۲۱) وُہ نہ یہودی تھا نہ عیسائی تھا۔ مگر ایمان کا پکا ایک مُسلم
تھا (سُورہ ۳ : ۶۰) اُسکو الہام ہوتا تھا (سُورہ ۲ : ۱۳۰) اُس کو قیامت
کی تعلیم ملی تھی (سُورہ ۲ : ۲۶۲) خدا کی وحدانیت کی مُنادی کرتا ہے
(سُورہ ۲۹ : ۱۵ ، اور ۴۹ : ۲۵) اُس سے فرشتے ملاقات کرتے ہیں۔
(سُورہ ۱۱ : ۷۱) وُہ امام یعنی ہادی بنتا ہے (سُورہ ۲ : ۱۱۸) کعبہ بناتا
ہے (سُورہ ۲۲ : ۲۷) کعبہ کے نزدیک ایک جگہ مقام ابراہیم ہے جس
میں ایک مُتبرک پتھر ہے جس کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ جب ابرآم نے
کعبہ بنایا تھا۔ تو اس پتھر پر کھڑے ہو کے نماز پڑھی تھی۔ بیٹے کی قربانی
کا ذکر (مُسلم کہتے ہیں کہ وُہ بیٹا اسمٰعیل[1] تھا) اس کا بیان سُورہ ۳۷ : ۱۰۰
میں ملتا ہے۔ بیٹے کا ایک گراں بہا فدیہ[2] دیکر چھٹکارا ہوا۔ یہودی روایت
میں لکھا ہے کہ فرشتے اس فدیہ کو آسمان سے لائے تھے محمدؐ قرآن میں اس
کا ذکر کرتا ہے (سُورہ الصّفات ۳۷ : ۶)

جب ابرآم حاران میں تھا۔ تو اسکو خداوند کی بُلاہٹ[3] پہنچی کہ اپنے ملک

---

[1] قصص الانبیا صفحہ ۸۵ یہ بھی کہتے ہیں کہ ابرآم سے بہت سے نبی پیدا ہوئے تھے۔ جن میں سے پہلا اسمٰعیل اور آخری محمدؐ تھا (صفحہ ۷۷)

[2] تفسیر حسینی کہتی ہے (جلد ۲ صفحہ ۲۴۲) وُہ فدیہ مینڈھا تھا جسے ہابیل نے قربانی میں گذرانا تھا اس کا سارا حال قصص الانبیا صفحہ ۷۸ میں ملیگا۔

[3] انگریزی نظرثانی کی ہوئی بائبل میں لفظ کہا آیا ہے اور اس سے پیشتر کے ترجمہ میں کہا تھا[4] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم حاران میں پہنچنے سے پیشتر ملا تھا۔ اعمال کے پُرانے ترجمہ[4]

رشتہ داروں اور باپ کے گھر کو چھوڑ دے (۱۲/۱-۳) تارک الدنیا ہونے سے
حقیقی زندگی شروع ہوتی ہے۔ حاراؔن کے قریب دریائے فرات کو پایاب
عبور کرنے کے بہت سے اور مختلف راستے ہیں اور دجلہ بھی بہیں کئی
شاخوں میں پھُوٹتا ہے۔ اِس جگہ بہت کوئیں بھی تھے (۲۹/۲-۴) ابرآم
کو جگہ اور راستہ نہیں بتایا گیا تھا۔ کہ کہاں اور کس راستہ سے جانا
ہے اور یہ اُس کے ایمان پر بڑا تقاضہ تھا۔ تو بھی وُہ بڑی خوشی سے
اِس حکم کا شنوا ہُوا۔ پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تین باتیں ترک کرنے
کا حکم ہُوا تھا۔ جن کے ساتھ تین وعدے بھی تھے (۱) نئی زمین (عبرانی
۱۱/۸-۹)۔ (۲) بڑی نسل جس سے ایک قوم بنیگی (پیدائش ۳/۱۴)
اور (۳) وہ اور اُس کے وسیلے زمین کے تمام گھرانے برکت پاویں گے
ابرآم کا ایمان اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وُہ موجودہ چیزوں کو جو اُسے
حاصل تھیں آئندہ کی انجان اور اَن دیکھی اور ناواقف چیزوں کی خاطر
چھوڑ دیتا ہے۔ اُس نے معلوم کر لیا تھا کہ اُس کو حقیقی خدا بُلا رہا ہے۔
اور اُس بُلاہٹ کو بغیر ڈر اور شک و شبہ کے قبول کر لیا۔ اُس کا ایمان
فعل سے ظاہر ہُوا۔ "وہ حاراؔن سے چل پڑا[1]"

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲۔ میں بھی لفظ "کہا تھا" آیا ہے لیکن "سمجھا" عبرانی لفظ کا زیادہ صحیح ترجمہ ہے

[1] اُس کا بھائی نحور حاران میں رہا اور عرب کے بارہ گروہوں کا باپ ہُوا (۲۲/۲۰-۲۴)
اسکی اولاد پھرتے پھرتے یردن کے مشرق اور شمالی عرب میں چلی گئی جنکی نسبت بہیں کم
واقفیت ہے۔ تارح کی تمام اولاد میں سے ابرآم وہ شخص ہے جسکی خانہ بدوش زندگی ایک سچی
زندگی میں تبدیل ہو گئی۔

دُنیا کو اُس شخص سے اسلئے دلچسپی ہے کہ اُس نے کسدیوں کی بُت پرستی چھوڑ کے رُوحانی مذہب اختیار کرلیا۔ اُس کی دیانتداری اس کی عزّت افزائی کا سبب ہوئی۔ قادر مطلق کہتا ہے کہ "میں جانتا ہوں کہ وُہ اپنے بیٹوں اور اپنے بعد اپنے گھرانہ کو حکم کریگا اور وُہ خداوند کی راہ کی نگہبانی کر کے عدل و انصاف کریں گے" (پیدائش ۱۸/۱۹) ابرآم پر خدا کی برکت۔ اسکے دوستوں پر برکت اور اُس کے دشمنوں پر بُرائی کا باعث ہوئی۔ یہ برکت دور دراز زمین کے تمام گھرانوں تک پھیلی۔ ابرآم کی اولاد "وہ بڑی قوم" جو اُس سے پیدا ہوئی وُہ چُنے ہُوئے لوگ تھے جن کے وسیلے خدا نے اپنے مکاشفے ظاہر کئے۔ "شریعت صیحُون سے نکلیگی اور خداوند کا کلام یروشلم سے" (یشعیاہ ۲/۳) لیکن صرف اس قوم کو برکت ملنے کی بہ نسبت زیادہ بڑی بات یہ ہے کہ مسیح کی آمد پر ہر وقت تمام بنی انسان کو برکت ملتی ہے اور "جسم کی رُو سے مسیح بھی اُنہیں لوگوں میں سے ہُوا" (رُوم ۹/۵) وُہ خداوند کی آواز کا سُننے والا ہوا۔ اور اُس کے حکم کو مانا۔ اور اسلئے مبارک ہُوا (پیدائش ۲۶/۵) نہ جیسا کہ قرآن کے سُورہ آلِ عمران ۳ : ۶ میں لکھا ہے کہ اُس نے مُسلم عقیدے کے پہلے اصُول کو تسلیم کیا۔ "وُہ یہُودی قومی ہیرو سے بھی بڑا تھا۔ کیونکہ اُس کو عرب کی قومیں اس نظر سے دیکھتی ہیں جیسے اپنے کسی آبائی بزرگ کو (پیدائش ۱۶/۱۵) "وُہ خادم دین نہیں ہے۔ نہ کوئی عابد فقیر۔ نہ عالم۔ لیکن ایک سردار۔ گڈریا۔ جنگی مرد۔ گھرانے اور خاندان اور دولت اور طاقت

کے عشق اور مذاق سے بھرا ہُوا - اور اس ہی وجہ سے خدا کی تمام کلیسیا کا پہلا نمائندہ ہُوا۔" Stanley - The Jewish Church Vol. I. p17.

دوسری ہجرت (اپنے ملک سے خروج کرنا) حاران سے کوچ کرنے پر شروع ہوتی ہے۔ اُس نے اپنی بیوی سری - اور بھتیجہ لُوط - اپنے مال و اسباب اور نوکروں کو ہمراہ لیا - اور چند روز کے سفر کے بعد دریائے فرات پر آ پہنچا - ابرام اور اُس کے ساتھی عبور کر گئے (اور لفظوں کی تاویل اور تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ) دریا پار کر کے وُہ ابراہام عبرانی کہلایا - یعنی وُہ شخص جسنے دریا کے سیلاب کو عبور کیا - وُہ شخص جو دریا کے پار[1] سے آیا - اس معاملہ میں شک کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ اس اسرائیل کے بزرگ کا مسوپوٹامیہ سے ہجرت کرنا ایک اعلےٰ درجہ کے ایمان کی ابتدا ہے - اور وُہ لوگ جن کو عبرانی کہتے ہیں وُہ اپنی اصلیت کو یاد رکھتے ہیں اور اس حقیقت کو یاد کر کے وُہ فوراً فروتن بن جاتے ہیں اور شکر گذاری سے بھر جاتے ہیں - اور پار کرنے والے برگزیدہ لوگوں کی مثل بُت پرستی کی تاریکی سے نکل کر مکاشفہ کی روشنی میں داخل ہوتے ہیں (یشوع ۲۴: ۲) قافلہ راستہ طے کر کے کچھ عرصہ کے لئے دمشق میں ٹھیرا - جہاں بقول یوسیفس کے اُس نے (ابراہام) نے بادشاہ کی طرح حکومت بھی کی - ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ سچ ہے یا نہیں کیونکہ بائبل میں اِس کا کوئی اشارہ نہیں ہے؛

[1] سپٹواجنٹ میں اسکو پار کرنیوالا کہا ہے عبرانی میں (עבר) ایبر Ebher ہے عبرانی ہیں (عبر) Abar دونوں کے معنی دریا پار کرنا ہے اس کا مقابلہ کرو عبرانی سے؛

تب وہ سفر کرکے مورے کے بلوطوں میں سکم[1] نام جگہ پر پہنچے۔ یہ ایک زرخیز وادی ہے اور یہاں پانی کی افراط ہے اور آس پاس کا نظارہ[2] عالیشان ہے یہاں گرزہ بہروزنہ یا تارپین (نیا ترجمہ بلوط) ایک بہت بڑا درخت ہوتا ہے جس کی ڈالیاں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ جس کے سایہ میں ڈیرے ڈال کے آرام سے رہ سکتے ہیں۔ اور اکثر پاس پاس بہت سے درخت ہوتے ہیں۔ لفظ مورہ کے معنوں سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً یہ درخت پاک اور متبرک شمار ہوتے تھے اور اس لفظ کے اِسم فاعل کے معنی ہیں "سکھانے والا" اور اِس لئے اس کے یہ معنی ہوئے۔ "الہامی یا فال گو درخت" ملک میں کنعانی بہت پہلے سے آباد تھے اور شاید یہ اُن کی مُقدّس جگہ تھی لیکن "جیسے کہ کنعانی اسرائیل کے سامنے سے ہٹ گئے۔ اسی طرح کنعانی مذہب نے بھی اعلےٰ درجہ کے مکاشفے کے لئے راہ کھول دی۔ نامعلوم خدا کی عزت اور وید یہ جاتا نہیں رہا بلکہ ایک اعلےٰ پرستش کے لئے صاف اور ہموار مذہب بنگیا" Cambridge Bible P. 158. خداوند ابرام پر ظاہر[3] ہوا۔ لیکن ہمیں نہیں بتایا گیا کہ کس صورت میں ظاہر ہوا۔ از سر نو زمین ملنے کا

---

[1] غالباً اسجگہ سے مطلب مُقدّس جگہ ہے اب سکم کو نابلوس کہتے ہیں۔

[2] اس کی دلفریب خوبصورتی کی بابت دیکھو S.S+P. p 234 - 5 — 1

[3] Speaker's Commentary میں اس بارہ میں بہت بحث کی گئی ہے کہ یہ رویا تھی یا دماغی تصور تھا۔ یا فرشتہ خدا کی صورت میں نازل ہوا تھا یا خدا کے بیٹے کا ظہور تھا۔ آخری تاویل کو ترجیح دی گئی ہے۔

وعدہ کیا گیا۔ اور خدا کی عبادت کرنے اور اُس پہ بھروسہ رکھنے کے ثبوت میں ابرآم نے فوراً وہاں ایک مذبح بنایا۔

یہاں سے اُس نے پھر کوچ کیا۔ اور کچھ عرصہ بیت ایل میں ٹھیر کے جنوب کی جانب ذرا کم زرخیز زمین کی طرف گیا۔ یہاں آ کے مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ ملک میں کال پڑ گیا۔ اُس وقت وعدہ کی ہوئی زمین مثل بنجر زمین کے ہو گئی۔ خدا نے اُس کے آرام کے لئے اچھی چیزیں دیں اور بری چیزیں اُس کے ایمان کی آزمائش کے لئے۔ اب بڑاہٹ کی فرمانبرداری پوری ہو گئی۔ "وہ نہ جانتا تھا کہ کہاں جا رہا ہے" (عبرانی $\frac{11}{8}$) اور اس میں ابرآم نے اپنا ایمان خدا پر ظاہر کیا۔ اس میں ایمان کی وہ تعریف جو عبرانی $\frac{11}{1}$ میں لکھی ہے ظاہر ہوتی ہے کہ "ایمان اُمید کی ہوئی چیزوں کی ماہیت اور اَن دیکھی چیزوں کا ثبوت ہے" اس لئے ایمان لانے والوں کے نزدیک آئندہ کی چیزیں جن کی اُمید کی جا رہی ہے۔ ایسی ہو جاتی ہیں۔ گویا اس وقت موجود ہیں۔ اگر ایک کاروباری آدمی کیلئے پیش بینی کی ضرورت ہے اور اگر اسکو اس بات کی ضرورت ہے کہ موجودہ حالت کو دیکھ کے آئندہ کی حالت کا صحیح اندازہ لگا لیوے۔ تو ایک عیسائی کے لئے آئندہ کے انجام کے وقت کے لئے ایمان کی کس قدر زیادہ ضرورت ہے اپنا ایمان آئندہ کی نسبت

ا؎ تین کاموں کا ذکر ہے ایک ابرآم کے وقت میں دوسرا اضحاق اور تیسرا یعقوب کے وقت میں۔ ان میں خدا نے اپنے اُوپر بھروسہ رکھنا سکھایا۔ اس نے انہیں یہ سکھایا تاکہ وہ جان لیویں کہ انسان صرف روٹی سے زندہ نہیں رہتا۔ استثناء $\frac{8}{3}$

خدا کی گواہی کا یقین کرتا ہے اسکی بُلاہٹ کو سُنتا ہے اسکو یقین ہے کہ مستقبل ایسا ہے جیسا کہ حال ہے اور اس طرح آدمی کا تمام چال چلن معزز اور آراستہ ہوتا ہے۔ ابرام کی بُلاہٹ "مذہب کے اس اصُولی حقیقت کی مثال ہے کہ خدا نے دنیا کو چھوڑ نہیں دیا ہے۔ بلکہ اُس کا کام اُس کے برگزیدہ ہتھیاروں کے وسیلہ چلتا ہے اور کہ نیک لوگ نہ صرف اُس کی مخلوق اور اُس کے خادم ہیں بلکہ اُس کے دوست بھی ہیں"

Stanly, The Jewish church Vol i. p. 12.

اب ہم مخاطب کرتے ہیں کہ ابرام کے ساتھ باہر کی دنیا کا پہلا تعلق کیا ہُوا کال کے زمانے میں اُس کے گلے کے لئے چارہ اور متعلقین کے لئے خوراک کا دستیاب کرنا اُس کے ایمان سخت آزمائش تھی۔ کیا وہ اسی لئے باپ دادوں کی زمین سے بُلایا گیا تھا۔ کہ یہ مُصیبتیں اُٹھا دے؟ مگر اُس کا ایمان اس آزمائش کے وقت پکا رہا۔ وہ ہراساں نہ ہُوا۔ اور کسدیوں کے ملک میں لوٹ جانے کا خیال نہ کیا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ خدا کا وعدہ پورا ہوگا۔ پس اُس نے مصر میں جو بہت زرخیز ملک ہے۔ عارضی طور پر رہنے کا ارادہ کیا۔ اِس کے بعد ایک ایسا واقعہ گذرا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس حاکم کی حکومت مطلق العنان ہو اور وہ اپنی مرضی کا مالک ہو۔ اور غیر آئینی حکومت ہو۔ ایسے مُلک میں بُود و باش کرنا کس قدر خطرناک ہے۔ وہ ڈر گیا کہ مبادا سری کی خوبصورتی کو دیکھ کر حاکم کے دل میں شیطانی جذبات زور کریں اور وہ مجھکو جو اُس (حاکم) کے اور سری

کے درمیان سدِّ راہ ہوں مروا ڈالے۔ اُس کا سرّی کو یہ صلاح دینا۔ کہ تُو اپنے کو میری بہن کہہ دیجیو ایک غلط اور ناقابل عُذر قصور تھا[1]۔ وہ اپنی جان بچانے کی خاطر اپنی بیوی کی حُرمت قُربان کر دینے کو تیار تھا اس غیر ملک میں اُس کا بھروسہ خدا کی حفاظت پر نہ رہا۔ پیدائیش کا مُصنّف اُس کے قصور پر پردہ نہیں ڈالتا۔ بلکہ اُس کی زمانہ سازی کا مقابلہ فرعون کی دیانتداری سے کرتا ہے۔ سرّی کو بادشاہ کی حرم سرا میں لے گئے تب شاہی خاندان پر تباہی آئی۔ اور فرعون کو ابرآم کا دھوکا معلوم ہُوا[2] بُت پرست بادشاہ نے ابرآم کو لعنت ملامت کی اور حکم دیا کہ اپنی بیوی کو لے کر ملک سے نکل جا۔ اب تک ابرآم کا گمان خدا کی پاکیزگی کے بارے میں نامکمّل تھا۔ اور اُس کو اس مضمون پر ایک بُت پرست بادشاہ نے اچھا سبق سکھایا۔ اُسنے سیکھا کہ خدا اپنے ارادوں کو تکمیل تک پہنچانے میں نہیں چاہتا کہ انسان جھوٹ بولے۔ لیکن ضرور ہے۔ کہ اس معاملے سے ابرآم کا خیال اس بات پر زیادہ مضبوط ہو جاوے۔ کہ خدا اُس کا محافظ ہے۔ اگر اسوقت خدا درمیان میں آکر خطرہ نہ روکتا۔

[1] وہ بیشک اُسکی سوتیلی بہن تھی لیکن ابرہام کا مطلب اس حقیقت کو ظاہر کرنے کا نہ تھا بلکہ بیوی ہونے کی سچائی کو دبانا تھا۔ اگر کوئی بات خود سروں کو دیکھ دہی کیخاطر کہی جائے وہ گناہ ہے اور Dante کہتا ہے کہ جو حق بات بظاہر جھوٹ معلوم ہوتی ہے اُس بات کو کہنے سے بھی آدمی اپنی زبان بند رکھے "

[2] یوسیفس کہتا ہے کہ پجاریوں نے فرعون کو یہ خبر دی لیکن ممکن ہے کہ سرّی نے خود کہدیا ہو

تو ممکن تھا کہ اُس کا نقصان ہو جاتا۔ وہ عاجز مگر مضبوط آدمی بن کر مصر سے
نکلا گیا۔ اُس نے یہ سیکھ لیا کہ اُس کی حفاظت اُس کی اپنی تجویزوں سے
نہیں۔ بلکہ خدا کی رہنمائی اور زبردست حفاظت سے ہے۔

تسلیم صاف ہے۔ جبکہ ہم مصر میں جائیں۔ جبکہ ہم موعودہ سرزمین میں
پہنچانے والے راستے سے بھٹک جائیں اور ہمیں دنیاوی مشکلات خدا کے
مذبح کو پیٹھ دکھانے کی ترغیب دیں اور ہمیں اپنے انتظام اور تجاویز سے
آزادی حاصل کرنے کو ورغلائیں۔ جبکہ ہم تھوڑی دیر کے لئے بھول جائیں
کہ ہمارے تمام تعلقات خدا سے وابستہ ہیں اور ہم اُن منتوں سے جو ہم نے
اُس کے حضور خاموشی سے مانی تھیں گریز کریں۔ تو بھی وہ ہمارا پیچھا کرتا
ہے اور ہمیں دیکھتا رہتا ہے اور اپنا ہاتھ ہمارے کندھے پر رکھ کے کہتا
ہے۔ "واپس چل" Dods Genesis p. 157۔

پس اہل مصر ابرام کو بڑی عزت کے ساتھ (کیونکہ خدا نے اُس کی
حفاظت کی تھی) اپنی حد سے باہر تک لے گئے۔ اور وہ اپنی بیوی اور
تمام دھن دولت اور لوط کو لے کر جنوب (نجب) کی جانب گیا۔ یعنی
اُس جنوبی حصہ کی طرف جو بعد میں یہوداہ کے فرقہ کو ملی تھی۔ وہ مصر میں
اپنی حفاظت کی خاطر خدا پر بھروسہ رکھنے کی بجائے مکاری کام میں لایا
تھا۔ اب سیدھائی کی طرف رجوع ہوتا ہے کیونکہ وہ اُس مذبح کی طرف
جو اُس نے بیت ایل میں بنایا تھا۔ چلا گیا اور "خداوند کا نام لیا" غلط
راستہ پر چلنے کے بعد قوموں کو سیدھے رستہ پر واپس لانے اور خدا

کی عبادت اور اُس پر بھروسہ رکھنے کے لئے کسی قدر ہمّت کی ضرورت ہے ابرآم کا ایسا ہی حال تھا۔

لُوط اُس کے ساتھ تھا۔ اُس کے ساتھ بھیڑ بکریاں وغیرہ اور خیمے تھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان دو سرداروں کے کثیر التعداد مویشی کیلئے اُس زمین میں جہاں ابھی کال پڑ چکا ہو۔ چارہ کافی نہ تھا۔ اُس زمین پر کنعانی اور فرزی آباد تھے۔ اور اسلیئے کافی چراگاہ مُیسر نہ تھی۔ جُدائی نظر آ رہی تھی۔ اُن کے چرواہوں نے آپس میں جھگڑنا شروع کیا اور تکرار بڑھ گئی دونوں بزرگوں کے خاندانوں میں تنازعہ ہو گیا۔ لڑائی کو زیادہ طول نہ دینے کی خاطر (۱۳:۸) ابرآم ایسی شایستہ زبان اور موزوں الفاظ کام میں لایا۔ جس سے نہ صرف چرواہوں کے جھگڑے سُلجھے۔ بلکہ مابعد زمانہ میں کلیسیا کے بہت سے پاسٹروں اور اُستادوں کے جھگڑے سُلجھانے میں بھی وُہی الفاظ کام آئے۔ ابرآم نے جُدائی کی رضامندی ظاہر کی۔ یہ حکمت عملی بہت کم دیکھنے میں آتی ہے اور اکثر اس کو بے سُود ٹھہراتے ہیں۔ ابرآم نے بڑی عقلمندی سے آپس کی جُدائی کی تجویز کی اور زیادہ تکرار کو روکا۔ زمین ملنے کا وعدہ ابرآم سے تھا۔ لُوط کی دولت اُس کے چچا (ابرام) کی بدولت تھی۔ اور جب ابرام نے تجویز کو مانا لُوط کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ تو ہمیں یہ خیال ہوتا ہے کہ ایسی تجویز زیادہ عمر رسیدہ اور بزرگتر کی مرضی پر چھوڑنی چاہیئے تھی۔ لُوط کی طبیعت میں خود غرضی تھی اُس نے نظر اُٹھا کر یردن کی ترائی کو دیکھا اور اُس قطعہ زمین کو جہاں پانی

بکثرت تھا۔ پسند کیا۔ اُس جگہ کی قدرتی خوبصورتی اور زرخیزی ایسی تھی جیسے "خداوند کے باغ کی[1] سرزمین مصر کی مانند جب تو ضغر کو جاتا ہے" اور اس جگہ کو حاصل کرنے کی غرض سے لُوط نے قرب وجوار کے شرارت سے پُر شہروں صدوم اور عمورہ کو پسند کیا۔ لیکن اُن کی شر کا مطلق خیال نہ کیا۔ اپنی اس سخت غلطی کی وجہ سے وہ برباد ہُوا۔ "پس وہ دونوں ایک دوسرے سے جُدا ہو گئے" لُوط نے دنیاوی فوائد سے متاثر ہو کر ابرام کا مُطلق خیال نہ کیا۔ نہ اُس کا شکرگذار ہُوا۔ اگر اس کے دلمیں کچھ خیال تھا۔ تو یہ تھا۔ کہ مجھے زرخیزی بہت دولتمند کر دیگی۔ اکثر لوگوں کی طبیعتوں کی یہی کیفیت ہے لیکن خدا کے حقیقی بندوں کو اس سے گریز کرنا چاہیئے۔ پس لُوط مشرق کی طرف چلا گیا اور "ابرام کیلئے معینتیں اور ناہموار پہاڑیوں کی شان وشوکت اور سمندری ہوا اور مغربی پلسطین کا مستقبل چھوڑ گیا Stanley the Jewish church Vol I Page 7.ء۔ جو تھوڑے دنوں بعد ابرام کو اور بعد اُس کے اُس کی نسل کو ملنے والا تھا ($\frac{13}{15}$)۔ ابرام نے اپنا ڈیرہ اُٹھایا اور حبرون میں ممرے کے میدان میں کھڑا کیا اور وہاں رہا اور خداوند کیلئے اپنا مذبح بنایا ($\frac{13}{18}$) ایک عرصہ کی آوارہ گردی کے بعد یہ اُس کا پہلا مکان اور آرامگاہ تھی

---

[1] یعنی باغ عدن۔ یسعیاہ $\frac{51}{3}$۔ یہاں کی نسبت لکھا ہے کہ صیون کے ویران مکانات باغ عدن کی مانند ہوں گے اور اُس کا صحرا خداوند کا سا باغ ہوگا۔ مصر زرخیز زمین ہونے کے سبب مشہور ہے ؂

اُس کی چوپانی زندگی کسانی زندگی سے اور خانہ بدوش مسکن زندگی سے تبدیل ہونے لگی۔ یہ لفظ امتقام تھا۔ اور جرون بعد میں اسرائیل کی تواریخ میں ایک مشہور جگہ ہوا۔

جرون ہی میں داؤد نے اپنے لوگوں کو جمع کیا اور سات برس تک سلطنت کی۔ یہاں ابی سلوم نے اسرائیلی فرقوں کو اپنی طرف بلایا (۲ سموئیل ۱۵ باب ۹ و ۱۰)

جرون ہی وہ جگہ تھی جہاں داؤد کو عمالیقیوں کا تعاقب کرنے کے بعد جب وہ صحرائی سرحد کو اُجاڑ رہے تھے جانے کی ہدایت ہوئی (۲ سموئیل ۲ باب ۱) اب اس جگہ کو ابرام خلیل اللہ خدا کے دوست کی یادگاری میں الخلیل کہتے ہیں:

باب ۱۴

بادشاہوں سے جنگ کرنا

اب ابرام ایک نئی روشنی میں ظاہر ہوتا ہے اب اُس کی خاموش چوپانی زندگی جنگجو بہادر کی زندگی میں تبدیل ہو گئی ہے وہ اپنے رقبہ اراضی میں ایک نہایت ہی مشہور شخص ہوا[1]۔ اب وہ ایسی جگہ تعینات ہوا۔ جہاں عقل سلیم کی ضرورت تھی اور ہم دیکھیں گے کہ وہ اُس میں کس قدر کامیاب ہوا ایشیا کے نہایت ہی زبردست حاکم ایلام پر فتح حاصل کرنے کے سبب اُس کا درجہ اور منصب ترقی کر گیا۔ بعض کنعانی سردار جو وادئ یردن میں چھوٹی چھوٹی

---

[1] ابن سیرخ کہتا ہے کہ جلال میں اُس کا ثانی کوئی نہ تھا:

ریاستوں پر حکمران تھے۔ ایلام کے باجگزار ہو گئے تھے۔ تیرھویں برس میں اُنہوں نے خراج دینے سے انکار کیا۔ اور آزادی کا اعلان کر کے اپنے بادشاہ سے بغاوت کی۔ یردن کی وادی کو باغیوں کے ہاتھوں میں رہنے دینا مصلحت کے خلاف تھا۔ اسلیئے کیدرلاعمر نے اگلے برس تین اور بادشاہوں کو مع اُن کی افواج کے اپنی مدد پر جمع کیا۔ اور فوراً لڑائی شروع کر دی۔ یردن کے پورب اطراف میں بہت سی جنگی قومیں آباد تھیں۔ جو ہمیشہ لڑنے اور لوٹ مار کرنے پر کمربستہ رہتی تھیں۔ اسلیئے پہلے اُن کی سرکوبی کرنا ضرور تھی۔ پس پہلی ہی چوٹ رفائیموں کو عستاراٰت قرنائیم[۱] میں پہنچی۔ رفائیم اصلی باشندوں کی نسل میں سے تھے۔ ۲ سموئیل ۲۱ ۱۶-۲۲ میں ان دیو ہیکل لوگوں کا ذکر ہے[۲]۔ اسکے بعد زوزیوں۔ ایمیوں۔ اور حوریوں کی باری آئی۔ جنوب کی طرف جنگل اور ناہموار زمین پر کوچ کر کے فتحمندوں نے واپس آتے ہوئے عمالیقیوں اور اموریوں کو مارا۔ اور زرخیز وادی یردن تک پہنچ گئے۔ یہاں آ کر اُن کی ایک اور سخت تر مخالف سے مُنہ بھیڑ ہوئی۔ صدوم کا بادشاہ چار اور بادشاہوں کی مدد لے کر لڑائی کیلیئے صف بستہ تیار تھا

---

[۱] قرنائیم کے معنی ہیں دو سینگ۔ اور عستاراٰت چاند کی دیوی کو کہتے ہیں جس کے سر پر دو سینگ تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگہ مُقدّس تھی۔

[۲] بسن کا بادشاہ عوج بھی جبّاروں میں سے ایک تھا۔ جو ملک کے اُس حصّہ پر حکمران تھا۔ (استثنا ۳ ۱۱)

سدّیم کی گھاٹی میں جہاں کہ وہ لڑائی ہوئی۔ دلدلی خندقیں اُن پانچ بادشاہوں
کی سلامتی کے بجائے اُن کی بربادی کا باعث ہوئیں۔ ایک اُس فوج کے
جو گذشتہ فتوحات کے باعث سرخرو تھی۔ اور دل بڑھے ہوئے تھے حملہ
کی تاب نہ لاکر صدوم کا بادشاہ مع اپنے معاونین کے دلدلی گڑھوں میں
پھنس گیا۔ اور سب تہ تیغ ہوئے۔ کچھ لوگ پہاڑوں پر بھاگ گئے اور
صدوم اور عمورہ کے شہروں کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ رہا۔ فتحمندوں
نے اس شہر کو بھی لوٹ لیا۔ اور مال و اسباب اور اشیاءِ خوردنی
لیکر چلتے ہوئے۔ اس لوٹ پر بھی قناعت نہ کرکے وہ لوط کو مع اُس
کے مال و اسباب کے قید کرکے لے گئے۔ حملہ ایسا کارگر ہوا۔ اور فتح ایسی
کامل ہوئی۔ کہ فتحیاب فوجیں تمام غنیمت اور قیدیوں کو لے کر دلیری سے
آگے بڑھے۔ اُن کو یہ گمان ہرگز نہ تھا۔ کہ بیس میل آگے اُن کو دیسی فوج
سے مقابلہ پڑیگا۔ جو اُن کو غارت کردیگی۔ اس بات کی خبر ابرام عبرانی[۱] کو لگی
کہ اس کا بھتیجا لوط گرفتار ہوگیا۔ یہ سنتے ہی وہ بیتاب ہوگیا۔ اور فوراً اپنے
ساتھیوں کو بلوایا۔ اور اموری سرداروں۔ انیر۔ ممرے۔ اور اسکال سے
مدد کی درخواست کی۔ انہوں نے فوراً اُس کی درخواست کا جواب دیا۔
اور اُس کے ساتھ ہم قسم ہو کے دشمن کا سخت تعاقب کیا۔ اور تیزی سے
ایک سو بیس میل کا سفر کرکے اُن کو دکن میں جالیا۔ اور اپنی فوجوں کو ادھر
اُدھر تقسیم کرکے ابرام نے مختلف اطراف سے ایک رات کو اُن پر چھاپا مارا

۱ پہلی مرتبہ یہ نام استعمال ہوا ہے۔

یہ حملہ کارگر ہُوا۔ بائبل کی اس لڑائی سے ہم سیکھتے ہیں کہ یہ ضرور نہیں کہ خدا سب سے زیادہ مضبوط اور طاقتور فوجوں کی طرف سے جنگ کرے" Strahan Hebrew Ideals p 67. "خداوند کے لئے کچھ دشوار نہیں اگرچہ چاہے تو بہتوں سے رہائی بخشے چاہے تو تھوڑوں سے" (اسموئیل ۱۴) دشمن کے پاؤں اُکھڑ گئے۔ ابرام نے بہت دُور تک اُن کا پیچھا کیا اور قیدیوں کو مع لوط کے رہائی بخشی۔ اور تمام لوٹا ہُوا مال واپس لے لیا۔ یہ ایک بڑی جلالی فتح تھی۔ ابرام کے واپس آتے ہُوئے صدوم کا بادشاہ اُس کے استقبال کو نکلا۔ اسکی اطاعت قبول کی اور درخواست کی کہ لوٹ کا مال اپنے پاس رکھے۔ ابرام نے یہ تحفہ لینے سے انکار کیا۔ اسکے لئے نفع کا اسطرح حاصل کرنا بعید از خیال تھا۔ بیشک اُس نے اس میں سے ملک صدق کو ایک دسواں حصہ نذر کیا (عبرانی ۷) لیکن اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ گو چاہتا تو رکھ سکتا تھا۔ اُس نے صدوم سے کچھ واسطہ نہ رکھا سوائے اس کے کہ جو خدمت اپنے سے ہوسکتی تھی۔ سو کی۔ اُس نے صرف لڑائی کے اخراجات کا مطالبہ کیا۔ اور اپنے ساتھی سرداروں کا حصہ دلوا دیا۔ لوط نے اتنا بھی نہ کیا کہ اپنی اس رہائی کے لئے ابرام کا شکریہ ادا کرے اور صدوم کو چلا گیا۔ اس بیان میں شاہ سالم ملک صدق کا نام آیا ہے۔ یہ شاہی نام ہے

---

[1] بعض موقعوں پر ابرام نے فرعون اور ابی ملک سے تحفہ قبول کئے۔

[2] شاہ راستبازی (عبرانی ۷) یا میرا بادشاہ راستبازی ہے۔ سالم نام ہے یروشلیم کا ؛

اور ممکن ہے کہ یہ ابتدائی عبرانی نقل مکان کرنے والوں کی نسل سے تھا
اگر ہم اسکو کسی دیگر قوم اور نسل کا بھی خیال کریں۔ تو بھی اس سے بہت
سبق حاصل ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا اُن ممالک
میں بھی جہاں اسکے برگزیدہ لوگ نہیں ہیں۔ اپنے گواہ[1] رکھ چھوڑتا ہے
خواہ ملک صدق کوئی ہو۔ کنعانی ہو یا حام یا شم کی نسل سے ہو۔ لیکن
حقیقت یہ ہے کہ ابرام نے اُس کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ قادر مطلق
کا کاہن ہے۔ یہ ایل ایلیون۔ کائنات کے قادر مطلق کی عبادت کرتا
تھا۔ اصلیہ حقیقت ان دونوں شخصوں کو ملانے والی کڑی تھی۔ وہ تو
اُس اعلےٰ ذات میں شامل تھے اور حقیقی بہادر اور مرد ایمان تھے۔
"ابرام اور اُس کی نسل کے حصہ میں خدا۔ یہوواہ۔ مکاشفہ کے خدا کی پوری
واقفیت تھی" ابرام (۱۴/۲۲) میں۔ ایل ایلیون کو یہوواہ سے نسبت[2] دیتا
ہے۔ جبکہ اُس نے شاہ صدوم سے کہا کہ "میں نے خداوند تعالےٰ کی قسم کھائی
ملک صدق بادشاہ بھی تھا۔ اور کاہن بھی۔ اہل مکابیوں کے حاکم بھی
"حق تعالےٰ کے سردار کاہن کہلاتے تھے" اور اپوکرفا کی کتاب (معراج موسےٰ)
"assumption of Moses" ۱۰/۲ میں لکھا ہے۔ کہ "تب

---

[1] مثلاً جرار کا بادشاہ ابی ملک۔ مریانی یتھرو۔ بلعام۔ اور ایوب۔

[2] بائبل میں یہ لفظ اوّل مرتبہ آیا ہے اور اس کا تعلق اُن قدیم لوگوں کی پرستش
سے ہے جن کے خون کا تعلق برگزیدہ لوگوں کے خون سے نہ تھا۔ لیکن یہ صرف
خیال ہے۔ S.C. Vol I - p 111

اُن کے لئے حکومت کرنے والے بادشاہ پیدا ہوں گے اور وُہ حق تعالےٰ کے کاہن کہلائیں گے" ملک صدق کی بزرگی اِس حقیقت سے ظاہر ہوتی ہے کہ ابرام اُس میں رُوحانی بزرگی معلوم کرکے اُس کو دسواں حصہ دیتا ہے اور اس طرح اُس کے شرعی کاہن ہونے کا اقرار کرتا ہے (عبرانی ۷ باب) اور اُس سے برکت پانا منظور کرتا ہے۔ یہ عجیب شخص اچانک اس موقعہ پر ظاہر ہوتا ہے اور تھکے ماندہ جنگی مردوں کو تر و تازہ کرکے یکایک غائب ہو جاتا ہے اُس کے آباو اجداد اور خاندان کی نسبت کچھ معلوم نہیں ہے شاید خود اُس کے زمانے میں کوئی شخص اُس کی جائے پیدائش نہ بتا سکتا ہوگا نہ اُس خیمہ کو دکھا سکتا ہوگا۔ جس کے اردگرد وُہ اپنے لڑکپن میں کھیلتا پھرتا ہو۔ اور اسی لئے رسول اُس کو اُن عجائبات میں شامل کرتا ہے جو یکایک ظاہر ہو کے غائب ہو جاتے ہیں "وُہ بغیر باپ۔ ماں اور بغیر نسب کے تھا اُس کے نہ دنوں کا شروع نہ زندگی کا آخر ہے" اور اُس کا یہ کہنا مطلب سے خالی نہیں ہے کہ "وُہ خدا کے بیٹے کی مانند بنا" Dods Genesis p 128.

اس کا حوالہ زبور ۱۱۰ میں بھی آیا ہے۔ جس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ مسیح لاوی کے فرقے کا کاہن نہیں ہے اور عبرانی ۷ باب میں یہ معاملہ بالکل صاف کردیا ہے اور ملک صدق اور مسیح کی مطابقت اور فرق بتا دیا ہے (۱) لاوی کے فرقے نہیں (۲) ابرام سے بزرگ (۳) جس کا شروع اور انجام معلوم نہیں (۴) جو نہ صرف کاہن ہے بلکہ راستی کا بادشاہ بھی ہے

"اس طرح ہمارا خداوند یکایک ہمیشگی سے ظاہر ہوتا ہے اور زمینی والدین کے اختیار کو مان کر۔ لیکن ساتھ ہی ابرام سے بھی پہلے کی بزرگی کا دعوےٰ کر کے قید کو قید کرنے کے لئے یکایک ظاہر ہوا۔ اُس کے ہاتھ تحفوں سے لبریز تھے اور ہونٹوں سے کلمات برکت ٹپکتے تھے": ملک صدق تھوڑی دیر کے لئے ظاہر ہوئے پھر نظروں سے پوشیدہ ہو گیا.... اس میں کیا تعجب ہے جبکہ مابعد زمانہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہو۔ جو معمولی وقت اور جگہ اور زمینی نسب سے کہیں زیادہ بزرگ اور بلند ہو۔ اور اسلئے عبرانیوں کے خط کے مُصنّف کو اُس کی خصلت اور صفت بیان کرنے کو اس سے زیادہ الفاظ نہ ملے کہ "وہ عجیب طور سے ملک صدق کی مانند تھا" Stanley. The Jewish Church Vol i. p 39 - زبور ۱۱۰ کے مصنف کے لئے ملک صدق ایسا نمونہ اور مثال تھا۔ جو زمانوں کے پیشتر سے تقدیس شدہ تھا۔ اور جس سے اسرائیل کا بادشاہ جو اُس ہی جگہ حکومت کرتا تھا مطابقت رکھتا ہو۔ Skinner The International Critical Commentary p. 270 -

ان واقعات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابرام کو کس طرح مختلف خدمات انجام دینی پڑیں۔ وہ جنگ کا پیشوا ہوا۔ اُس نے اپنی مدد پر اُن لوگوں کو بلایا۔ جو بہت باتوں میں اُس سے اتفاق نہ کرتے تھے وہ دہیکی [1] (دسواں

[1] اُسکے دہیکی دینے سے آئندہ شریعت کے ماتحت دسواں حصہ دینے کا قانون بنا۔ Book of Jubilees (xiii. 25-27) میں ابرام کا دسواں حصہ دینے کا

حصّہ) دیتا ہے اور صدوم کے بادشاہ کے ساتھ جو ایک دنیاوی آدمی تھا اور جسے ابرام کی خود انکاری پر شک تھا۔ ابرام نے قسم کھا کر اُس کے ہاتھ سے تحفہ لینے سے انکار کیا۔

اِن واقعات کے بعد خداوند کا کلام رویا میں ابراہیم پر اُترا اور کہا اَے ابرام تو مت ڈر۔ مَیں تیری سپر[1] اور بہت بڑا اجر ہوں[2]۔ (۱۵ : ۱) "خداوند کا کلام اُترا" کا محاورہ تورات میں اور کہیں نہیں ملتا۔ صرف نبیوں کو ہدایت [illegible] کرتے وقت اس کا استعمال ہوا ہے۔ پیدائش ۲۰ : ۷ میں ابرام کو نبی کہا ہے "مابعد زمانہ کی تواریخ میں خداوند کا کلام نازل ہوتا رہا۔ بعض اوقات بہت عرصہ کے بعد۔ لیکن ہمیشہ اُس وقت جب لوگوں کو اُس کی ضرورت واقع ہوئی۔ یہاں تک کہ آخر کار کلام مجسّم ہوا اور ہمارے درمیان رہا"۔ Dodo Genesio p 134۔ ابرام کے اُوپر کلام برمحل نازل ہوا۔ وہ گذشتہ حملوں میں کامیاب ہوا۔ لیکن ممکن تھا کہ وہ زبردست بادشاہ کیدرلاعمر کچھ عرصہ بعد اپنا انتقام لیوے اور تازہ حملہ کر کے اپنی شکست کی بےعزتی کو دھووے۔ ابھی ابرام کا وارث پیدا ہونے میں دیر تھی وہ اب تک بےاولاد تھا[3] اور ایک غلام زادہ وارث تھا۔ پہلا خوف تو اِن شفقت آمیز

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۹۔ ذکر ہے اور پھر یہ کہ "انکو خداوند نے ہمیشہ کیلئے مقرر کیا کہ لوگ دے کاہن کو دیا کریں۔ [1] زبور ۱۸ : ۲۵ ابانذار کی پناہ کامل اور مضبوط ہے اور لوتھر کہتا ہے کہ "ہمارا خداوند ایک یقینی پناہ گاہ اور قابل اعتبار ڈھال اور تلوار ہے"۔

[2] یا "تیرا بہت بڑا اجر ہوگا"۔ [3] اسرائیلیوں میں بےاولاد ہونیکا بہت بڑا خیال ہوتا تھا

الفاظ سے ہلکا ہوا کر "میں تیری سپر ہوں" اور دوسرا کثیر التعداد نسل کے ہونے کے وعدے سے۔ تب خدائے قادر ابرام کو تارے بھری رات میں باہر اکیلا لے گیا اور کہا کہ آسمان کو دیکھ اور ان بے شمار ستاروں کو گن۔ دیکھو زبور ۲۲/۱۴ و ۴۴/۱۲ و یرمیاہ ۲۳/۱۳ ۔ انکا شمار اس قدر تھا۔ کہ وہ گن نہ سکا۔ اسی قدر اس کی نسل بھی ہوگی۔ ابرام نے خداوند کا یقین کیا۔ بلاشبہ اُس کے کلام پر بھروسہ رکھا "اور یہ اُس کے لئے راستبازی گنا گیا"۔ یہ بائیبل کی سب سے بڑی اور ضروری آیت ہے اور اسپر ذرا غور کرنا واجب ہے۔ مقدس پولوس کے اس تعلیم کی کہ انسان ایمان سے راستباز ٹھہرتا ہے یہ افضل دلیل ہے (رومی ۴/۱-۲۵) بعد زمانہ میں اسرائیلیوں کا علم الٰہی یہی تھا۔ کہ شریعت کی پوری تکمیل کا نتیجہ راستبازی ہے مُقدس پولوس بتاتا ہے کہ شریعت نازل ہونے سے پیشتر راستبازی ابرام سے منسوب کی گئی تھی۔ خداوند نے اُس کے سادہ ایمان اور فرمانبرداری کو منظور کیا (گلتی ۳/۶) اور (یعقوب ۲/۲۳) اُس کا بچوں کا سا بھروسہ فرمانبرداری اور محبت کے الٰہی قانون کی تکمیل گنا گیا۔ نہ اسپر دُنیا دی میں ابرام کو خدا سے متفق ہونے کی ہدایت ہوئی۔ اور یہ صرف ایمان سے ہوسکتا تھا۔ ایسے ایمان سے جو اگر خدا کی محبت کے ساتھ عمل میں آئے (گلتی ۵/۶) تو راستبازی کے پھل پیدا کرتا ہے (یعقوب ۲/۲۲) ابرام کا ایمان خدا قادر مطلق کی طاقت اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰۔ ہمارے باپ کا نام اُس کے گھرانے سے کیوں جاتا رہے اس لئے کہ اُس کا بیٹا نہیں ہے؟ (گنتی ۲۷/۴)

محبت پر قایم تھا اور وہ جان جو خدا کی سچائی اور طاقت اور نیکی پر تکیہ کرتی ہے وہ جان طاقت اور صلح اور خوشی حاصل کرتی ہے۔ بہت ضروری بات ہے کہ ہندوستانی پاسٹرون ایمان سے راستباز ٹھہرنے کی تعلیم کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور بہت ہوشیاری سے اسکی تعلیم دیں۔ کلیسیائے انگلستان کا یہ کہنا کہ یہ نہایت ہی شفابخش اور تسلی بخش تعلیم ہے بالکل درست ہے[1]۔ ایک مضبوط اور خالص اور صحیح اور سالم ہندوستانی کلیسیا کا تعمیر کرنا۔ لوگوں کو تاریکیوں سے نور میں لانا۔ غیرفانی روحوں کی بربادی سے نجات دینا اس ہمت اور زور اور اصرار اور وفاداری اور صفائی پر منحصر ہے جس سے کہ ہندوستانی پاسٹر ایمان سے استباز ٹھہرنے کی افضل تعلیم کا اعلان کرتے ہیں کیونکہ یہ شفابخش اور اطمینان بخش ہے؛

ذرا پھر ابرام کی طرف توجہ کریں۔ وہ ایک نشان چاہتا ہے[2] اور یہ اسکو بعض تمام دیا گیا۔ جبکہ خداوند نے اُسے یاد دلایا۔ کہ وہ اُسے کسدیوں کے اُور سے نکال لایا۔ تاکہ وہ زمین جس میں کہ وہ اب رہتا ہے اسکو دی جاوے تو ابرام نے کہا تھا "اے خداوند خدا[3] میں کیونکر جانوں کہ وہ مجھکو میراث ملیگی؟" یعنی اب تو جس زمین پر رہتا ہے کیا یہ وہی زمین نہیں ہے جسکا میں نے وعدہ

---

[1] دیکھو مسائل دین نمبر ۱۱۔

[2] ایسے ہی جدعون (قاضی ۶/۱۷) حزقیاہ (۲ سلاطین ۲۰/۸) کنواری مریم (لوقا ۱/۳۴)

[3] ادونائی یہوواہ۔ دیکھو باب ۱۵/۲ اور استثنا ۳/۲۴ و ۹/۲۶ توریت میں یہ نام صرف انہی موقعوں پر استعمال ہوا ہے جہاں خدا کے مشتمل نام استعمال ہوئے ہیں دیکھو نوٹ Cambridge Bible p 185.

کیا تھا کہ مجھکو دونگا ؟ - اور پھر اب تو نشان چاہتا ہے ؟) ابرام کو ایمان تھا کہ وُہ اس حقیقت کی بابت جو اُس وقت اُس کی آنکھوں کے سامنے موجود تھی - متشکّی ہُواؔ - یہ ممکن ہے کہ اُس کا پہلا خیال جاتا رہا ہو اور اسلیئے ایک نشان طلب کیا - تو بھی خدا نے اُس کی درخواست کو بخوشی منظور کیا - اُس زمانہ میں یہ دستور تھا کہ وعدوں اور کاموں کی تصدیق کسی رسم یا رسومات کے ادا کرنے سے کی جاتی تھی - اور یہ خدا کی مہربانی کا ثبوت ہے کہ وہ اس طرح اس عہد کو اپنے ضمن میں لینے کو راضی ہُوا " محبت نے انسان کی بہتری کو پُورا کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس میں ایمان کے کمزور ہونے اور شک کرنی کی گنجائش نہیں ہے" - (اب ایک رسم ادا کی گئی) قربانی کے لئے جانور اور پرندے چُنے گئے اور سوائے پرندوں کے سب کے دو ٹکڑے کئے گئےؔ - اور اُن کو دو قطاروں میں رکھا اور دونوں (یہوواہ اور ابرام) قطاروں کے درمیان سے گذرے - جس کا یہ مطلب تھا کہ اُن میں سے جو کوئی عہد کو توڑیگا - اُس کا ان جانوروں جیسا حال ہوگا - ابرام قطار کے درمیان سے گذرا - اور ایسے ہی خداوند بھی مثل ایک تنور یا بھٹی کے جس سے دھواں اُٹھتا تھا اور ایک جلتی مشعل کے"

ؔ ایسے ہی مُقدّس پطرس نے بھی نہ جانا - کہ جو کچھ ہُوا وُہ سچ ہے کہ ایک فرشتہ نے مجھکو رہائی بخشی بلکہ سمجھا کہ وُہ ایک رویا دیکھ رہا ہے (اعمال $\frac{12}{9}$)

ؔ لاوی قانون کے بموجب اُن پرندوں کے جو نذر کئے جاتے تھے ٹکڑے نہیں ہونے تھے - یرمیاہ نبی $\frac{34}{18}$ میں یہ حوالہ ہے کہ بچھڑوں کے دو دو ٹکڑے کئے اور اُن کے درمیان سے گذرے ؛

($\frac{۱۵}{۱۱}$) اسطرح عہد کی تصدیق ہوئی۔ بدشگون شکاری پرندے گوشت کے ٹکڑے لیجانے کو نعشوں پر جھپٹا مارتے تھے تاکہ اس رسم میں مخل ہو کے اُس کا مطلب باطل کر دیں۔ لیکن ابرام اُن کو ہنکاتا رہا[۵]۔ بعض کا خیال ہے کہ پرندے اسرائیل کے دشمنوں کی علامت تھے۔ خاصکر مصری اور رُوحانی معنوں میں وہ ہر چیز جو رُوح کو خدا سے الگ کرانے کی کوشش کرتی ہے اور اُس کے مہربان وعدے کو انسان سے علیحدہ کرتی ہے۔ آخر رات آئی اور ابرام پر نیند کا غلبہ ہوا[۶]۔ الہٰی رویا اور رات کی بڑی تاریکی کی ہیبت اُس پر طاری ہوئی۔ جو شاید اس حقیقت کا نشان تھا کہ اسکی اولاد مصیبتوں میں مبتلا ہوگی وہ مصر میں اجنبی ہوگی اگرچہ آخر کار وہ بہت مال اور دولت لیکر وہاں سے نکلی (خروج $\frac{۱۲}{۲۵، ۳۶ و ۴۱}$)۔

کیوں وعدہ کی زمین میں دخلیابی کو اتنی دیر لگ رہی تھی؟ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ "اموریوں کے گناہ اب تک پورے نہ ہوئے تھے۔" ($\frac{۱۵}{۱۶}$) [علاوہ]

---

[۵] Apocalypse of Abraham - (xii-xvi) میں یہ ذکر ہے کہ پرندے سے مُراد گرا ہوا فرشتہ عزازیل نے اُس کا ارادہ اُسوقت ابرام کو بہکانے کا تھا۔ ابرام نے عزازیل کو ہنکایا اور اپنے خدمتگار فرشتہ کے ساتھ ایک فاختہ کے بازوؤں کی مدد سے (جس کے ٹکڑے نہیں کئے گئے تھے) اُوپر اُڑ گیا۔

[۶] آدم پر بھی ایسی نیند کے آنے کا ذکر ہے ($\frac{۲}{۲۱}$) دیکھو اسموئیل $\frac{۲۶}{۱۲}$ یسعیاہ $\frac{۲۹}{۱۰}$۔

اس کے دیکھو پیدائش $\frac{۱۲}{۱۳}$ - احبار $\frac{۱۸}{۲۵}$ - استثنا $\frac{۹}{۵}$ - اموریوں سے مطلب کنعانی لوگوں سے ہے۔ یہ خدا کی برداشت کی ایک مثال ہے ان کو توبہ اور زندگی سدھارنے کیلیئے وقت ملتا ہے اور ابرام اس سے یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ "اور لوگوں کے حقوق کی بھی اپنے حقوق کی طرح حفاظت کرنا چاہیئے اور انصاف یہ ہے کہ مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ پیشتر بھی اموریوں کی زمین اُنکی اولاد کو نہیں ملسکتی" Dodo & eneaiop143 - یکایک یہ تاریکی خدا کی حضوری سے جو ذبح کئے ہوئے جانوروں کے درمیان سے گذرا روشن ہوگئی - خدائے قادر اپنے بندہ کے نزدیک آیا - اور اُس عہد کے ساتھ جس کی ابھی تصدیق ہوئی تھی - خدانے ابرام کا دوست اور محافظ ہونے کا بھی وعدہ کیا - اور صرف اسی اکیلے کا نہیں کیونکہ یہ تو اُس ہمیشہ کی برکت کا درمیانی تھا - جس کی رُو سے خدا نے ابرام کو اپنے عہد میں شامل کیا تھا - بلکہ اس دوسرے عہد میں یہ بات تھی کہ "میں تیری نسل کو یہ زمین مصر کے دریا سے اُس بڑے دریا فرات تک دے دونگا" سلیمان کے عہد حکومت میں سلطنت اسی قدر وسیع ہوگئی تھیلہ - کسی اور زمانہ میں اتنی نہیں ہوئی -

جو نظارہ ابھی گذرا اُس میں کئی مقابلے غور طلب ہیں - روشنی اور تاریکی تارے بھرے آسمان اور بڑی تاریکی کی ہیبت - ذبح کئے ہوئے جانور - اور لالچی کوّے اور رات کی تاریکی میں جلتی ہوئی مشعل - اسٹینلی (Stanley)

لہ ۱ - سلاطین $\frac{۴}{۲۱}$ ۲۰ تواریخ $\frac{۹}{۲۶۰۲۵}$ - زبور $\frac{۸۹}{۱۱}$ ٭

ان سے اسرائیل کے مستقبل اور ان کی تواریخ کا مقابلہ کرتا ہے "ایک بوٹا آگ میں روشن ہے مگر جلتا نہیں"۔ بادل اور آگ کا ستون۔ کئی اسرائیلیوں کا آگ کی بھٹی میں ڈالا جانا اور بغیر ضرر کے نکل آنا۔ اسرائیلی بقیہ کا جڑ تک کٹ جانا۔ لیکن پھر بھی باقی رہنا۔ جلا وطنی و غلامی و رہائی۔ ایک تنگ گھر لیکن وسیع سلطنت۔ بھوکے آوارہ اور ذلیل لوگ۔ پھر بھی صاحب ملک و میراث۔ اُسی ذات میں شریک جس میں کہ مصیبت اور فتحمندی۔ بھٹی کے دھوئے کی گہری تاریکی اور جلتی ہوئی اور چمکدار روشنی عجیب طور پر پوری ہوئیں ؛ The Jewish church 1885 ad. Vol.1.p.22.

باب ۱۶

ہاجرہ اور اسمٰعیل

سارَی کا ایمان کمزور ہے اور وہ خدا کے وعدے کو پورا ہونے کے لئے اپنی تجویز عمل میں لاتی ہے جس کے باعث گھرانہ مصیبت میں پڑا۔ کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اپنی تجویز گھڑنا سخت غلطی ہے لازم تو یہ ہے کہ اگر ہمارا بھروسہ خدا پر ہے تو ہم صبر سے انتظار کریں۔ اس نے اپنے خاوند سے کہا کہ میری مصری لونڈی ہاجرہ کو اپنی جورو کے لئے لے۔ یہ فعل اُس زمانہ کے دستور کے مطابق تھا۔ (پیدائش $\frac{۳۲}{۹،۲}$) جبکہ ہاجرہ کو بچے ہونے کی اُمید ہوئی۔ تو اپنی مالکہ کو حقیر سمجھنے لگی[۱]۔ اپنی لونڈی کے اس چال چلن

[۱] - فنینا اور حنا کا حال دیکھو (۱ سموئیل $\frac{۱}{۶}$)

کو دیکھ کر سرّی ابرآم پر بے فایدہ غصّے ہوئی۔ اور اسکو ملامت کرکے کہا۔ کہ "بے انصافی جو مجھ پر ہے تیرے ذمّہ ہے" غلطی سرّی کی تھی اور ابرآم اس الزام سے بری الذمّہ تھا۔ کیونکہ اُس نے صرف اپنی بیوی کا کہا مانا تھا۔ لیکن حسد کی رُوح انصاف پر غالب ہوتی ہے۔ ابرآم نے سوچا کہ یہ سرّی کی لونڈی ہے اور یہ جس طرح چاہے اُس کے ساتھ سلوک کرے۔ میرا اس میں کچھ دخل نہیں۔ لیکن چونکہ وُہ میری حرم کی مثل ہے اسلیئے اسکی حفاظت مجھ پر واجب ہے۔ سرّی نے مُطلق تحمل نہ کیا۔ بلکہ اُس پر اتنی سختی کی۔ کہ ہاجرہ بھاگ کھڑی ہوئی۔ سرّی نے خیال کیا کہ اسکے چلے جانے سے گھر میں چَین پڑ جائیگا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود سرّی کی ناراضگی کے ہاجرہ پھر واپس آئیگی۔ ہاجرہ اپنی غضبناک مالکہ کی حضوری سے اپنے دیس کی طرف بھاگ گئی۔ جبکہ وُہ جنگل میں پانی کے ایک چشمہ کے پاس ٹھیری تو ایک فرشتہ نازل ہُوا۔ اور اُس کا حال چال پُوچھا اور صلاح دی کہ اپنی مالکہ کے پاس واپس جائے۔ فرشتہ نے اُس سے وعدہ کیا کہ وُہ ایک بیٹا جنے گی۔ اُس کا نام اسمٰعیل ہوگا۔ جسکے معنی ہیں "خدا سُنتا ہے" اور اس نام سے وُہ یاد رکھیگی کہ خدا اُسکو بیابان کی تنہائی میں بھی نہیں بھولا۔ اُس کی نسل میں یہ وعدہ پُورا ہُوا۔ وُہ مضبوط اور آزاد جنگلی گدھے[1] کی مانند جو کسی کے بس میں نہیں رہ سکتا۔ ریگستان میں اپنی

[1] ایوب ۳۹/۵ یہ محاورہ بُرے معنوں میں نہیں ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ عرب کے بدوی لوگوں کی آزادی مثل جنگلی جانور کے ہے ؛

جنگلی زندگی بسر کریگا - ہر آدمی کا ہاتھ اُس کا مخالف ہوگا - وُہ اپنے دشمنوں کے سامنے بُود و باش کریگا - اور اُن سے تعلق رکھنے سے نفرت کریگا - عرب کی اصل نسل بدوی لوگ ہیں - فرشتہ چلا گیا - اور تب ہاجرہ نے معلوم کیا کہ مصیبت کے وقت خدا اُس سے ہمکلام ہُوا تھا - وُہ اپنی فکروں اور آزمائشوں سے واقف تھی" اُس کو کسی کی طرفداری نہیں[1]" اُس کی نظروں میں لونڈی اور بی بی دونوں کی شخصیت ایک ہے اور وُہ دبانے والی بی بی کی طرف نہیں بلکہ دبی ہُوئی لونڈی کی طرف متوجہ ہوتا ہے" Dods Genesis p.156. ہاجرہ نے خداوند کا جو اُس سے ہمکلام ہُوا تھا - نام لیا اور کہا کہ "اے خدا تو مجھ پر نظر کرنیوالا ہے کیا مَیں یہاں دیکھنے کے بعد دیکھتی ہوں؟" Speakers Commentary Vol i. p118 - ($\frac{16}{13}$) اس مشکل آیت کے یہ معنی معلوم ہوتے ہیں - "تو ایسا خدا ہے جو سب چیزوں کو دیکھتا ہے اور کیا مَیں خدا کو دیکھنے کے بعد بھی زندہ ہوں اور دیکھتی ہوں؟ اُس کنوئیں کا نام بیر لحی روئی ہُوا یعنی رویا کے بعد زندگی کا کنوأں - خدا کی رویا دیکھنے کے بعد زندگی کا باقی رہنا"

باب ۱۷
عہد کا نشان

---

[1] زبور نویس کے خیالوں کا مقابلہ کرو - زبور $\frac{56}{5}$ - $\frac{139}{2، 3}$ ‌ؔ

اسمٰعیل کی عمر اب تیرہ[۱۳] برس کی ہو گئی اور اس عرصہ میں خدا کا ابرام کے ساتھ
وعدہ وغیرہ کا کوئی نشان نظر نہیں آتا۔ اُسکو اس کا تعجب ہوگا۔ اسکو ایمان
اور صبر سے منتظر رہنا سکھایا گیا تھا۔ آخرش خداوند ظاہر ہوا اور کہا "میں
خدائے قادر (ایل شدائی) ہوں۔ تُو میرے حضور میں چل اور کامل ہو۔ اور
میں اپنے اور تیرے درمیان عہد کرتا ہوں کہ میں تجھے نہایت بڑھاؤنگا"
(۱۷/۱و۲) موسیٰ کو کہا گیا تھا کہ خدا بزرگان قوم پر اسی نام سے ظاہر ہوا۔ نہ کہ
یہوواہ کے نام سے (خروج ۶/۳) غالباً خدائے قادر (قدرت والا) کا یہ
عام نام تھا[له]۔ بلعام پر اس نام سے ظاہر ہوا۔ علاوہ اِس کے ایوب کی
کتاب میں اکتیس[۳۱] جگہ یہی نام آیا ہے۔ اِس کے مصدر کی نسبت ٹھیک
معلوم نہیں ہے۔ لیکن اس وقت اُس وعدے کے متعلق جو ابرام اور
سری سے کیا گیا تھا۔ اور ایسے وقت میں جو انسانی خیال کے بموجب ایک انہونا
فعل تھا۔ یہ نام نہایت موزوں ہے۔ ابرام کو حکم ہوا۔ کہ وہ خدا کی حضوری میں
سچائی اور پرہیزگاری کی چال چلے اور ہمیشہ خیال رکھے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے اور
کرتا ہے خدا کی حضوری میں کہتا اور کرتا ہے۔ عہد کی ایک شرط کا ذکر اگلے باب
میں زیادہ تفصیل کے ساتھ ہوا ہے کیونکہ وہاں لکھا ہے کہ "ابرام اپنے بیٹوں
اور اپنے بعد اپنے گھرانے کو حکم کریگا۔ کہ خداوند کی راہ کی نگہبانی کرکے عدل
و انصاف کریں۔ (۱۸/۱۹) بیشمار اولاد ہونے کا از سر نو وعدہ کیا گیا۔ اور

له عربی میں الجبار سے مقابلہ کرو یعنی زور آور۔ خدا کے محمدی ۳۹ ناموں میں سے
یہ بھی ایک نام ہے اور اُنکے نزدیک اعلیٰ درجہ کا نام ہے سورہ الاعراف ۷: ۱۷۹:

اس کا نشان یہ دیا گیا کہ اس کا نام اب سے ابرآم نہیں بلکہ ابراہام ہوگا۔ یعنی بہت قوموں کا باپ۔ اسکی نسل سے اسرائیل کے بارہ فرقے۔ اسمٰعیلی اور ادومی پیدا ہوئے۔ لیکن رُوحانی معنوں میں وُہ اُن تمام ایمانداروں کا باپ ہُوا جو مسیح میں "ابراہام کی نسل اور وعدے کے مطابق وارث ہیں" (گلتی ۳/۲۹) سرَی کا نام بدل کے سرّہ (شہزادی) ہُوا۔ کیونکہ اُس سے بادشاہوں کی نسل پیدا ہوئی۔ عہد کے نشان کی خاطر ختنہ کا قدیمی دستور عمل میں آیا۔[ع۱]

اس رسم کا پورا کرنا تمام اسرائیلیوں اور اُن کے متعلقین پر فرض اور واجب تھا" لیکن اجنبیوں کی نجات کے لئے ضرور نہ تھا۔ جو اگرچہ حقیقی خدا کے مُقر تھے پر اپنے ایمان کا ظاہری اقرار کرنا لازم نہ سمجھتے تھے نعمان اس سے مستثنےٰ رہا (۲ سلاطین ۵) اس طرح ہر مسیحی عہد کے نشان اور مُہر سے جو بپتسمہ ہے اختلاف رکھتا ہے کیونکہ یہ فرض نہ صرف ایک قوم یا ایک قسم کے لوگوں پر واجب ہے لیکن آسمان کے تلے ہر قوم کے ایمان لانے والوں پر واجب ہے۔ ایسے موقعوں پر اسکے روحانی معنی یہ ہوتے ہیں " اپنے دلوں کا ختنہ کرو" (استثنا ۱۰/۱۶)

"ختنہ وہی جو دل کا ہے اور رُوحانی ہے نہ کہ لفظی" (عبرانی ۲/۱۹) سبت

جب سرّہ سے بیٹے ہونے کا وعدہ کیا گیا۔ تو ابراہام ہنسا۔ اور جو دعا اُس نے اُس وقت اسمٰعیل کے حق میں کی۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وُہ

ع۱ ناموں کا بدلنا عہد کی مُہر تھی خاص کر ابراہام اور سرّہ کے لئے۔ ختنہ کی رسم خاص وعام تھی اور تمام قوم سے نسبت رکھتی تھی۔

بے اعتقادی کا ہنسنا تھا۔ برخلاف اس کے بہت سے ربیّوں اور مسیحی آبادئیں کا خیال ہے کہ یہ تعجب اور خوشی کی ہنسی تھی اور کہتے ہیں کہ ہمارے خداوند کے ان الفاظ کا یہی مطلب تھا۔ جب اُس نے کہا۔ "تمہارے باپ ابرآہام نے میرے دن دیکھے اور خوش ہُوا" (یوحنا ۸:۵۶) پیدا ہونے والے بیٹے کے نام میں اِس بھید کی طرف اشارہ ہے۔ اُس کا نام اسحاق (یعنی ہنسنا) ہوگا۔ اور ان الفاظ کی تشریح "کاش کہ اسمٰعیل تیرے سامنے زندہ رہے" کا دارومدار اُس خیال پر ہے جس میں کہ ہم ابرآہام کے ہنسنے کو لیتے ہیں اگر یہ ہنسنا اُس کے ایمان کی کمی کی وجہ سے ہے تو اُسکی منشاء تھی کہ اگرچہ کوئی بھی وارث نہ ہو تو اتنا ضرور ہو کہ خدا مہربانی کر کے اسمٰعیل کو یاد رکھے کہ وہ ایک ورثہ پائے۔ خدا نے یہ دُعا سُنی اور اسمٰعیل کو برکت دینے اور بڑھانے کا وعدہ کیا۔ اُس سے بھی بادشاہ پیدا ہوں گے۔ اس کے بعد ابرآہام نے حکم کی تعمیل کی اور اُس نے اور تمام متعلقین نے ختنہ کرایا۔ اسمٰعیل عہد سے باہر رہا۔ لیکن گھر کا ممبر ہونے کی حیثیت سے اِس رسم کا مطیع ہُوا[1]۔

---

[1] مسلمین میں سات اور بارہ یا چودہ برس کے درمیان ختنہ ہوتا ہے لیکن حکم پیدائش سے سات دن کے اندر اندر ہونے کا ہے۔

باب ۱۸

ابرہام کی سفارش سُدوم اور عمورہ کیلئے

ابرہام ممرے کے بلوطوں میں خیمہ ڈالے ہوئے دن کو گرمی کے وقت خیمہ کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اُسنے یکایک تین مسافروں کو آتے ہوئے دیکھا۔ اور اُن میں سے ایک کو جو سردار معلوم ہوتا تھا میرے خداوند (adoni) کے نام سے خطاب کیا اور اُس سے ملتجی ہوا کہ اسکی مہمان نوازی قبول فرمائیں۔ یہ کون تھے جو یکبارگی اِس طرح نمودار ہوئے؟ پہلی آیت میں لکھا ہے کہ خداوند (یہوواہ) ابرہام پر ظاہر ہوا۔ اور آیت بائیس ۲۲ میں لکھا ہے کہ یہ آدمی صدوم کی طرف گئے۔ ۱۹/۱ میں لکھا ہے کہ دو فرشتے صدوم میں آئے۔ ان مختلف بیانوں سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اُن میں سے دو فرشتے تھے اور تیسرا خود یہوواہ تھا۔ ذرا آگے چل کر یہ معاملہ بالکل صاف ہو جاتا ہے جب اُس نے کہا کہ اُس کو سرہ کے دلی خیالوں کا بھی علم ہے (۱۸/۱۴) ابتدائی کلیسیا کا یہ یقین تھا کہ یہ ظہور اور مکاشفہ ثالوث کا دوسرا اقنوم تھا۔ اور اُس دوسرے اقنوم کے مجسّم ہونے کا پیش نشان تھا۔ ابرہام نے مہمان نوازی کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ شائد ابرہام کو تعجب ہوا ہوگا کہ انہوں نے سرہ کا نام لیکر

له حبرون یہی ہے ٭

اُس سے گفت وشنید کی۔ بولنے والوں کے سردار نے اس سے یہ ظاہر کیا۔ کہ اسکو اس بات کا پورا علم ہے کہ وُہ (ابرآہام اور سرؔہ) بے اولاد ہونے کی وجہ سے بہت فکرمند رہتے ہیں اور یہ اعلان کیا کہ "میں خاص وقت پر پھر آؤنگا اور سرہ کو ایک بیٹا ہوگا"۔ سرؔہ خیمہ کے اندر سے یہ تمام گفتگو سُن رہی تھی۔ یہ سنکر وُہ ہنسی (خاموشی میں) اور دل میں کہا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ لیکن مہمان نے جس نے کہ اب اپنے کو یہوؔاہ ظاہر کیا۔ اُسکے دل کے خیالوں کو سمجھ کر اور یہ معلوم کر کے کہ وُہ واقعی ہنسی کہا۔ "کیا خداوند کے نزدیک کوئی بات مشکل ہے"؟ (اِس میں تعجب کی کیا بات ہے؟) اُس نے کہا کہ سرؔہ کو ایک بیٹا ہوگا۔ اُس سے سرؔہ کے شکوک رفع ہو گئے اور ایمان نے زور پکڑا۔ اسکو برکت ملی۔ کیونکہ "اُس نے وعدہ کرنے والے کو سچا جانا" (عبرانی ۱۱/۱۱)

اِس مُلاقات میں آلٰہی مقصد پنہاں تھا۔ اس میں خداوند کو ابرآہام پر صدؔوم اور عمورؔہ کے معاملہ میں اپنا ارادہ ظاہر کرنے کا موقعہ ملگیا۔ "کیا جو میں کرتا ہوں ابرآہام سے چھپاؤں؟" یہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خداوند اس شخص کی قدر کو جسے اُس نے اپنا دوست بنانا پسند کیا۔ جانتا تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ وُہ اپنے خاندان اور گھرانہ کی خداوند کی راہوں میں تربیت کریگا۔ اور عدل و انصاف کریگا۔ شخصی علم اور واقفیت بھروسہ اور محبت کی جڑ ہے ابرآہام اپنے ایسے ایمان سے راستباز ٹھیرایا گیا۔ جو پوری فرمانبرداری سے ظاہر ہُوا۔ معافی خدا کا انعام ہے اور انسان کو چاہیے کہ اسکو

حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اِس معاملہ پر ربّی ایک بڑی دلچسپ تمثیل بیان
کرتے ہیں۔ [۲] ایک بادشاہ کی دُلہن کو جہیز میں دُو جواہرات ملے۔ اور
اُس کے شوہر نے دو جواہرات اپنی طرف سے انعام دئے۔ ملکہ نے جہیز میں
ملے ہُوئے جواہرات کھو دئے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے بھی اپنے جواہرات
واپس لے لئے۔ جب اُسے کھوئے ہُوئے جواہرات مل گئے تو شوہر نے
بھی واپس دے دئے۔ اسیطرح اسرائیل کو اس عہد کے ساتھ ابرہام
سے دو جواہرات انصاف اور راستبازی ورثہ میں ملے تھے (پیدائش ۱۸/۱۹)
خدا نے اُن میں دو اور جواہرات یعنی پُرمحبت مہربانی اور رحم کا اضافہ کر
دیا۔ (استثنا ۷/۱۲) پر اسرائیل نے اپنے موروثی جواہرات کھو دئے
(عاموس ۶/۱۲) تو خدا نے بھی اپنے واپس لے لئے (یرمیاہ ۱۶/۱۳) جب
اسرائیل نے اپنے کھوئے ہُوئے جواہرات پھر ڈھونڈ لئے (یسعیاہ ۱/۲۷)
تو خدا نے بھی اپنے واپس دے دئے (یسعیاہ ۵۴/۱) ان چار جواہرات
یعنی انصاف۔ راستبازی۔ پُرمحبت مہربانی اور رحم سے اسرائیل کا
تاج بنا ہُوا ہے (ہوسیع ۲/۱۹)

2. Abrahams Studies in Pharisaism and the Gospels (First series) p. 147.

چونکہ ابرہام اس عہد کی رُو سے خدا کے ساتھ ایک تھا۔ اور اس سے
بڑے بڑے وعدے کئے گئے تھے اور یہ ایک بڑی قوم کا بانی تھا۔ اسلئے
اُسکی اسبیس بہتری تھی کہ خداوند کے اس سلوک کی نسبت سیکھے جو وہ مجرم

شہروں کے ساتھ کرنے کو تھا۔ خداوند کا اس قسم کا فعل عاموس ۳/۶ و ۷ میں بھی ظاہر ہے "کیا کوئی بلا شہر پر آوے اور خداوند نے اُسے نہ بھیجا ہو؟ یقیناً خداوند یہوواہ کچھ کام نہ کریگا مگر جس حال کہ وہ اپنا بھید اپنے خدمتگار نبیوں پر پہلے سے ظاہر نہ کرے"۔ رسم ختنہ کے ذریعہ اپنے اور اپنے گھرانے کو پاک کرنے کا یہ نتیجہ ہُوا۔ کہ یہوواہ اور ابرہام کی دوستانہ گفتگو ہوتی ہے۔ مسافروں کو آرام اور کھانے پینے کی ضرورت تھی لیکن اُن کا ابرہام سے ملاقات کرنا اس بات کو جانچنے کے لئے تھا۔ کہ ابرہام اُن کی حاجت رفع کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں۔ ان مسافروں نے سدوم اور عمورہ سے بھی ملاقات کی۔ لیکن اس ملاقات کا مدعا بالکل مختلف تھا۔ اب وہ اپنے مہربان اور خیالوں میں غرق شدہ مہمان نواز کے خیمہ سے اُٹھکر سدوم اور عمورہ کی طرف جانے کو تیار ہیں۔ خداوند نے کہا کہ میں خود جاکر وہاں کے حالات دیکھونگا۔ اور پوری واقفیت اور کامل انصاف سے کام لونگا۔ دونوں فرشتے چلے گئے اور ابرہام خداوند کے حضور کھڑا رہا۔ اور اپنی خوبصورت سفارشی دعا شروع کی۔ یہ نہایت جلیل القدر سفارش[1] ہے۔ کیونکہ وہ مجرم شہروں کے لوگوں کیلئے سفارش

---

[1] Strahan کہتا ہے کہ اس نے محبت سے دعا کی اسنے خدا کے جلال کی غیرت کے مارے دعا کی (۲۵/۱۸) اُسنے عاجزی سے دعا کی کیونکہ اُسنے اپنے کو خاک اور راکھ کہا (آیت ۲۷) مؤدبانہ دعا کی (آیات ۲۷ اور ۳۱) پُر اسرار دعا کی اپنی درخواست کو بار بار دُہرایا۔ کامیابی سے دعا کی۔ اگرچہ شہر برباد ہوا لیکن لوط بچگیا"۔

گذرتا ہے۔ اُسکے دل میں لوط کی سلامتی کا خیال ضرور ہوگا۔ لیکن اپنی درخواست میں اُس کا ذکر نہیں کیا۔ کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ ابراہام نے وہاں کے لوگوں کو دشمنوں کے حملے سے بچایا تھا۔ اور اسلئے اُن لوگوں سے خاص دلچسپی رکھتا تھا۔ اُسکی نظر خدا کے انصاف پر ٹکٹکی باندھکر غور سے دیکھ رہی تھی کیونکہ اِس میں لوط کی سلامتی تھی۔ اُس نے یہ بھی سیکھا۔ کہ خدا رحم کا خدا ہے اور وُہ لوگ جو خدا کے رحم کے ذرا بھی حقدار ہیں وُہ اُسے حاصل کرتے ہیں اور یہی وجہ تھی۔ کہ لوط اور اُس کا خاندان تباہی سے بچ گیا۔ اگر اُن شہروں میں صرف دس راستباز ہوتے تو شہر ہلاک نہ ہوتے۔ لیکن افسوس اتنی قلیل تعداد بھی نہ ملی۔ اُن کو چاہیئے تھا کہ "زمین[1] کے نمک" ہوں۔ کہ شہروں کو بچائے رکھتے۔ ابراہام ڈرتا تھا کہ سب برباد ہو جائیں گے۔ لیکن خدا نے لوط اور اُسکی بیٹیوں کو بچا لیا۔ شہر غارت ہوتے ہیں۔

شام کو دن چھپنے وقت دونوں شخص شہر میں داخل ہوئے۔ لوط بھی ابراہام کی طرح آؤ بھگت کرنے کو ہر وقت تیار رہتا تھا۔ لیکن ایک شرارت سے بھرے ہوئے شہر میں بُود و باش پسند کرنے کی وجہ سے اُن کے آرام اور سلامتی کا ذمہ وار نہیں تھا۔ پھر بھی حتے المقدور اُن کے ساتھ گیا اور یہ کہہ سُنکے کہ ایسے شہر میں باہر سڑک پر گذارنے میں سلامتی نہیں ہے گھر میں لے آیا۔ جب شہر کے لوگ بُری نیت سے گھر پر آئے

[1] یہ ہمارے خداوند نے شاگردوں کی نسبت کہا تھا۔ متی $\frac{5}{13}$ ۔

تو وہ ہمت باندھ کے باہر گیا اور اُن سے کہا کہ چلے جاویں۔ لیکن اُس کی جدوجہد ناکامیاب رہی اُس نے ایک تجویز[1] پیش کی جو ہر چند ناجائز قرار دی جا سکتی ہے لیکن مشرقی ممالک میں مہمان نوازی ایسا فرض سمجھا جاتا تھا۔ کہ ایسی تجویز کو بھی عیب نہ سمجھتے تھے جیسے کہ آجکل ہم سمجھتے ہیں اور اس واقعہ سے ہم یہ بھی سیکھتے ہیں کہ اُس زمانہ میں لوگوں کی نظروں میں مہمان نوازی کے حقوق کی تو قدر و وقعت تھی۔ مگر عورتوں کی نہ تھی اُس کو اپنی بیٹیوں کی حرمت قربان کر دینے میں بھی عذر نہ تھا۔ کتاب میں اسکا بہت ہی مختصر حال ہے لیکن لوط کے قصور اور نیکیاں[2] بغیر حاشیہ چڑھائے بیان کی گئی ہیں اور ہمیں صرف اس امر پر غور کرنا ہے کہ لوط پر ایک بُت پرست شہر میں اپنا گھر بنانے سے کیا کیا مصیبتیں گذریں۔ لوگ اپنی ضد پر اڑے رہے اسلئے فرشتوں نے انہیں مار کر اندھا کر دیا۔ اور لوط کو اندر گھسیٹ کر دروازہ بند کر لیا۔ صبح اُٹھکر فرشتوں نے لوط سے کہا۔ کہ نکل جانے میں دیر مت کر۔ اسکو نہیں معلوم تھا کہ سزا کس قدر جلدی ملیگی۔ اسلئے دیر لگا رہا تھا۔ فرشتوں نے لوط اسکی بیوی کی اور لڑکیوں کا ہاتھ پکڑ کر اُن کی جانیں بچانے کی خاطر شہر سے باہر کر دیا۔

---

[1] مقدس پطرس اسکو راستباز آدمی کہتا ہے۔ (۲ پطرس ۲/۷)

[2] بعض ابتدائی آباء (تاہ) مثلاً خرد سا ستم اور امبروز کہتے ہیں کہ لوط کا مہمان نوازی کی خاطر ایسی تجاویز کرنا کوئی قصور نہ تھا۔ لیکن آگستین کہتا ہے کہ اگر ہم لوگوں کو بڑے گناہوں سے روکنے کی خاطر چھوٹے قصور بھی کر دیں تو ہم گناہ کیلئے دور دور تک حکمرانی کرنے کو رستہ کھول دیتے ہیں۔

لوط کے دامادوں نے بھاگنا منظور نہ کیا۔ لوط اور اُسکے ساتھیوں کو شہر کے
باہر لے جاکر حکم دیا کہ پیچھے مڑ کر نہ دیکھیں لیکن بہت جلدی سلامتی کی جگہ
پہاڑوں پر بھاگ جائیں۔ شاید لوط شب گذشتہ کی فکروں سے تھکا ہوا تھا
اور جانتا تھا کہ تباہی سے بچنے کی خاطر وقت پر پہاڑوں پر نہیں بھاگ سکتا
یا شاید اُس جگہ کا پڑوس چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ جہاں ایک عرصہ تک رہ
چکا تھا اسلئے اُس نے درخواست کی کہ مجھے اس چھوٹے شہر میں ضغر میں
رہنے دیں۔ یہ ایک معمولی درخواست تھی اور اُن کو اسکی رعایت منظور تھی۔ ف
درخواست منظور ہوئی۔ لوط کو کہا کہ جلدی کر کیونکہ جبتک تو بھاگ نہ جائے
کچھ نہیں ہو سکتا۔ اسکی خاطر ضغر بچ گیا۔ ابرہام اور لوط کی دعا میں بڑا
فرق ہے۔ ابرہام نے اپنے لئے نہیں بلکہ شہروں کیلئے دعا کی جنکو اُس نے
چار بادشاہوں کے ہاتھوں سے بچایا تھا (۱۴ / ۱-۱۶) لوط وہاں رہتا تھا۔ اور
وہاں کے نو آدمیوں کی خاطر جو اُس کے داماد تھے اُس شہر کے دوستوں
اور پڑوسیوں کیلئے سفارش نہیں کرتا۔ بلکہ صرف اپنے بچاؤ کے لئے کرتا ہے
اُسکے ہم شہری غارت ہوں تو ہوں لیکن وہ خود سلامتی اور امن میں
رہے۔ وہ فراخدل ور فیاض دل ابرہام کی دعا منظور نہ ہوئی اور لوط کی
خودغرضی کی دعا بیکار نہ گئی "معلوم ہوتا ہے کہ بعض وقت خدا لوگوں سے

ف ایک عبرانی مفسر رشی کہتا ہے کہ لوط نے ضغر کا اسلئے اشارہ کیا کہ یہ چھوٹا شہر تھا اور اسمیں
چند ایک لوگ بستے تھے اور اسلئے انکے قصور بڑے نہ تھے اور اسلئے یہ بربادی سے بچکر ایک
محفوظ جگہ ہو سکتی تھی لیکن شاید بہتر یہ ہے کہ لوط کے الفاظ ظاہر کرتے تھے کہ یہ ایک معمولی
سی درخواست ہے!

نا امید ہو کر اُنکی خواہشوں کے سبب اُن کو ذلت اور خواری میں ڈال دیتا ہے
کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اُنہوں نے اپنے کو مصیبتوں کی برداشت نہ کرنے کے
قابل بنا لیا ہے اور اپنی رذیل خصلت کے تابع ہو گئے ہیں ایک ایسی ہوئی دعا
ہمیشہ موجب برکت نہیں ہوتی - بلکہ بسا اوقات باعث بربادی ہوتی ہے"۔
زبور ۷۸ اور اسکی ۲۵ و ۳۰ و ۳۱ آیات میں مذکور ہے۔ "جبکہ اُن کا کھانا
اُن کے مونہوں میں تھا تب خدا کا قہر اُن پر بھڑکا"۔ خدا نے اُن کی دعا سنکے
کھانا دیا اور پھر اپنا غضب دکھایا۔

سدوم اور عمورہ کی ہلاکت کا کام پورا ہو گیا۔ اسکے تمام باشندے اور
زمین پر کی تمام موجودات برباد ہو گئیں اور ان پر آگ اور گندھک برسی - اس
بربادی کا تصور اُس رال کی آتشزدگی سے ہو سکتا ہے جو اس کے آس
پاس پائی جاتی ہے[1]۔ اسکا اصلی سبب بالشکل کچھ ہی ہو۔ یہ بائیبل کے مختصر
بیان سے سمجھ میں نہیں آتا - لیکن بات یہ ہے کہ خدا اپنا انصاف پورا کرنے
کی خاطر ان طبعی اور قدرتی مادوں کو کام میں لایا جو وہاں موجود تھے۔
اس سے ابراہام کا ایمان مضبوط ہوا۔ اور لوط کو تربیت اور تادیب حاصل

---

[1] ذیل کی کتابوں میں اسکی نسبت دلچسپ کیفیت بیان کی گئی ہے:-
Camb. Bible p 215; Speaker's Commentary vol I. p 120; Dummelow's Commentary - p 19; 5. Smith's Dictionary of the Bible Vol. III. p 1338-1342.

ہوئی۔ اور صدوم اور عمورہ کا غارت ہونا ہر زمانہ میں سب لوگوں کے لئے عبرت انگیز
سبق ہوا۔ ان شہروں کی بربادی کا بائبل میں اکثر ذکر آیا ہے اس جگہ
اب کچھ نہیں اُگتا (استثنا ۲۹/۲۳) وہاں کوئی انسان نہیں رہتا۔ یہاں تک
کہ کوئی عربی بھی وہاں اپنا ڈیرہ استادہ نہیں کرتا (یسعیاہ ۱۳/۲۰ ؛
۴۹/۱۸) زرخیز زمین شور ہو گئی (زبور ۱۰۷/۳۴ صفنیاہ ۲/۹) اکثر جگہ
رال کے باؤلیوں اور راکھ کے ڈھیر کے نیچے پڑی ہوئی ہے (استثنا ۲۹/۲۳
۲/۹) شہر راکھ کا ڈھیر بن گئے (۲-پطرس ۲/۶) اسلئے دوسروں اور عیسائی لوگوں
کے لئے ان شہروں کی قسمت عبرت انگیز ہے[۱]

لوط کی جورو نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور نمک کا کھمبا بن گئی۔ فرشتوں
نے اُن کے دیر لگانے کے خطرہ سے فراست ہو کر اُن سے درخواست کی
کہ جلدی بھاگ جائیں۔ لوط کی بیوی نے نافرمانی کی جس کا نتیجہ مہلک
ہوا۔ وہ رکی اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور ہلاک ہو گئی۔ شاید خوف
کے مارے شل اور سُن پڑ گئی یا جیسا کہ ہم اپنے خداوند کے الفاظ سے معلوم
کرتے ہیں وہ اپنے گھر کی تمام چیزوں کو چھوڑنا نہیں چاہتی تھی[۲] ۔

---

[۱] قرآن میں انہیں اُلٹے ہوئے شہر کہا ہے سورۃ التوبہ ۹: ۷۰۔ سورۃ النجم ۵۳:
۵۳۔ سورۃ الحاقہ ۶۹: ۹۔

[۲] لوقا ۱۷/۳۲ اسکی حالت ان لوگوں کے لئے آگاہی ہے جو خطرہ میں مبتلا ہوں
کہ وہ اپنے دنیاوی مال کو بچانے کی خاطر اپنی جان بچانے میں دیر نہ کریں ورنہ جان بھی
اور مال بھی سب کچھ کھو بیٹھینگے یاد رکھیں کہ زمینی چیزوں کی خواہش اور عنقا لوگوں کی
بربادی کا سبب ہوتی ہے۔

کی بو۔ اور شعلہ زن راکھ کے سبب دم گھٹتا۔ اُسکے دلمیں اُسکے گھر کی آرائش زیورات اور ذخیروں کا خیال پیدا کر رہے تھے کہ نہ معلوم اُن کا کیا حال ہوگا۔ اِس ناقابل برداشت بربادی کا خیال کر کے وہ سکتہ کے عالم میں ہو گئی۔ اور بھاگنا بھول گئی" Dodo Genesis p. 195.

جونہی اُس نے مڑ کر دیکھا۔ مایوسی غالب آئی۔ گندھک سے دم گھٹ گیا۔ زمین اندر سے پگھلا ہوا نمک پھینک رہی تھی اور یہ نمک اُس پر جم گیا۔ اسکا دل دنیاوی چیزوں میں پھنسا ہوا تھا۔ اور یہی اسکی بربادی کا سبب ہوا۔ ہزارہا انسان کی یہی حالت ہے۔ کرٹز (Kurtz) اسکی نسبت یہ سخت فیصلہ دیتا ہے کہ "اس کے مڑ کر دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو اسکو الٰہی آگاہی پر شک اور کم اعتقادی تھی یا اس کا دل صدوم اور عمورہ کی عیش و عشرت میں پھنسا ہوا تھا۔ اور وہ ان بچانے والے فرشتوں کی دلی رضامندی سے مرید نہیں ہوئی تھی۔[1] لوط خدا کی حفاظت پر اب بھی اعتبار نہ کر کے ضغر میں رہنے سے ڈرا۔ شاید اسکو یہ خیال ہوا۔ کہ خدا اُسے بھی برباد کرنا چاہتا ہے اور میرے یہاں پناہ گزین ہونے کے سبب وہ پچھتاتا ہو۔ پس وہ میدان کے خطروں سے بہت دور پہاڑوں پر چلا گیا۔

لوط کی لڑکیوں کی بے شرمی کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید وہ

[1] مسلم روایت میں اسکو کافرہ اور بے ایمان کہا ہے اور یہ کہ لوط اسکو دیدہ و دانستہ صدوم ہی میں چھوڑ گیا اور صرف بیٹیوں کو ساتھ لے گیا۔ قصص الانبیاء صفحہ ۹۹ و ۹۷

یہ سمجھتی تھیں۔ کہ سوائے اُن کے اور اُن کے باپ کے باقی تمام نسلِ انسانی
مٹ گئی ہے اسی بنا پر خود ماسٹم اُن کی طرف سے معذرت کرتا ہے لیکن
اگسٹین کہتا ہے کہ "بہ نسبت اس کے کہ وہ ایسا شر انگیز فعل کرتیں۔ وہ
بے اولاد ہونے کو ترجیح دیتیں"۔ ممکن ہے کہ عبرانیوں کے دشمنوں موآبیوں
اور اموّنیوں کے وقت سے ہو دینا یہ ذکر چلا آتا ہو۔ لوط اب نظروں سے
غائب ہے اور ہم اس کا ذکر یہیں چھوڑتے ہیں ؛

باب ۲۰

ابراہام جرار میں

ان غضبناک واقعات کے بعد ابراہام نے پھر ملیا سفر اختیار کیا اور جرار کے
ملک میں رہا۔ یہاں یہ پھر وہی دھوکہ بازی عمل میں لایا جو مصر میں لایا تھا
(۱۲ / ۱۱-۲۰) اور اس حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی۔ کہ سارہ اس کی
جورو تھی۔ اور وجہ یہ بتائی۔ کہ ممکن تھا کہ لوگ اسکی جورو کی خاطر اس کو
مار ڈالتے۔ اپنی کمزوری میں وہ اپنی جان بچانے کی خاطر اپنی حرمت بیچنے
پر تیار تھا۔ ابی ملک پر جس میں نیکی اور بدی تمیز کرنے کی اخلاقی عقل
موجود تھی۔ خداوند کی جانب سے اس معاملہ کی حقیقت کھل گئی۔ اس
نے عالی ہمتی سے کام لیا اور سارہ کو فوراً ابراہام کے حوالے کر دیا۔ اگر

رویا میں معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ابرہام نبی ہے۔ اُس نے ابرہام کو اس دھوکہ
دہی کے لئے لعنت ملامت کی۔ اگر الہٰی رویا کے ذریعہ اسکو حقیقت
معلوم نہ ہو جاتی تو اُس کی قوم پر سخت آفت آتی۔
ابرہام کا عذر گو کمزور تھا۔ لیکن ابی ملک نے فراخ دلی سے اسکو
بھی قبول کر لیا۔ اور اسکے عوض میں کہ اُسنے غلطی سے اُسکی جورو کو
لے کر اپنی عزت پر بٹہ لگایا تھا۔ ابرہام کو تحفہ تحائف سے مستفیض
کیا۔ اُسنے سارہ کو طنزاً کہا کہ ابرہام تیرا بھائی ہے اور کہا کہ یہ
انعامات تیری آنکھوں کا پردہ ہوں گے۔ اس کنایتاً کہنے سے یہ مراد
ہے کہ یہ انعامات ایسے ہیں۔ کہ اگر کسی شخص کا کچھ نقصان ہوا ہو۔ تو
وہ ان انعامات کو لے کر اُس نقصان کو بھول جاے۔ ابرہام کی
دُعا قبول ہوئی۔ اور وہ آفت جس میں ابی ملک اور اُس کا گھرانہ
مبتلا تھا دفع ہو گئی۔ اس تمام قصہ میں ابی ملک کی عالی حوصلگی
اور فراخدلی ظاہر ہوتی ہے۔ یہ شاہ مصر سے بھی زیادہ عالی حوصلہ تھا
کیونکہ فرعون نے تو ابرہام کو اپنے ملک سے نکال دیا تھا۔ لیکن ابی
ملک نے اسکو اپنے ملک کے ایک حصہ میں رہنے کی اجازت دی۔

باب ۲۱
اسحاق کی پیدائش

اب سرہ کو بیٹے ہونے کا وعدہ پورا ہؤا۔ ابرہام نے اُس کا نام اسحاق[1] رکھا
جسکی مراد ہنسنے[2] سے ہے سرہ نے خوشی میں آکر کہا۔ خدا نے مجھے ہنسایا۔ اور
جنکو کبھی خیال نہ تھا کہ ایسا ہوگا۔ اب میرے ساتھ ہنسیں گے۔ دودھ چھڑانے
کے وقت بڑی ضیافت ہوئی اور سرہ نے دیکھا کہ اسمٰعیل ٹھٹھا کرتا ہے (۲۱/۹)
بہتر ہے کہ یہ کہا جائے کہ "کھیل رہا ہے"[3] اس کے یہ معنی ہوئے کہ لونڈی کے
بیٹے کا اپنے بیٹے کے ساتھ کھیلنا دیکھکر حسد پیدا ہؤا۔ لیکن ۱۹/۱۴ اور
۹/۲۴ میں ٹھٹھا ہی صحیح معنی دیتا ہے اسلئے اسکے یہ معنی ہوئے کہ جبکہ اسمٰعیل
نے ایک ذرا سے بچے کا دودھ چھڑانے پر اتنی بڑی ضیافت کا اُٹھانا
دھرنا دیکھا۔ تو وہ ٹھٹھا مار کے ہنسا" ابرہام اسحاق کے پیدا ہونے کی

---

[1] اسحاق کی خصلت کی بابت رائیل (Ryle) کہتا ہے کہ یہ صلح جو فرمانبردار
اور ذوق تھا اور خدا پر یکساں توکل رکھتا تھا جو ابرہام کے افضل ایمان اور یعقوب
کے اونی ایمان کی نسبت جو ترتیب پاتے پاتے خودغرضی سے پاک ہؤا متفرق تھا
Nostings D.B. Vol ii p 484.
اور ایوالڈ Ewald کہتا ہے کہ یہ ایک نیک دل باپ اور صابر اور غیر
ایذا پہنچانے والا شخص تھا یہ کسی خاص خدمت کیلئے کبھی نہیں بلایا گیا لیکن
ایک خاموش خانگی زندگی بسر کرتا تھا - H. 9. Vol. I, p. 341

[2] بعض دفعہ سخت رنج کے دباؤ کے بعد نہایت ہی خوشی ہوتی ہے زبور نویس اس
خیال کو بڑی خوبصورتی سے پیش کرتا ہے "خداوند جب وقت صیہون اسیروں کو
پھیر لایا اُسوقت ہم اُنکی مانند تھے جو خواب دیکھتے ہیں تب ہمارا منہ ہنسی سے بھر گیا
اور زبان گانے لگے (زبور ۱۲۶/۱، ۲)

خبر سنکر ہنسا تھا۔ سرہ نے اسکی خبر کا اعتقاد نہ کیا اور ہنسی تھی۔ اب اسمٰعیل ٹھٹھا مار کر ہنس رہا ہے"۔ اور شاید ستانیوالی رُوح میں جس کا پولوس رسول یہ ذکر کرتا ہے کہ جو "جسمانی پیدائش والا ہے رُوحانی پیدائش والے کو ستاتا ہے" (گلتی ۴/۲۹) ممکن ہے کہ یہ لڑکپن کا چھچھلپن تھا۔ لیکن سرہ ناراض ضرور ہوئی۔ اسکو اندیشہ تھا کہ وہ اپنے بچہ کی ہمسری نہ کرے۔ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ بھی اسحاق کے ساتھ میراث میں شریک تھا (۱۰/۲۱) وہ دیکھ رہی تھی کہ ابرہام اِس لونڈی کے بیٹے سے محبت کرتا ہے اور اسلیئے اپنے دل میں ٹھان لیا تھا کہ اسکے حقوق میرے بیٹے سے کبھی نہ ہونگے اور مصمم ارادہ کرکے ہاجرہ اور اسمٰعیل کو فوراً نکالنے کا بندوبست کیا۔ یہ بے رحمی کا فیصلہ تھا۔ "لونڈی اور اسکے بیٹے کو نکال" ابرہام کو اپنے پہلوٹے کے چلے جانے کا بہت افسوس ہوا۔ اُس نے خدا سے دعا کی تھی "کاش کہ اسمٰعیل تیرے حضور زندہ رہے۔ لیکن اپنی بیوی کی ضد اور بدگمانی کی وجہ سے اُس نے کچھ حجت نہ کی۔ تب خدا نے اُس پر ظاہر کیا۔ کہ یہ بات ہو کے رہیگی۔ تاکہ خدا کی تجویزیں پوری ہوں۔ اگرچہ اسحاق سے ابرہام کی نسل کہلائے گی۔ لیکن اسمٰعیل بھی لاوارث نہ ہوگا۔ اس سے بھی ایک بڑی قوم پیدا ہوگی۔ ماں اور بچہ کے لیئے بدرقہ (رستہ کی حفاظت) کا بندوبست نہ ہوا۔ صرف کچھ روٹی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۴۔ ؎ اکثر ترجموں میں آیا ہے "اسحاق کیساتھ کھیل رہا ہے"
؎ لونڈی کا بیٹا وراثت رکھتا ہے دیکھو پیدائش ۳۰/۳ ؛

اور ایک مشک پانی کی بھر کے ساتھ کر دی اور تب بیابان میں آوارہ پھرنے کو گھر سے باہر کر دیا۔ جب پانی خرچ ہو گیا اور لڑکا پیاس اور تھکن سے ہار گیا تو ماں نے خیال کیا کہ اب وہ مر جائے گا۔ وہ اُس کا آخری سانس دیکھنے کی برداشت نہیں کر سکتی تھی اسلئے اُسکو ایک جھاڑی کے تلے دھر دیا۔ اور الگ بیٹھ کے انتظار کرنے لگی۔ وہ رونے لگی اور لڑکا بھی تکلیف کے مارے چلانے لگا۔

تب خدا کا فرشتہ ہاجرہ کو تسلی دینے کے لیے ظاہر ہوا۔ اور اُس وعدے کو از سرِ نو بحال کیا۔ کہ اسمٰعیل کی نسل بہت بڑھے گی اور ہاجرہ کی آنکھیں کھولیں اور اُس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور اُس میں سے پانی نکال کے لڑکے کو پینے کو دیا۔ اسکی جان بچ گئی وہ بڑا اور مضبوط اور بہادر ہوا۔ اسکی ماں نے اُس کیلئے

ملہ دونوں ماؤں کی محبت ظاہر ہے ایک اپنے چھوٹے بچے پر جھکی ہوئی تبسم کر رہی ہے دوسری اپنے مرتے ہوئے بیٹے کے پاس دل توڑنے والی سسکیاں لے رہی ہے۔ خدا خوش ماں اور رنجیدہ ماں دونوں کے نزدیک ہے S.H.G. p.148

ملہ پیدائش میں ہر کہیں خدا کا فرشتہ آیا ہے ۱۶ باب میں جب ہاجرہ کا ابرہام کی بیوی ہونیکا ذکر ہے تب بھی خدا کا فرشتہ یعنی ابرہام کا معاہدی خدا ہاجرہ پر ظاہر ہوا اب اضحاق کے پیدا ہونے پر ہاجرہ اور اسکا بیٹا گھر سے بے گھر ہیں اور ابرہام کے خاندان اور عہد سے کاٹ ڈالے گئے ہیں تو جسموں کی روحوں کا خدا اور زمین کی حدوں کا خدا اُسپر ظاہر ہوا۔ Speakers Commentary Vol. I. p 137.

اپنے ہی ملک مصر کی لڑکیوں میں سے جورو تلاش کی۔

ابرآہام اور اسمٰعیل دونوں کی اسمیں بہتری تھی کہ ایکدوسرے سے جدا ہوجائیں[1]۔ ابرآہام ایک برگزیدہ قوم کا بانی ہونے کو تھا جس کا اثر روحانی اور افضل ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ اسمٰعیل سی طبیعت کا آدمی اُس کا لائق وارث نہ ہو۔ اور اسمٰعیل کیلیے بھی یہی بہتر تھا۔ اسحاق کی نسبت پیشخبری تھی کہ حقیقی وارث ہوگا اور اگر اسمٰعیل گھر میں رہتا۔ تو لازم ہے کہ مشکلات پیدا ہوتیں۔ اسلیے بہتر یہی تھا کہ وہ چلا جاوے اور اپنی زندگی میں اپنی جگہ آپ ڈھونڈے اس طرح سارہ کا غصہ اور حسد ہمیشہ کے لئے دور ہُوا۔

اب ایک بڑا خوشگوار موقع آتا ہے۔ شاہ جرار ابی ملک کیساتھ چند کنوئیں لینے کا بندوبست ہوتا ہے اور دونوں شخصوں کی روش قابل تعریف ہے۔ عہد معاہدہ پر قربانی کرنے اور قسم کھانے سے مُہرشت ہوئی اور اسلیے اُس جگہ کا نام بیرسبع کہلایا جس کے معنی سات کا کنواں ہیں۔ جو اُن سات

[1] مسلم قصہ یہ ہے کہ جب ہاجرہ اور اسمٰعیل چلے گئے تو ابرآہام اُن کے ساتھ مکے تک گیا جہاں بعد میں اُس نے کعبہ بنایا۔ اُن سے جدا ہوتے ہوئے وہ زار زار رویا۔ دونوں کے دونوں صفا اور مروہ پہاڑوں میں سات مرتبہ پانی کی تلاش میں اِدھر اُدھر پھرے پر پانی نہ ملا۔ اُنکی یہ مصیبت دیکھکر جبرائیل نے زمین پر اپنا پاؤں مارا اور ایک چشمہ ملا یہ آب زمزم تھا۔ قصص الانبیا صفحہ ۸۸-۸۹- صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا اور چاہ زمزم میں سے پانی پینا مکہ کے حج کی ایک رسم ہے Sell. F. I. p.p. 400-404-5 ۔

(کامل عنبر) اُن سینڈھوں کی طرف اشارہ ہے جو اُسوقت قربانی کئے گئے تھے اسکو قسم کا کنواں" بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہاں ابرہام نے ایک درخت لگوایا اور خداوند کا ہمیشگی کے خدا کا نام[1] لیا۔

جبکہ قدیمی اہل شام پانی کے کسی چشمہ کے نزدیک یا درخت کے نیچے یا اونچے پہاڑ پر عبادت کرتے تھے۔ تو اُس جگہ کو کسی معبود کا مقدس مکن خیال کرتے تھے۔ اُن کو چشمہ سے تازگی ملتی تھی۔ جنگل سے دل میں سنسنی اور اثر پیدا ہوتا تھا۔ اور پہاڑ کی چوٹی سے دہشت لگتی تھی۔ وہ چشموں میں نقدی پھینکتے تھے۔ درختوں پہ چیتھڑے لٹکاتے تھے اور پہاڑ کی چوٹی کو بھویا تیل سے مسح کرتے تھے ؛ Hel. Ideals p. 152

باب ۲۲ : ۱-۱۹

اِضحاق کو قربانی کیلئے نذر کرنا

مختلف طریقوں سے ابرہام کے ایمان کی آزمائش ہوئی۔ اب اُس کی فرماں برداری کے ذریعہ ایک اور دفعہ اور آخری مرتبہ اسکی آزمائش ہوتی ہے اُسکو حکم ہوتا ہے کہ ایک نہایت بیش قیمت قربانی کر۔ اپنے پیارے بیٹے کی

[1] وہ خدا جس کی ابرہام پرستش کرتا تھا یہاں اہل اولام ہمیشگی کا خدا کہلاتا ہے جو شاید افضل الوجود کا مقامی نام تھا۔ S.C. Vol 3 p 139

جان کی قربانی۔ عہد اور وعدہ کے بیٹے کی قربانی" یوں ہوا کہ خدا نے ابراہام
کو آزمایا[1] اور اسے کہا۔ اے ابراہام۔ وہ بولا کہ میں حاضر ہوں۔ تب اس
نے کہا کہ تو اپنے بیٹے ہاں اپنے اکلوتے[2] بیٹے کو جسے تو پیار کرتا ہے اضحاق کو
لے اور زمین موریاہ میں جا۔ اور اسے وہاں سوختنی قربانی کے لیے چڑھا"
(۲۲: ۱-۲) یہ ابراہام کا ایمان اور فرمانبرداری کی سب سے بڑی آزمائش تھی
اس کے لیے خدا پر تمام اور کمال بھروسہ رکھنے کی ضرورت تھی۔ ایسا بھروسہ
جس کا انجام راستبازی ہو اور ایسا ایمان جو خدائی عہد اور برکت کو اپنی طرف
کھینچ لے (۲۲: ۱۶-۱۸)[3]۔ خدا آدمیوں کو ان کی تعلیم اور اصلاح کیلئے آزماتا
ہے اور اسلئے بھی کہ یہ اگلی نسل کیلئے نمونہ ہوں۔ مقدس آگسٹین کہتا ہے
کہ "انسان اپنی روح کی بابت اس وقت تک بہت کچھ نہیں سمجھتا۔ جبتک

---

[1] خدا نے ابراہام کو آزمایا۔ مقابلہ کے لئے دیکھو یعقوب ۱: ۱۳ "خدا بدی سے نہ آزمایا جاتا ہے نہ کسی کو آزماتا ہے" لیکن رائل (Ryle) کہتا ہے کہ آزمانے کے لیے دیر پیہ انگریزی میں لفظ پرکھنا ہے۔ ابراہام کو خود خدا نے آزمایا۔ اور ایوب کو خدا کی اجازت سے شیطان نے آزمایا (ایوب ۱: ۱۱)

[2] اسمٰعیل گھر سے الگ کر دیا گیا ہے اسلئے وہ گنتی میں نہیں ہے۔

[3] ابراہام نے اس آزمائش کی اس خوبی سے برداشت کی جس سے اس واقعہ کا نہ صرف تواریخی حال ظاہر ہوتا ہے لیکن یہ بھی کہ اس قوم کے بزرگ کیلئے ایمان کی سخت آزمائش کی ضرورت تھی۔ اور جسکی ضرورت نجات کو حاصل کرنے کے لئے لازمی رکھی گئی ہے۔ Kiel quoted C. Vol 1. p. 468.

کہ اسکی طاقت نہ صرف لفظوں سے بلکہ کاموں سے پرکھی نہ جائے"
Speakers Commentary vol 1. p 140 - اہل شام کی اقوام
میں اُس زمانہ میں اکلوتے بیٹے کو قربانی چڑھانے کا عام رواج تھا۔ ابراہام
نے یہ بتادیا۔ کہ میں خدا کا فرمانبردار ہونے میں اُن غیر اقوام سے ہرگز کمتر نہیں
ہوں جو اپنے معبودوں کا حکم مانتے ہیں۔ ایک عام روایت کے بموجب جس کا
ذکر مورخ نے کیا ہے کوہ موریا اور یروشلیم ایک ہی جگہ ہے (۲ تواریخ ۳ ب ۱)
اور اسیفس یوسیفس کہتا ہے کہ یہودیوں میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ بعد میں ہیکل
اُسی جگہ تعمیر ہوئی تھی۔ جس جگہ ابراہام نے اسحاق کو قربانی چڑھایا تھا۔
لیکن اس میں شک ہے کہ یہ واقعہ یروشلیم میں کسی پہاڑ پر گذرا ہو سامری
کا دعوےٰ ہے کہ وہ پہاڑ گرزیم ہے۔ اور سٹینلی کا بھی یہی خیال ہے مسلم کہتے
ہیں کہ اسحاق نہیں بلکہ اسمعیل کہ مکے نزدیک کوہ عرفات پر قربانی ہوا تھا
یہ سو ختنی کی قربانی صرف خدا کے لئے مخصوص تھی۔ یہ کفارہ کی قربانی تھی۔
(پیدائش ۸ ب ۲۰۔ احبار ۱ ب ۴۔ ایوب ۱ ب ۵) ہمیں نہیں معلوم کہ یہ حکم سنکر
ابراہام کے دل پر کیا کیا گذرا ہوگا۔ لیکن اسکے فعلوں سے ظاہر ہوتا ہے
کہ وہ خوشی سے حکم ماننے کو تیار تھا۔ عبرانی ۱۱ ب ۱۷ میں ہم پڑھتے ہیں۔"
ایمان ہی سے ابراہام نے آزمایش کے وقت اسحاق کو نذر گذرانا اور
جس نے وعدوں کو سچ مان لیا تھا۔ وہ اس اکلوتے کو نذر کرنے لگا جسکی

---

۱ میکاہ نبی نے اسپر ملامت کی ہے (میکاہ ۶ ب ۷) ۲ تواریخ ۲۸ ب ۳ میں ہم
پڑھتے ہیں کہ شریر بادشاہ آخز نے یہ قربانی کی تھی۔

بابت یہ کہا گیا تھا کہ اسحاق ہی سے تیری نسل کہلائیگی کیونکہ وہ سمجھا کہ خدا مردوں میں سے جلانے پر بھی قادر ہے۔ چنانچہ انہیں میں سے تمثیل کے طور پر وہ اُسے پھر ملا" اور ابرہام نے اپنے دو جوانوں کو یہ کہا تھا کہ "تم یہاں ٹھہرو اور ہم عبادت کرکے پھر تمہارے پاس آتے ہیں۔" (۲۲/۵) اُس کے دل میں اس امید کی شعاع چمک رہی تھی کہ اُس کا بیٹا معجزانہ طور پر پھر اُس کو مل جائیگا۔

علی الصبح وہ دو جوان آدمیوں اور اسحاق کو لیکر خدا کا حکم بجا لانیکو روانہ ہوا۔ لکڑیوں کا بھاری بوجھ اسحاق پر لدا تھا اور وہ خوفناک چھری اور آگ باپ کے ہاتھ میں تھی۔ لڑکے نے قربانی کی یہ سب تیاریاں دیکھ کر دریافت کیا کہ "سوختنی قربانی کے لئے برّہ کہاں ہے"؟۔ اور باپ سے یہ جواب سُنکر کہ "خدا برّہ کی تجویز آپ کریگا" خاموش ہوگیا۔ جب قربانی کی تیاری ہوگئی تو اسحاق کو باندھا۔ پر اُس نے مقابلہ نہ کیا۔ اس معاملہ میں اوس کا حقیقی نشان تھا جو "دکھ پاکر دھمکاتا نہ تھا۔ بلکہ اپنے کو سچے منصف کے حوالے کر دیا تھا۔" (۱ پطرس ۲/۲۳) آخری لمحہ پہ پیشتر اس سے کہ چھری پھیری جائے۔ خداوند کے فرشتہ نے ظاہر ہوکر ابرہام کو آواز دی۔ کہ لڑکے کی جان چھوڑ دے کیونکہ اب خدا نے جان لیا کہ اس بڑی قربانی چڑھانے کے ذریعہ اور اس فرمانبرداری سے یہ ظاہر ہے۔ کہ ابرہام فی الواقعہ خدا سے ڈرتا تھا۔

ایک مینڈھا نزدیک ہی جھاڑی میں اٹکا ہوا دکھائی دیا۔ اور قربانی کی جگہ کام آیا۔ ابرہام نے اس جگہ کا نام یہوواہ یری[1] رکھا۔

[1] دو اور مذبحوں کے نام ہیں جو یہوواہ لفظ کے ملانے سے بنے ہیں۔ عمالیقیوں کو

خداوند مہیا کریگا یا دیکھیگا۔ ابرہام کا یہ کہنا کہ خدا برہ کی تجویز آپ ہی کریگا (آیت ۸) پورا ہوا۔ یہ خداوند کے محافظ ہوں ۔ برابر دیکھتے رہنے اور خیال و فکر رکھنے کی دلیل ہے۔ ابرہام نے الٰہی فضل کی معرفت وہ زبردست فتح حاصل کی۔ جو ایمان سے حاصل ہوتی ہے۔ اس سے اسکو تگنی برکتیں ملیں۔ جو ان سجدہ الفاظ سے شروع ہوتی ہیں۔ خداوند نے کہا کہ "میں نے قسم کھائی ہے" ۱۔ بیشمار نسل - ۲۔ دشمنوں پر حکمرانی اور ۳۔ تمام نوع انسان کے لئے خوشی کا باعث۔ پس اس سفر کا انجام جو اس نے فرمانبردار ہو کے اختیار کیا تھا۔ اگرچہ انہیں پدری رنج ملے ہوئے تھے خوش ہوا۔ اور ابرہام اور اضحاق جو ابرہام کے ہمراہ بیئرسبع کو واپس چلے گئے۔ اس واقعہ کے وقت لازم ہے کہ ہم اُس رسم و دستور کو مدنظر رکھیں جو ابرہام کے زمانہ میں مروج تھا۔ بیٹے کو قربانی کر دینا اُس زمانہ کے لوگوں کے لئے ایسا خوفناک نہ تھا۔ جتنا اب ہمارے لئے ہے۔

اہل فلسطین کے لئے یہ بڑا عجیب معاملہ تھا۔ کہ بجائے اس کے کہ خدا اضحاق کو قربانی ہونے دیتا۔ اسنے اسکو قربان ہونے سے روکدیا[1]۔ اس قربانی میں خاص بات یہ ہے کہ ابرہام نے اپنی مرضی کو خدا کے حوالہ کر دیا۔ اور ایسی کامل قربانی خدا کو منظور ہے اگرچہ ابرہام کو اس حکم کی وجہ نہ معلوم ہو لیکن

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۱ شکست دینے کے بعد موسیٰ نے ایک مذبح بنایا اور اُس کا نام یہوواہ نسی ۔ یہوواہ میرا جھنڈا ہے رکھا (خروج ۱۷/۱۵) جدعون نے مذبح بنا کے یہوواہ شلوم۔ یہوواہ صلح ہے نام رکھا (قاضیوں ۶/۲۴)

[1] انسانی قربانی پر دیکھو عجیب حال C.B.p 241۔

اسکو یہ یقین تھا۔ کہ خدا کی تجویز خردمندی ہے اور خالی از حکمت نہیں ہے۔
فیبر Faber کہتا ہے۔ کہ اگر خدا کی شیریں مرضی ہو۔ تو جو بات کہ
سراسر غلط معلوم ہوتی ہے وہ بھی درُست ہو جاتی ہے۔

ہم اس سے ایک بڑی اصولی بات یہ سیکھتے ہیں کہ خود نثاری۔ اپنی
مرضی کو بالکل خدا کی مرضی کے تابع کر دینا۔ خدا کے لئے قربانی چڑھانے کا
ایک نہایت ہی اعلےٰ طریقہ ہے۔ اور انسانی قربانیاں جو اُس زمانہ میں
عام تھیں ہمیشہ کے لئے موقوف ہو گئیں۔ "خدا کا ارادہ یہ تھا کہ حقیقی
اور غیر حقیقی قربانی کے درمیان امتیاز کر دکھائے اور اِس حقیقت پر
زور دے کہ انسانی زندگی کو خدا کی نذر کرنا چاہیئے اور سچائی کی اُس نفرت
انگیز کجی کو جو بُت پرستوں میں صورت پکڑ گئی تھی۔ ردّ اور باطل کر دے"۔

بعض لوگوں کے دلوں میں اضحاق کی قربانی کی نسبت کچھ مشکلات
پیدا ہو سکتی ہیں۔ سٹینلی کہتا ہے کہ اگر واقعی کچھ مشکلات ہوں تو شاید
چند ہی ایسی ہونگی جو اِس بیان کی رقت آمیز اور بلند پرواز روح کے
مقابلہ میں ٹھہر سکیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ہم انصاف کو کام میں لاویں۔
اِس بیان کے آغاز کو انجام سے اور انجام کو آغاز سے جدا نہیں کر سکتے
اور کل حال پر غور کرتے وقت یہ لحاظ رکھیں کہ اس کا اصلی مقصد کیا تھا"
Jewish Church Vol. i. p. 43. ایمان کے اس اعلےٰ
درجہ کے کام میں ابرآہام یہ ظاہر کرتا ہے کہ کس طرح جوں جوں اُس کی زندگی

Adeney, in Hebrew Ideals p. 162. ؎

گذرتی گئی۔ ویسے ویسے اُس کا ایمان زیادہ زیادہ مضبوط ہوتا گیا
اُن وعدوں کی تکمیل کے لئے جو خدا نے ابراہام سے کئے تھے اضحاق کے
زندہ رہنے کی ضرورت تھی اور ابراہام کو یہ یقین کامل تھا کہ خدا انہیں کسی
نہ کسی طرح ضرور پورا کریگا۔ خواہ اضحاق کے گلے پر قربانی کی چھری چل
ہی جاتی اور وہ مر ہی جاتا۔ ڈیلیش ۔ ۔ ۔ Delitzsch
کہتا ہے کہ جس قدر سال سال گذرتے گئے اُس کا ایمان زیادہ مضبوط
ہوتا گیا۔ ایمان میں فروتن بنکر اُس نے لوط سے جدا ہوتے وقت زمین پسند
کرنے کا معاملہ لوط پر چھوڑ دیا۔ ایمان میں مضبوط ہوکر اُس نے چار بادشاہ
کو مارا۔ ایمان میں مستقیم ہوکر باوجود ہر طرح کی مخالفت کے وہ وعدے
کی زمین پر رہا۔ ایمان پر بہادر ہوکر اُس نے خدا سے صدوم کی نسبت
سفارش کرنے کی جرأت کی۔ ایمان میں وفادار ہوکر وہ خدا کا حکم پاکر
سرہ کی مرضی بجالایا۔ اور اپنے بیٹے اسمٰعیل سے جدا ہوا۔ کاش کہ تمام
ہندوستانی پاسٹروں کا خدا اور اُسکی کلیسیا کے کام میں خدا کے ارادے
کی تکمیل کی خاطر ایسا ہی فروتن۔ مضبوط۔ مستقیم۔ بہادر اور وفادار ایمان ہو

باب ۲۳

سرہ کی وفات

اب وہ وقت آگیا کہ ابراہام اور سرہ ایک دوسرے سے جدا ہوں۔ یہ میاں

بیوی ایک عرصہ دراز تک آپس کی محبت میں گھٹے رہے اور اپنے گھروں اور
وطن سے الگ ہو کے ایک دوسرے کے سہارے سے زندہ رہے۔ خدا نے
اُن کو اپنی خدمت اور مقصد کے لئے چن لیا تھا۔ سترہ کرحتہ اربعہ میں جسکو
حبرون کہتے ہیں انتقال کر گئی۔ یہ سنکر ابرہام سترہ کیلئے فوراً رنج اور
ماتم کرنے آیا۔ اور اس بے جان صورت کے آگے از حد غم سے عاجز ہو کر
زمین تک جھک گیا۔ لیکن اُس وقت میت کے لئے آخری رسوم
ادا کرنی ضرور تھیں۔ پس وہ اپنے ماتم مقام سے اُٹھا۔ اور تجہیز و تکفین
کے انتظام میں مصروف ہوا۔ اِس رنج کی حالت میں بھی اسکو فرائض انجام
دینے پڑ گئے ٭

ابرہام کی درخواست پر حتیوں نے ایک دفن گاہ اسکی مرضی اور
اختیار پر چھوڑ دی۔ ابرہام نے شکریہ ادا کیا اور مفت لینے سے انکار کیا
اور ایک خاص جگہ چن کر اُن سے ملتجی ہوا۔ کہ اُسکے مالک افرون سے کچھ
شیکل مول دلا دیں۔ مشرقی طریقہ پہ سودا ہو گیا۔ اور افرون نے وہ کھیت
اور اُس میں کا غار دینا منظور کر لیا۔ قیمت فوراً ادا کی گئی اور وہ کھیت
ابرہام کی ملکیت ہوئی۔ اِس غار کا خریدنا ایمان کا فعل تھا۔ یہ اُس زمین
کا پہلا ٹکڑا تھا۔ جس کے لئے وعدہ تھا کہ اُس کی نسل کو ملیگی۔ اب تک
یہ ادھر اُدھر پھرتا رہا تھا اور آزاد تھا کہ جب چاہے اپنے آبائی وطن میں
چلا جاوے وہ اپنے فعلوں سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنی زر خرید ملکیت
کو نہ چھوڑیگا۔ کیونکہ چاہے اپنی آبائی وطن میں چلا جاوے اب وہ

لے فعلوں سے یہ ظاہر کرتا ہے کہ اپنی زرخرید ملکیّت کو نہ چھوڑیگا کیونکہ اب
اُس کے پاس ایسی ملکیت ہے جو دوسروں کے ہاتھ فروخت نہیں ہو
سکتی اور نہ میری محبت یہ گوارا کرے گی کہ اسکو چھوڑ دے قوم کے بزرگوں کی
پہلی جائیداد غیر منقولہ ایک قبرستان ہے چونکہ یہ اُس زمین پر قبضہ کرلینے
کا نشان تھا جس کا خدا نے خود وعدہ کیا تھا۔ اسلئے اسکو بُت پرستوں
سے بطور تحفہ قبول کرنا جائز نہ تھا۔ حبشیوں کی تو یہ صلاح تھی۔ کہ اسکو
مُفت بطور انعام دیدیں۔ تاکہ ابراہام اُس پہ قانونًا حق نہ جمالے اور
ممکن ہے کہ سودا کرنے سے پیشتر بات چیت کرنے کا اُس مُلک میں یہی
دستور ہو۔ خواہ کچھ ہی ہو۔ پر اب وہ ابراہام کی ملکیت تھی۔ بعد میں
ابراہام بھی یہیں دفن ہوا۔ یہیں اسحاق اور ربقہ اور یعقوب کو بھی
دفن ہونے کی جگہ ملی۔

اگرچہ اُن کی قبریں اب تک موجود ہیں اور محمدیوں کے قبضہ میں ہیں
اور اُن کی سخت حفاظت ہوتی ہے لیکن اُن کی بڑی عزّت کی جاتی ہے
اُن کی زیارت کرنا سوائے محمدیوں کے اور سب کیلئے قانونًا منع ہے لشہنشاہ
ایڈورڈ ہفتم کو اپنے زمانہ ولی عہدی میں یروشلیم کے مسلم گورنروں سے وہاں
جانے کی اجازت مل گئی تھی۔ ڈین سٹینلی جو ولیعہد کے گروہ میں شامل
تھا۔ بیان کرتا ہے کہ اجازت حاصل ہونے میں بہت مشکلات سدِ راہ
ہوئیں اور بڑی احتیاط اس معاملہ کی کیگئی کہ وہاں کے باشندے اسبابت

لے اسلام کی چار مقدس جگہوں میں ایک یہ بھی ہے باقی ۳ مکہ۔ مدینہ اور یروشلیم میں

سے جوش میں آکر کہ ہمارے وہاں جانے سے جگہ ناپاک ہو گئی ہے ہم پر حملہ
نہ کر بیٹھیں۔ یہ بہت طویل قصہ ہے لیکن بہت ہی مختصراً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ
شہزادہ اور اُس کا ہمراہی کو اُس مسجد میں جس میں کہ مقبرے بنے ہوئے ہیں۔
جانے کی اجازت مل گئی۔ ہر مقبرہ ایک چھوٹی سی عبادت گاہ کے اندر کٹہرے
سے گھرا ہوا ہے جس کے دروازے بند رہتے ہیں۔ بہت ہی اصرار کرنے پر
شہزادہ اور اُس کے ساتھیوں کے لئے ابراہام کا مقبرہ کھولا گیا۔ محافظ نے
زور سے ایک آہ ماری اور مدفون قوم کے بزرگ (ابراہام) سے دعا کی۔
کہ "یا خلیل اللہ اِس مداخلت بیجا کو معاف کرنا" سارہ کے مقبرے میں
جانے کی اجازت نہ ملی اور وجہ یہ بتائی کہ یہ ایک خاتون کا مقبرہ ہے۔
اور وجہ بتا کر اسحاق کے مقبرے میں جانے کی اجازت نہ دی اور یہ بھی بتایا
کہ ابراہام ایک پُر محبت مہربان آدمی تھا وہ اپنی اِس ہتک سے چشم
پوشی کر لیگا۔ لیکن اسحاق تمثیلاً غصہ ور ہے اور اُس کے غصہ بھڑکانا
خوفناک ہے۔

باب ۲۴
رِبقہ کی منگنی

اب ابراہام خاصہ ضعیف ہو گیا تھا۔ خدا نے اُس کو اُس کی سب چیزوں
اور کاموں میں برکت دی تھی اُس نے محسوس کیا کہ اب وہ وقت آ گیا
ہے کہ اسحاق کے بیاہ کا بندوبست کیا جائے۔ قدیم دستور کے بموجب

باپ کو دُلہن کے چننے کا مجاز تھا (پیدائش ۲۴/۴ - قاضی ۱۴/۲) قرین قیاس ہے کہ ابرہام کی وفات بھی نزدیک ہی تھی[سلہ]۔ اور اس غرض سے اُس کی بڑی خواہش تھی کہ جیتے جی بیٹے کی یہ خوشی دیکھ لے اس قوم کے بزرگ کی زندگی میں اسکے خادم کا سفر کرنا اور کامیابی کے ساتھ واپس آنا نہایت ہی دلچسپ قصہ ہے اور ایسی صفائی سے بیان کیا گیا ہے کہ کسی قسم کی تفسیر اور تاویل کی ضرورت نہیں اسلیئے صرف ایک دو باتیں کہتا ہوں ؛

ابرہام نے اپنے ہی کنبہ میں سے اپنی بہو تلاش کرنے کی خواہش کی کیونکہ کنعانی لڑکی کے ساتھ اپنے بیٹے کی شادی کرنے سے اپنی نسل بگڑ جاتی۔ اور بُت پرستوں کی ریت رسم کو بھی ماننا پڑ جاتا۔ عیسو ایسی ہی شادی کرکے اپنے والدین کے لئے رنج کا باعث ہُوا (۲۶/۳۴-۳۵) رِبقہ کو یعقوب کی طرف سے بھی یہی اندیشہ تھا (۲۷/۴۶) علاوہ اس کے دیکھو خروج ۳۴/۱۶ - استثنا ۷/۳ اور عزرا ۹/۲ ؛

خادم کو ضرور یہ خیال ہُوا ہوگا۔ کہ لڑکی اپنے گھر اور کنبہ داروں کو چھوڑ کر غیر ملک اور پردیسیوں میں جانا کیسے پسند کریگی لیکن اسکو یہ یقین دلایا گیا تھا

سلہ اس خیال کی یہ وجوہات ہیں۔ خادم کو قسم کھانی پڑی کہ اپنا فرض ادا کریگا جیسے کہ یعقوب نے اپنی وفات کے قریب یوسف سے قسم لی کہ اُس کی مرضی کو پورا کریگا (۴۷/۲۹-۳۱) خادم کو ہدایت ہُوئی کہ جلد واپس آوے گویا کہ مالک کی موت بالکل نزدیک ہے (۲۴/۵۶) خادم کے واپس آنے پر ابرہام کا ذکر نہیں آتا بلکہ خادم اضحاق کو آقا کہتا ہے (۲۴/۶۵)

کہ اگر لڑکی آنے پر نارضامند ہو تو اُس کا (نوکر کا) کوئی قصور نہ ہوگا۔ نیز اسکو اس معاملہ میں ناکامیابی کا پیشتر ہی سے خیال نہیں کر لینا چاہیئے کیونکہ خداوند مددگار رہے۔ پس اطمینان خاطر کر کے خادم مسوپوطامیہ میں گیا خاص جگہ پہنچ کر اُسنے اپنے مالک کے خداوند سے دُعا کی۔ کہ کسی نشان کے ذریعہ اُس لڑکی کو بتا دیوے۔ جس کی تلاش میں وہ آیا ہے اور اس نشان سے اُس کا چال چلن اور نیک سیرت اور خصلت بھی معلوم ہو جائے۔ لابن کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اسکو اطمینان کلی ہو گیا تھا کہ لڑکی اسحاق کی بیوی ہونے کے لائق ہے یا نہیں۔ انجام درست ہوا۔ ربقہ نے بھی اپنے لوگوں سے دل کے اظہار خوشی اور رضامندی کیا کہ اپنا آئیندہ گھر بنانے کو اُس آدمی کے ساتھ جائیگی۔ لابن اور بتیوئیل نے لڑکی کو برکت دیکر رخصت کیا۔

ایک شام کو جبکہ اسحاق اپنے خیالوں میں غرق میدان میں پھر رہا تھا تو اُس نے دور سے کچھ اونٹ آتے ہوئے دیکھے۔ جبکہ ربقہ کو اسکا نام معلوم ہوا کہ اسحاق یہی ہے تو اسکو مشرقی حیا اور شرم دامنگیر ہوئی اور اُس نے اونٹ پر سے اُتر کے چہرہ پر نقاب ڈال لیا۔ جب اسحاق کو خادم کی زبانی معلوم ہوا کہ یہ جوان لڑکی جو اُس کے سامنے کھڑی ہے

لہ اس لفظ کے دیگر معنی بھی ہو سکتے ہیں (۱) دعا کرنے اور (۲) غم کرنے چونکہ اب ابراہام مر گیا تھا اسلیئے یہ خیال زیادہ درست معلوم ہوتا ہے وہ اپنی ماں کا غم ابتک نہیں بھولا تھا کہ باپ مر گیا کسی کے تسلی دینے سے تسلی پذیر نہ ہوتا تھا ربقہ کے آنے سے اُس کو تسلی ہوئی۔

اسکی منگیتر ہے تو اُس کو لیجا کر اپنی ماں کے خیمہ میں رکھا اور وہ اُسکی بیوی ہو گئی
سب کام بخوشی انجام پا گیا اور ابرہام کی آخری اُمید پوری ہو گئی۔ اسحاق کا
ایمان بھی اپنے باپ کے ایمان کی طرح مضبوط تھا۔ ابرہام کو یقین تھا کہ
لڑکی حسب منشاء ملیگی۔ اسحاق کا بھی یہی یقین تھا اور ایسا ہی ہوا۔ دونو
ہر معاملہ میں ایک دوسرے کا جواب تھے اور ایک کی کمی کو دوسرا پورا کرتا تھا
محبت نے اُنکو ایک کر دیا تھا اور وہ مرنے تک ایکدوسرے کے وفادار رہے

پچیسویں باب میں ابرہام کی کتورہ سے شادی ہونے کا اور اسحاق
کو اپنی جائیداد منتقل کر دینے کا۔ نیز ہاجرہ اور ہاجرہ اور کتورہ کے بیٹوں
کو گھر سے الگ کرنے کا ذکر ہے ابرہام نے اُنکو اسحاق سے دور عرب کی
طرف روانہ کیا جہاں جا کے اُنہوں نے قوموں کی بنیاد ڈالی۔ اسمیں
ابرہام کی وفات کا بھی ذکر ہے یہ معلوم کر کے خوشی ہوتی ہے کہ اسوقت
دونوں بھائی ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور دونوں نے ملکر اپنے باپ کو
مکفیلہ کے غار میں جو سرہ کی آرامگاہ تھی دفن کیا۔ دونوں بھائیوں نے
اُس شخص (ابراہام) کو جو دونوں کو عزیز تھا۔ آخری عزت دی۔ اور اسطرح
اپنے باپ کی محبت کا اظہار کیا۔ دونوں اسکی قدر کرتے تھے اور اُنہوں نے
حیتوں کے روبرو اپنا حق فرزندی ادا کیا۔

ابراہام کا چال چلن نہایت شریف تھا۔ ہر چند کہ چہار طرف بت پرستوں

---

۱ دیکھو باب ۲۴ / ۲۶ ۔

۲ ہاجرہ اور اسمٰعیل بہت پہلے ہی روانہ ہو چکے تھے یہ بیان دوسری دستاویز سے لیا گیا ہے

۳ - Book of Jubilees میں لکھا ہے کہ اسحاق کی وفات کے بعد

سے گھرا ہوا تھا۔ تو بھی اُس نے خدا کا حکم مانا اور آخر تک وفادار رہا۔ خداوند کے وعدوں پر پکا ایمان تھا اور نہ تو مایوسی اور نہ وعدوں کے پورا ہونے کی تاخیر اُسکو ڈگمگا سکی اُس کا سلوک اور کنعانیوں سے ہمیشہ یکساں رہا اُس نے وعدے کی نسل اور اُس ملک کے بُت پرست باشندوں کے درمیان فرق معلوم کر لیا تھا۔ گو اُن کے درمیان ایک پردیسی تھا لیکن کبھی اُن کی عنایات کا ملتجی نہ ہوا اُس نے قبر کو بھی مفت لینے سے انکار کر دیا۔ اُس نے صدوم کے بادشاہ کے ہاتھ سے غنیمت کا کچھ حصہ لینے سے بھی انکار کیا۔" اُس کا کنعانیوں کے ساتھ معاملات اور برتاؤ میں سنگدلی اور دشمنی کا اشارہ تک نہیں ہے جو مابعد زمانہ میں ظاہر ہوئی Stanley Jewish Church Vol. I. p. 34. وُہ اپنے ساتھیوں کیساتھ فیاض دلی سے پیش آتا تھا۔ اُس کی زیست میں شور اور شر اور ولولہ انگیز حادثوں کے درمیان اُس کا ایمان قابل تحسین رہا۔ ایمان میں مضبوط ہو کر اُس نے لوط کو اپنی زرخیز زمین پسند کر لینے دی ایمان میں مستقیم ہو کر اُس نے مشرق کے چار بادشاہوں کو مارا۔ اُسنے غنیمت کا مطلق دعویٰ نہ کیا۔ جو کدرلاعمر اور اُس کے معاون بادشاہوں سے ہاتھ آیا تھا۔ ایمان میں بہادر رہ کر اُس نے شہر صدوم کیلئے سفارش کی۔ مختلف قوموں سے اُسکا دوستانہ سلوک تھا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۰۔ عیسو کے بیٹوں نے اپنے باپ سے اصرار کیا کہ یعقوب سے بدلہ لیں پہلے تو اُس نے انکار کیا پھر راضی ہو گیا۔ لڑائی ہوئی۔ یہوداہ نے اپنے باپ سے کہا کہ اے باپ اپنی کمان کھینچ اور تیر چھوڑ اور دشمنوں کو ہلاک کر۔" اُس نے ایسا ہی کیا اور اپنے بھائی عیسو کو مار ڈالا۔

یتیں اجنبی لوگوں کی مہماں نوازی کرنے سے اُس کے اخلاق کا ثبوت ملتا ہے
وُہ ایک پیارا خاوند اور محبتی باپ تھا۔ سرہ کا ہاجرہ اور اسمٰعیل کی نسبت کچھ
ہی خیال ہو۔ لیکن دونوں ابرہام سے محبت رکھتے تھے کیا تعجب ہے۔ کہ
ان باتوں ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر زمانہ میں سب لوگ اُسکا نام عزت سے لیتے
ہیں[لہ]۔ اور کتاب مقدس کے پاک بیانوں میں وُہ ایک ایسا شخص ہے جس کو
خدا کے فضل نے چُن لیا۔ جس کو وُہ ایک دُور ملک سے لے آیا۔ اور باوجود
اُسکی کمزوریوں کے خدا نے اُس سے محبت رکھی" ابرہام کی نسبت ہمارا
خداوند کہتا ہے کہ سب مخلصی پائے ہوئے اُس کے ساتھ آسمان کی بادشاہت
میں شریک ہونگے (متی ۸/۱۱) اسکی نسبت ذکر ہے کہ وُہ اب بھی زمینی حالات کا
جاننے والا ہے اور سب مبارک رُوحیں اُسکی سپردگی میں ہیں" (لوقا ۱۶/۲۲)
وُہ لوگوں کے لئے ایک نمونہ چھوڑ گیا ہے اور لوگ اس سے ایقان حاصل کرتے
ہیں اور ہندوستانی کلیسیا کے لیڈران پر فرض ہے کہ ہندوستانی کلیسیا کو
اصلی مقصد تک پہنچانے کی غرض میں اسکو اپنا ہادی اور رہبر بنائیں ۱۵/۱۲
آیات یہاں بے موقع معلوم ہوتی ہیں۔ یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ ابرہام

لہ جو لوگ جلاوطنی سے پہلے اور پیچھے پیدا ہوئے اُسکو نہایت بزرگ مانتے ہیں وُہ ہر
اسرائیلی کیلئے پرہیزگاری کا نمونہ ہے وُہ تنہا زندگی میں ایک بزرگ اور اپنے زمانہ
کے مردوں اور عورتوں کے درمیان ایک بڑا آدمی تھا اسکے سامنے سوائے سالم کے اُس
عجیب کاہن اور بادشاہ کے کبھی کوئی دبدبہ اور منزلت کیساتھ ظاہر نہیں ہُوا Jacks
Jackson. Biblical Hist of the Heb p. 60

ربقہ کے آنے سے پیشتر ہی جان بحق ہو چکا تھا۔ لیکن یہ ابن کتورہ اور
اسمٰعیل سے اور اسحٰق کی نسل اور اسحاق کے آئیندہ حالات کو جدا کرتی
ہیں (۲۵ : ۲۰ تا آخر) اور پیشتر اس سے کہ اسحاق کا بیان شروع ہو کاتب
کو مناسب معلوم ہوا۔ کہ ابراہام کی زندگی کے خاتمہ کا ذکر ہو۔ لہذا یہ
آیات مندرج کردی گئی ہیں ؛

باب ۲۵ : ۱۹ تا ۳۴

اسحاق اور اس کے بیٹے

۲۵ : ۱۹ سے اسحاق اور اس کے بیٹوں عیسو اور یعقوب کا پورا بیان ملتا ہے
اس ذکر میں روشنی اور تاریکی دونوں نظر آتی ہیں لیکن یہ ذکر پر تعلیم اور
عبرت اور حوصلہ افزا ہے اسحاق نے ۴۰ برس کی عمر میں ربقہ سے شادی
کی تھی۔ بیس برس تک کوئی اولاد نہیں ہوئی اور اُنکی وہی حالت رہی
جو ابراہام اور سرہ کی تھی۔ بلحاظ خدا کے وعدوں کے یہ ان کے ایمان کی
آزمایش تھی۔ اسلیئے اسحاق نے اپنی بیوی کیلیئے دعا کی اور خداوند نے اس
کی دعا قبول کی۔ اسحاق کا یقین تھا کہ خدا وعدہ کی نسل کا دینے والا ہے
جب دعا کا جواب ملا تو ربقہ کے پیٹ میں دو لڑکے آپس میں مزاحم ہوئے[1]

[1] اس سے دونوں بھائیوں کی آئندہ کی دشمنی ظاہر ہوتی ہے لفظی طور پر تو ربقہ کے
پیٹ میں عیسو اور یعقوب کا آپس میں لڑنا پورا نہیں ہوا لیکن ہاں اتنا ضرور
ہوا کہ دونوں ایک حمل سے ہو کر بھی ایک دوسرے کے اسقدر مخالف تھے کہ روح میں

اور اُس نے کہا اگر مَیں یوں ہوں تو ایسی کیوں ہوں ''(کیوں زندہ ہوں)، شائد اُسکا مطلب یہ ہے کہ تعجب ہے کہ مَیں اپنے پیٹ میں اتنا درد اور تکلیف محسوس کرتی ہوں اور پھر بھی زندہ ہوں ایسی حالت میں اُس کا خدا سے سبب دریافت کرنا خلاف مصلحت نہ تھا۔" وہ خداوند سے پوچھنے گئی" شائد کسی دُعا مانگنے کی جگہ میں۔ الٰہی ہدایت ڈھونڈنے کا یہ خاص محاورہ ہے غیب سے آواز آئی کہ تیرے پیٹ میں دو قومیں ہیں اور تیرے رحم سے دو اُمتیں نکلیں گی اور ایک اُمت دوسری سے زورآور ہوگی اور بڑا چھوٹے کی خدمت کریگا۔" $\frac{۲۵}{۲۳}$۔ یہ ایک پیشین خبری تھی کہ ادوم۔ اسرائیل کا مطیع ہوگا۔ اور یہ پیشین خبری داؤد کے زمانہ میں پوری ہوئی (۲سموئیل $\frac{۸}{۱۴}$) جو زمین ادوم کے قبضہ میں تھی وہ زرخیز تھی اور قوم اسرائیل برپا ہونے سے پیشتر وہاں ایک سلطنت قائم ہو چکی تھی لیکن اس سے آگے آنیوالی سلطنت زیادہ مہذب تھی اور ظاہر ہے کہ اسی لئے یہ پہلی سلطنت پر فرمانروا بھی ہوئی دونوں کے درمیان مدتوں تک دشمنی رہی۔ عبدیاہ بنی ادوم کو سخت الفاظ میں لعنت کرتا ہے:

باب ۲۶ $\frac{۱-۳۳}{۳۳}$

اِسحاق کا جرار میں رہنا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۳۔ ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے۔

۵؎ دیکھو ۱سموئیل $\frac{۹}{۵}$۔ عاموس $\frac{۵}{۴-۶}$:

یعقوب کی دھوکہ دہی کے بیان کے درمیان چھبیسویں باب میں اضحاق کا فلسطیوں کے بادشاہ ابی ملک سے ملاقات کرنے کا ذکر ہے اور پیشتر اس سے کہ ہم اس معاملہ پہ غور کریں کہ اضحاق کے گھر میں پہلوٹھا ہونے کے حق میں کیا کیفیت گذری یہ انسب ہے کہ ہم اضحاق کے جرار میں سکونت کرنے پر خیال کریں۔ اِس پہ بھی وہی واقعہ گذرا جو ابراہام پہ مصر میں گذرا تھا اضحاق نے اپنی جان کے خطرہ سے ڈر کر ربقہ کو اپنی بہن بتایا۔ مگر ابی ملک نے اصلیت معلوم کرلی اور قوم کے بزرگ کو سمجھایا اور ساتھ ہی یہ حکم بھی نافذ کیا۔ کہ کوئی اس مرد اور اس کی جورو کو ہاتھ نہ لگاوے۔ اضحاق نے عروج حاصل کیا۔ اور اُن کنوؤں کو جنہیں ابراہام نے کھدوایا تھا لیکن فلسطیوں نے بند کردئے تھے پھر کھولا۔ تب چرواہوں کے درمیان نااتفاقی ہوئی۔ خداوند نے اضحاق سے برکت کا وعدہ بحال کیا۔ وہ صلح کے ساتھ ابی ملک سے رُخصت ہُوا۔ ابی ملک پر یہ روشن تھا کہ اضحاق کی اِس قدر اقبال مندی کا سبب اُس کا خدا سے برکت پانا ہے (۲۶/۲۸) اِس ذکر میں نہایت بُت پرست حاکم کی قوم کے کمزور بزرگ کے ساتھ نیک سلوک کرنا قابلِ غور ہے ؂

ہ بعض اہل خیال کہتے ہیں کہ چونکہ یہ دونو بیان دو مختلف تصنیفات سے ہیں اوّل تو الوہیم کی دستاویز سے اور دوسرا یہوواہ سے اسلئے دونو بیان ایک ہی واقعہ کی دو مختلف صورتیں ہیں Hastings Dictionary of the Bible Vol ii. p 484.

اب اسحاق اور اس کے بیٹوں کا حال شروع ہوتا ہے توام بیٹے جس قدر اپنی پیدایش سے شکل و شباہت میں متفرق تھے اسی قدر سیرت اور خصلت میں بھی مختلف تھے۔ عیسو جس قدر کھرا اور صاف دل زندہ دل اور لاپرواہ تھا۔ یعقوب اسی قدر مکّار تھا اور کمینی حرکتوں سے اپنے بھائی سے فائدہ اُٹھانا چاہتا تھا۔ عیسو جنگلوں میں پھرنے والا اور شکار کھیلنے میں ماہر ہوا۔ یعقوب ایک سیدھا سادھا خاموش اور ڈیرے کی زندگی بسر کرنیوالا ہوا۔ اسحاق شکار کا کھانا پسند کرتا تھا اور اُس میں زندگی اور زور پایا جاتا تھا۔ ربقہ اپنے خاموش بیٹے کو زیادہ چاہتی تھی اور اُس کی طرفداری کرنا تکلیف کا باعث ہوا۔ عیسو میں بڑی کمزوری یہ تھی کہ اپنے پہلوٹھے پن کی قدر نہ کرتا تھا اور سب سے بڑا بیٹا ہونے کی حیثیت سے اور متعدد فرائض اور حقوق مثلاً وراثت کا دوگنا حصہ پانے کی طرف سے غافل تھا۔ یہ اُسکی زندگی میں بڑی ناکامیابی تھی اس کے اِس غفلت کے فعل کو دیکھ کر ہماری آنکھیں کھلنی چاہئیں کہ اپنے رُوحانی حقوق کو چند روزہ زمینی خوشیوں سے تبادلہ نہ کرلیں اور یہ تعلیم ہمارے لئے بالکل صحیح ہے کہ "غور سے دیکھتے رہو کہ کوئی عیسو کی طرح حرامکار یا بیدین نہ ہو۔ جس نے ایک وقت کے کھانے کے عوض اپنے پہلوٹھے ہونے کا حق بیچ ڈالا" (عبرانی ۱۲/۱۶) اگر پہلوٹھا ہونا کوئی کھانے کی چیز ہوتی تو عیسو اُس کو ہرگز نہ بیچتا۔ ہر زمانہ میں عیسو جیسے لوگ پائے جاتے ہیں کہ جبکہ اُن کی اشتہا بڑھتی ہے تو وہ روحانی برکتوں کو ہلکا سمجھتے ہیں

اور پھر تمام زندگی کف افسوس ملا کرتے ہیں کہ تن پروری کرنیکا یہ نتیجہ ہے نہ کہ روح پروری کا"۔ - - Dods Genesis p 276

ہم ذرا سے کھانے پر اپنی زندگی بیچ ڈالتے ہیں اور اپنی خوشی اور عزت کی خاطر روپیہ اور طاقت خرچ کرکے حقیقی آرام تلاش کرتے ہیں اور اس طرح عیسو کی طرح اپنے باپ کی برکتوں سے محروم رہتے ہیں اور وقت ہاتھ سے چلا جانے کے بعد آنسو بہا بہا کے اُنکی تلاش کرتے ہیں لیکن گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔

عیسو اپنے بھائی کے ساتھ کشادہ دلی اور بلند ہمتی سے پیش آتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑی خوبیوں کا آدمی ہے لیکن درحقیقت اسکو اعلےٰ چیزوں کے ساتھ دلچسپی نہیں تھی۔ وہ اپنی خواہشوں کو پورا کرنے کی تک میں مشغول رہتا تھا۔ وہ جلدی غصے میں آجاتا تھا اور بہت بے صبر تھا۔ کہتا تھا کہ مجھے اس قدر بھوک لگ رہی ہے کہ اگر ابھی کھانا نہ ملا تو مر ہی جاؤنگا (۲۵ / ۳۰-۳۲) وہ مطلق خیال نہیں کرتا کہ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ اور پہلوٹے ہونے کا حق بیچ ڈالتا ہے برخلاف اس کے یعقوب خاموش اور گھُنّا ہے اور اپنی زندگی کے دور کے آغاز ہی میں سفلہ پن اور کم ظرفی سے مطلب حاصل کرنا چاہتا ہے باپ کو دھوکہ دیتا ہے۔ بھائی کو جال میں پھنساتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دعا میں خدا سے بھی سودا کرتا ہے لابن مکار تھا۔ یعقوب اس سے بھی زیادہ مکار ثابت ہوا! جب عیسو یعقوب سے مل گیا تو یعقوب کے طور طریقوں سے بے اعتباری

اور گھبراہٹ اور فکرمندی ظاہر ہو رہی تھی اور نتیجہ یہ بتا رہا تھا کہ اُس کی یہ روش بالکل فضول تھی (۲۳/۳۴) شکم میں اپنی بیٹی کی بے حرمتی اور بیٹوں کی بے رحمی دیکھ کر بے اعتنائی ظاہر کی۔ اسکو صرف یہ خیال تھا کہ اُن کے اِس فعل اور حرکت سے اُس پہ کچھ آفت نہ آ جائے۔ جب یوسف نے اسکو مصر میں بلایا۔ اُسوقت بھی اپنے بیٹے کی خیرخواہی اور نیک نیتی کا یقین کرنے میں شک لایا (۴۲/۳۶) وہ ہمیشہ متشکی اور چوکنا رہتا تھا۔ اگر یعقوب کا ایسا ہی چال چلن اور ایسی ہی خصلت تھی تو بس اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ اسپر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہمیں ضرور ہے کہ ہم اسکے چال چلن کے دوسرے پہلو پر بھی غور کریں وہ مستقل مزاج اور مصمّم ارادہ کا تھا۔ "اُس کی زندگی میں مصیبتیں بھی آئیں اور اقبال مندی بھی وہ دیس سے بدیس بھی ہوا اور دیس میں واپس آکر آباد بھی ہوا۔ غم میں مبتلا بھی ہوا اور غم پہ غالب بھی آیا۔ لیکن اپنے ارادے اور مقصد کی طرف بڑھے چلا گیا"

Stanley the Jewish Church Vol i. p. 48

اِس میں افضل ترین خوبی یہ تھی کہ پہلوٹے ہونے کی قدر کرتا تھا کیونکہ اسکو معلوم تھا کہ اس حق کے ساتھ الٰہی وعدوں کی وراثت بھی ملیگی وہ لابن کی خدمت میں ثابت قدم رہا اُسکے دل میں اضحاق اور ربقہ کی عزت اور فرزندانہ محبت تھی۔ اُس کا دل یوسف اور بنیامین کی محبت گرم تھا جنکی جدائی اُس کے بڑھاپے کے سفید بالوں کو غم کیسا تھ قبر میں

اُتار دیں (۴۲/۳۸) جو نیکی اُس میں تھی وہ محنت اور مشقت کرنے سے زیادہ مضبوط ہو گئی۔ اُس کی ماہیت کی اعلےٰ صفتیں تکمیل کو پہنچیں اور یعقوب اپنے وقت پر اسرائیل "خدا کا شہزادہ ہؤا"۔ "قوم کے تمام بزرگوں میں یہی ایک بزرگ تھا جو اپنی مُراد کو پہنچا ہوُا (مقدس شخص) ولی ہوُا اور مرتے وقت اپنے بچوں کو اور بچوں کے بچوں کو نبوی برکت دیگیا"۔

Geikie Hours with the Bible Vol i. p 421.

وہ واقعات جن سے اُس کے شروع چال چلن کا پتہ لگتا ہے صاف اور صریح بیان کئے گئے ہیں۔ عیسَو شکار سے واپس آکر کھانے کیلئے بیتاب تھا یعقوب ایسے موقع کی تاک میں تھا۔ کچھ روٹی اور مسُور کی دال دے کے عیسَو سے پہلوٹے ہونے کا حق جسے یہ حقیر سمجھتا تھا۔ خرید لیا۔[ل] اور بڑے بھائی نے اِس خرید و فروخت پر اپنی قسم کی مُہر لگا دی۔ اُس کے اِکدن اضحاق نے عیسَو کو بُلا کر کہا کہ ہرن کے شکار کو جا۔ اور میرے لئے مزیدار کھانا بنا تاکہ اپنے مرنے سے پیشتر تجھے برکت دُوں۔ یہ سنکر رِبقہ ٹھر ٹھرا اُٹھی۔ اور اپنے بیٹے یعقوب کو برکت وارث ٹھہرانے کیلئے چال کھیلی۔ اضحاق عیسَو کو برکت دینا چاہتا تھا۔ یعقوب نے بکرے کی کھال پہنکر اپنے باپ کو مزیدار کھانا دیا۔ لیکن اسقدر جلدی کھانا تیار ہو جانے کی وجہ سے اور

ل عبرانی ۱۲/۱۶ میں عیسَو کو زانی اور بیدین کہا ہے جس نے ایک وقت کے کھانے کے عوض اپنے پہلوٹے ہونے کا حق بیچ دیا اُسکا یہ مطلب نہیں تھا کہ اُس نے خدا کا نام بیفائدہ لیا۔ لیکن یہ کہ اُسنے نہ پہچانا کہ خدا کا حق اُس پر کیا تھا

عیسو جیسی آواز نہ ہونے کے سبب سے ضعیف آدمی کے دل میں شک پیدا ہُوا۔ یعقوب نے جھوٹی باتیں بنا کر اپنے باپ کی تسلّی کر دی۔ اور اُس نے یعقوب کو یہ کہہ کے برکت دی۔

"خدا آسمان کی اوس
اور زمین کی چکنائی
اور اناج اور مے کی زیادتی تجھے بخشے
قومیں تیری خدمت کریں
گروہیں تیرے آگے جھکیں
تُو اپنے بھائیوں کا خداوند ہو
ہاں تیری ماں کے بیٹے تیرے آگے خم ہوں
جو تجھے لعنت کرے سو ملعون ہو
جو تیرے لئے برکت چاہے سو مبارک ہو"

اس کے بعد عیسو بھی آیا اور مزیدار کھانا بنا کے لایا۔ جب اسحاق کو معلوم ہُوا کہ اُس کو فریب دیا گیا۔ "تو شدّت سے کانپا"۔ لیکن کہا کہ چونکہ

ے مسلم کہتے ہیں کہ ربقہ نے اسحاق سے یہ کہا تھا کہ عیسو کھانا لے آیا ہے اور شوہر سے درخواست کی کہ وہ تیرے حضور کھڑا ہے اُسے برکت دے (قصص الانبیاء صفحہ ۱۰۲)
یعقوب کے جھوٹ میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں (آیت ۱۵) سفید جھوٹ بولتا ہے (آیت ۱۹) ناخدا ترس کا جھوٹ (آیت ۲۰) مکرر جھوٹ (آیت ۲۴) یعقوب کہتا ہے کہ میرے شکار میں سے خداوند تیرا خدا میرے آگے لایا (اتنی جلدی لایا) S.H.S.p.219

اب یعقوب کو برکت دے چکا ہوں اب اسے نہیں بدل سکتا نہ منسوخ کر سکتا ہوں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جیسے عیسو کو مایوسی ہوئی اسیطرح بوڑھے آدمی کو بھی مایوسی ہوئی ہوگی جبکہ اُس نے معلوم کیا کہ وہ اپنے اس ارادہ میں کہ بڑے بیٹے کو اُس کے تمام حقوق جو اُسے پہنچنے چاہئیں۔ دینے میں ناکامیاب رہا۔ لیکن پھر اپنی غلطی معلوم کی اور یاد کیا کہ جو وعدے اُس سے اور اُسکی نسل سے کئے گئے ہیں وہ الٰہی انتظام سے چھوٹے بیٹے کے ذریعے پورے ہوں گے اور یہ سوچ کے کانپنے لگا۔ زور آور آدمی عیسو کی ہمت ٹوٹ گئی وہ یعقوب کی اس حرکت سے سخت ناراض ہُوا۔ اُس نے کہا کیا عیسو الا جس نے اُس کے پہلوٹے ہونے کا حق چھین لیا اور اب دھوکے سے اُس کی برکت بھی لے گیا[1]۔ اُس کا دل ٹوٹ گیا اور وہ چلا اُٹھا "اے میرے باپ مجھے ہاں مجھے بھی برکت دے کیا تو نے میرے لئے برکت نہیں رکھی کیا تیرے پاس کوئی اور برکت نہیں جو مجھے بھی دے؟ میرے باپ مجھے ہاں مجھے بھی برکت دے" اِن تمام افسوسوں اور نقصانوں کا مجموعہ ان الفاظ

---

[1] عبرانی ۱۲ باب میں لکھا ہے کہ عیسو کو نیت کی تبدیلی کا موقع نہ ملا گو اس نے آنسو بہا بہا کر اُسکی بہت تلاش کی۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ اُسنے پہلوٹے ہونے کے نسبت اپنی نیت پلٹ لی تھی اسکے آنسو توبہ کے آنسو نہیں تھے بلکہ وہ چاہتا تھا کہ استحقاق اُسکی خواہش کیطرف مائل ہو وہ خود توبہ کر کے خدا کے آگے پست ہو اخدا نے عیسو جیسی توبہ قبول کرنے سے انکار کیا وہ حقیقت میں اُسکو شخصی توبہ کا موقع دے رہا تھا S.C. Vol. 17. p. 94 اور حکمت کی کتاب ۱۲ باب ۱۲ میں لکھا ہے "اُس نے بنیاد ہی یہ کوشش کی کہ جو کچھ اُس نے کیا ہے وہ ٹل جائے وہ اپنی جرح کن کیلئے توبہ کر رہا تھا اُس حرکت کو منسوخ کرنے کی کوشش کرتا تھا اُسے اپنے گناہ کیلئے جو توبہ کرنیکی ضرورت تھی نہ کی اور اسلئے اسکی توبہ منظور نہ ہوئی

یں ہے کہ "عیسو چلا چلا کے رویا" بائبل میں اکثر دلسوز چلانے اور رونے کی آواز آئی ہے مثل اُس جانور کے جو جال میں پھنس گیا ہو اور زاری اور بیدین عیسو کے آنسو بھی ایسے ہی تھے۔ باپ نے جواب دیا اور کہا :-

"دیکھ زمین کی چکنائی سے اور اوپر کے

آسمان کی اوس سے تیرا قیام ہوگا

تو اپنی تلوار سے زندگی بسر کرے گا

اور اپنے بھائی کی خدمت کرے گا

اور یوں ہوگا۔ کہ جب تو ترڈد میں پڑیگا

تو اُس کا جوا گردن پر سے توڑ کے پھینک دیگا"

ان الفاظ میں اسقدر برکت نہیں پائی جاتی جسقدر ادوم کے مستقبل کی بابت پیشگوئی کا ذکر ہے انگریزی کے ترجمہ ثانی کے حاشیہ میں چکنائی سے دُور اور اوس سے دُور آیا ہے تو اس سے مُراد بنجر اور غیر ممکن الزراعت زمین ہے[1]۔ اور لازمی امر ہے کہ ضروریات زندگی حاصل کرنے کیلئے دُور ملکوں پر چڑھائی کی جائے۔ علاوہ اس کے اس سے یہ بھی مطلب ہے کہ وہ اسرئیل کا مطیع ہوگا اور پھر بغاوت کرکے اُس سے آزاد ہو جائیگا اور در حقیقت داؤد نے ادوم کو زیر کرکے جہاں تہاں چوکیاں اور پہرے بٹھا دئے (۲ سموئیل ۸ باب ۱۴ آیت) بادشاہ

[1] اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ادوم پر یہ پیشگوئی صادق نہیں آتی کیونکہ ادوم ایک زرخیز زمین تھی یہ درست ہے لیکن اس زمین کا زیادہ بڑا حصہ پہاڑی اور بنجر ہے اور لفظ تلوار اس بات کا اشارہ کرتا ہے کہ اس زمین کا حاصل کثرت نہیں ہوگا بلکہ اشیائے خوردنی کیلئے دُور دُور جانا پڑیگا

یورام کے عہد میں ادوم نے بغاوت کی اور کامیاب ہوا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد اسیریا کے بادشاہ کے تحت میں آگیا۔ یہوداس مکابی نے اسکو کئی مرتبہ شکست دی (۱ مکابی ۵-۳-۵ اور ۲ مکابی ۱۰-۱۵) آخرکار ادومی ایک حکومت کرنے والی نسل اسرائیل پر آئی۔ یعنی ہیرودیس ادومی اور اسکے بیٹے۔ لیکن انکا بھی جلد خاتمہ ہوگیا۔ اسکے بعد عیسو کے بیٹوں کا ذکر سننے میں نہیں آتا لیکن یعقوب کی نسل گو تمام دنیا میں منتشر ہے لیکن آجتک ہمارے ساتھ رہتی ہے۔

ضرور ہے کہ عیسو اپنے بھائی پر اس دھوکہ دہی کی وجہ سے بہت ناراض ہوا ہو۔ اور اسلئے اُسنے یہ ارادہ کر لیا کہ اسحاق کے ماتم کے دن تمام ہونے پر میں یعقوب کو مارڈالونگا۔ ربقہ ڈر گئیں۔ وہ عیسو کی طبیعت سے خوب واقف تھی اور اُس نے سوچا کہ اگر یعقوب اسکی نظروں سے غائب ہو جائیگا تو اُس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائیگا۔ وہ تجویزیں نکالنے میں ہر وقت مستعد تھی پس اُس نے یعقوب کو فوراً اپنے بھائی (یعقوب کے ماموں) لابن کے پاس بھیج دیا۔ قوم کے بزرگ اسحاق کی زندگی کا یہ دلسوز حال یہاں ختم ہوا۔ ربقہ کو اپنے مکروفریب کی یہ سزا ملی کہ اُس کا پیارا بیٹا اُس سے زندگی بھر کے لئے جدا ہوگیا۔ اُسکا تو یہ خیال تھا کہ وہ کچھ عرصہ کیلئے جارہا ہے لیکن وہ اتنی مدت تک باہر رہا کہ اُسنے اُسے اپنی آنکھوں سے پھر نہ دیکھا۔ یہ آخری الوداع تھی۔ کوئی بہانہ اُس کے چلے جانے کا بھی ہونا چاہیئے تھا۔ اسلئے اُس نے اسحاق کو اپنی رائے میں شریک کرنے کی غرض سے یہ کہا کہ مجھکو اندیشہ تھا کہ یعقوب بھی عیسو کیطرح حتی بیوی کریگا اسلئے میں نے اسکو لابن کے پاس بھیجدیا ہے۔

---

۵ ۲ سلاطین ۸-۲۰-۲۲ ؎

باب ۲۸ آیت ۱۔ ۹

یعقوب فدان آرام کو جاتا ہے

اسحاق نے یعقوب کو حتی لڑکیوں میں سے شادی کرنے کی ممانعت کی اور اسے فدان آرام میں اپنے نانا کے رشتہ داروں میں جا کے شادی کرنے کیلئے رکت دے کے رخصت کیا۔ تب ربقہ کی فکر اور خوف دور ہوا۔ یعقوب اکیلا گیا اس کا دھوکہ دینا سود مند نہ ہوا! (ظاہراً تو یہی معلوم ہوتا تھا) اس کو وہ برکت ملی تھی جو کسی پہلوٹے کو ملنی چاہیئے تھی لیکن اسکا پہلا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گھر سے نکالا گیا۔ یعقوب بغیر تاخیر کئے حاران کی طرف روانہ ہوا "کس کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ تواریخ کلیسا میں یہ ایک زوال پذیر تحریک ہے کیا ابراہام نے اسی لئے اپنے کنبہ قبیلے اور گھر کو چھوڑا تھا؟ کیا اس کے ساتھ وعدوں معاہدوں کا یہ نتیجہ ہے؟ کیا برگزیدہ نسل از سر نو مسوپوطامیہ کے ریگستانوں میں اپنی سکونت اختیار کریگی؟ اس مسافر کے پہلے ہی قدم پر آئیندہ کی سرنوشت واضح ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آئیندہ کو کیا حشر ہوگا"۔ (Stanley the Jewish church. (Ed 1885) Vol. i. p. 51.)

جب دن ختم ہونے لگا تو یعقوب ایک مقام پر پتھر کا سرہانہ بنا کے سو گیا اس نے پہاڑی رستوں پر سفر کیا تھا اسے بڑے اور اونچے چٹانی پتھروں پر

چڑھنا پڑا تھا۔ جب سو گیا تو خواب میں یہی پتھر ایک زینہ اور "سیڑھی کی شکل میں نظر آئے جس کا ایک سرا اُس پتھریلی زمین پر تھا جس پہ وہ سو رہا تھا اور دوسرا ستاروں بھرے آسمان سے لگا ہوا تھا اُس کے اوپر کسی درخت یا ڈیرے کا سایہ نہ تھا) آسمان اُسکے اوپر کھلا نظر آ رہا تھا" معلوم نہیں وہ دن بھر اپنے دماغ میں کیا کیا اُدھیڑبن کرتا رہا تھا۔ اپنی باتوں کا اب سوتے ہوئے اُس کے دل میں خمیر اُٹھ رہا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ اُس سیڑھی پہ "خدا کے فرشتے چڑھ اور اُتر رہے ہیں" زمین پہ اپنی خدمت پوری کر کے اُوپر چڑھ رہے ہیں اور خدا کے نئے احکام لیکر اُوپر سے نیچے اُتر رہے ہیں"۔ سیڑھی کے اُوپر کے سرے پہ یہوواہ کھڑا ہے۔ وہ عہد کا خدا۔ جس نے اُس وقت پھر موعودہ زمین کا اور برکت کا وعدہ کیا۔ نیز یہ کہ بیشمار نسل ہوگی اور اسکے وسیلے دنیا برکت پاویگی اور اسکے بعد شخصی رہبری اور شخصی حفاظت کا وعدہ ہوا (پیدائش $\frac{28}{15}$) یعقوب خواب سے روشن ضمیر اور تر و تازہ ہو کے جاگا خواہ اُس کے دل میں کتنے ہی شکوک تفکرات اور خوف ہوں لیکن اب اسکو یقین ہو گیا کہ خداوند اُس کا ہادی اور محافظ ہے جس پتھر کا سرہانہ بنایا تھا اُسکو اُٹھا کے ایک ستون مسیبہ[1] (Massebah) کیطرح کھڑا کیا۔ اُسپر تیل ڈھالا اور خدا کیلیے ایک یادگار مخصوص کی اُس جگہ کا نام بیت ایل خدا کا گھر رکھا[2]۔ اور قسم کھائی کہ اگر مجھے خدا کھانا کپڑا دیوے

---

[1] وہ ستون ہوتا تھا جو اونچی جگہ نصب کیا جاتا تھا اور استثنا $\frac{16}{22}$ میں اسکو ناجائز ٹھیرایا ہے لیکن یہاں بطور یادگار یا گواہ کے تھا

[2] یہ ایک مذہبی مرکز بنگیا۔ خدا کے عہد کا صندوق یہیں رکھا ہوا تھا قاضی $\frac{20}{26}$

اور سلامتی سے واپس لادے تو یہ خدا کا گھر ہوگا اور میں اپنی ملکیت کا دسواں حصہ یہوواہ کی نذر کرونگا (دیکھو اخبار ۲۷/ ۲۰-۲۲) خدا کی پُر محبت اور وفادار تعلیم اور تربیت کے نیچے یعقوب کا ایمان زیادہ مضبوط ہوگیا۔ حتّےٰ کہ اسکی زندگی کی بڑی آزمائشوں کیوقت مہنایم اور پنیئیل اور نئی رویئتوں کے وسیلہ اسکا ایمان عمیق اور اور بھی ترقی کر گیا۔ گو یعقوب تھکا ماندہ اور آوارہ تھا لیکن خدا کی رہبری اور حفاظت پر پورا بھروسا کر کے سفر کئے گیا اور مشرقی ملک سُوپوطامیہ میں پہنچ گیا ؛

باب ۲۹ - ۳۰

یعقوب کا حال جلاوطنی میں

یہ بیان بالکل سادہ ہے۔ یعقوب گاؤں کے کنوئیں پر راخل پہ جو دیکھنے میں خوبصورت اور منظور نظر تھی عاشق ہوگیا۔ لابن نے اسکو خوش آمدی کہا۔ اور اس کو اپنی خدمت میں لیکے وعدہ کیا کہ سات برس کی خدمت کے معاوضہ میں راخل کو دے دیگا۔ لابن کی اس حرکت سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لالچی تھا سات برس کی خدمت کے بعد لابن نے بے انصافی کر کے بجائے راخل کے لیاہ کو دیا: اور اپنے اس فریب کو یہ کہکر بجا ٹھیرایا کہ ہمارے یہاں یہ دستور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۵ - یربعام اول نے شمالی سلطنت کا مذہبی مرکز اسکو بنایا تھا اور یہیں سونے کے بچھڑے رکھے گئے تھے (۱ سلاطین ۱۲/ ۲۸-۲۹) ہوسیع نبی نے اس پرستش پر لعنت ملامت کی (۱۰/ ۵،۱۵) اور عاموس نبی نے بھی (۳/ ۱۴) ؛

نہیں ہے کہ بڑی بیٹی کے ہوتے سوتے چھوٹی بیٹی کی شادی پہلے کر دیں۔ اگر وہاں کا یہ دستور تھا تو یعقوب سے پہلے ہی کہہ دینا لازم تھا۔ پس یعقوب کو راخل کی خاطر سات برس اور خدمت کرنی پڑی۔ لیکن اُس کو راخل سے اتنی محبت تھی کہ سات برس چند ہی روز معلوم ہوئے۔ یوسف کی پیدائش کے بعد یعقوب نے رخصت چاہی۔ لیکن لابن کو یعقوب جیسا کارآمد نوکر کہاں ملتا؟ اُس نے اُس کو اُجرت دیکے روکنا چاہا۔ یعقوب نے ایک شرط باندھی جس کی رُو سے کچھ بھیڑ بکریاں اُس کی بھی ہونی چاہئیں[1]۔ اور ایسی حکمت لڑائی کہ دُبلی پتلی لابن کی اور موٹی اور مضبوط یعقوب کی ہوئیں (پ ۳۰/۴۲) مختصر قصہ یہی ہے۔ لابن سراسر دھوکہ بازی۔ خودغرضی اور وہم سے مطلب برآری کرنا چاہتا تھا۔ آخرکار اُسے اپنے جیسے چالاک آدمی سے پالا پڑا ؛

لابن لائق شخصوں کی قدر جانتا تھا وُہ سمجھ گیا کہ خداوند نے یعقوب کی خاطر برکت دی ہے (پ ۳۰/۲۷)[2] وُہ خادم کی نمک حلالی اور نیکی کی قدر کرتا تھا اگرچہ خود ان اوصاف سے بہت دور تھا وُہ اپنے لئے خدا کی دوستی کی تلاش نہیں کرتا تھا مگر خدا کے دوستوں کی خدمت سے فائدہ اُٹھانے کا خواہشمند تھا۔ آخرکار اپنے

---

[1] ابھی بھی لابن نے یعقوب کو ٹھگنا چاہا کیونکہ کچھ بھیڑ بکریاں لیکر اپنے بیٹے کو دے دیں تاکہ یعقوب اُن پر دعوے نہ کر سکے وُہ انکو تین دن کی راہ لے گیا (پ ۳۰/۳۶)

[2] شاید اُس نے اپنے معبودوں سے دریافت کیا ہو گا جنہیں ایک دفعہ راخل نے چرا لیا (پ ۳۱/۱۹) یہی لفظ فال کھولنے کیلیے بھی آیا ہے (پ ۴۴/۱۵) لابن کی طبیعت میں رسم بت پرستی اور حقیقی مذہب عجیب طرح سے ملے ہوئے تھے ؛

دھوکوں اور فریبوں کے باعث مغلوب ہؤا۔ اور ایک وفادار خادم کی خدمت اپنے ہاتھوں سے خود کھو بیٹھا :

خداآن آرام میں یعقوب کے گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ لیاہ کے بیٹے یہ تھے۔ روبن۔ شمعون۔ لاوی۔ یہودا۔ اشکار۔ زبولون۔ دینہ لیاہ کی بیٹی تھی۔ لیاہ کی خادمہ زلفہ سے جد اور آشر۔ راخل کی خادمہ بلہاہ سے دان اور نفتالی پیدا ہوئے۔ حاران میں راخل سے ایک مدت بعد یوسف پیدا ہؤا۔ اُسوقت اُس نے کہا۔ کہ "خدا نے مجھ سے عار کو دور کیا" اور اُس کا نام یوسف رکھا۔ جسوقت یعقوب اپنے بیٹوں کو برکت دیگا۔ تب ہم اُن میں سے ہر ایک کے گنوں اور خصلتوں کو معلوم کریں گے (باب ۴۹)

باب ۳۱
یعقوب کا بھاگنا

آخرکار وہ وقت آیا جب یعقوب نے لابن کے چہرے سے معلوم کیا۔ کہ وہ اُس سے پہلے کی طرح مانوس نہیں ہے[1] اسلیئے اُس نے لیاہ اور راخل کو الگ ایک کھیت میں بلوایا اور کہا۔ کہ کس طرح اُن کے باپ نے طرح طرح

---

[1] خدا اکثر اپنے لوگوں کو بے دینوں کی دشمنی کے ذریعہ زیادہ فائدہ پہنچاتا ہے بہ نسبت اس کے کہ اس کے لوگ از خود بہبودی میں ترقی کریں Lange's commentary vol i. p.539.

سے اسکو دھوکہ دیا۔ اور کس طرح بیت ایل کے خدا نے اِن سب تکلیفوں کو دیکھ کر جو اُسپر گذریں اُس قسم کو جو بیت ایل میں پتھر کو مخصوص کرتے وقت کھائی تھی یاد کیا (۳۱ باب ۱۳) اور حکم دیا کہ اُٹھ اور اپنے وطن کو جا۔ لیاہ اور راخل کو بھی یہ تجربہ ہو گیا تھا۔ کہ اُن کے باپ نے لالچ میں آکے اُن سے ایسا سلوک کیا۔ جیسے کسی غیر شخص سے کرتے ہیں اور ایسے سلوک سے اب اُسکی عزت اُنکی نظروں سے جاتی رہی تھی۔ چنانچہ اُنہوں نے خوشی سے باپ کے گھر کو چھوڑنا اور اپنے خاوند کے ہمراہ جانا قبول کیا۔

راخل ابتک ذرا وہمی تھی۔ اسلیے اُس نے اپنی خوش قسمتی سمجھ کے اپنے باپ کے تیرافیموں[ف] یعنی خانگی بتوں کو چُرا لیا۔ بعد میں یعقوب نے اُنہیں شکم کے بلوط تلے گاڑ دیا۔

پس یعقوب اپنی بیویوں اور بیٹوں اور بہت سا مال لیکے چپ چاپ نکل گیا۔ اور دریائے فرات عبور کر کے تیزی سے کوچ کرتا ہوا جلعاد کی طرف جو اُس کے اپنے ملک کی چوکی تھی چلا گیا۔ وہ پہلے بھی لابن کو چکمہ دے چکا تھا۔ اب پھر دیا اور تین دن کی راہ نکل گیا۔ جب لابن نے سُنا کہ وہ بھاگ گیا۔ تو اُس کا پیچھا کیا۔ یعقوب کی بکثرت بھیڑ بکریاں اُس کے سفر میں مزاحمت کرتی تھیں اور جس قدر جلدی اسکو جانا چاہیے تھا وہ نہ چل سکتا تھا۔ لابن

ف یہ تیرافیم لیتہ قد تھے اگرچہ بعض اتنے بڑے تھے ختنا کہ مائیکل نے داؤد کا پیچھا کرنے والوں کو دھوکہ دینے کیلیے بستر میں چھپا دیا تھا (اسموئیل ۱۹ باب ۱۳) میکاہ نے اپنی ماں کے دئے ہوئے روپے سے ایک تیرافیم بنایا تھا (قاضی ۱۸ باب ۱ صفحہ ۱۱۲)۔

خالی ہاتھ تھا۔ اسکے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ اسلیئے یعقوبؔ کو ساتویں دن جلعاد کے جنگلی پہاڑوں میں جا لیا۔ لابنؔ کو خواب میں یہ آگاہی مل گئی تھی۔ کہ خبردار یعقوب کے ساتھ سختی سے پیش نہ آئیو۔ جب وہ یعقوبؔ سے ملا تو اُس کے چھپ کے چلے جانے پر شکائیت کی اور کہا کہ اگر تو مجھے کہکر جاتا۔ تو میں خوشی اور سرور اور دف اور بربط کے ساتھ تجھے روانہ کرتا۔ یہ بھی شکائیت کی کہ تُو بتوں کو کیوں چُرا لایا ہے ؟

یعقوبؔ نے جلدی چلے آنے کی یہ معقول وجہ بتائی کہ اُسکو اندیشہ تھا کہ لابنؔ اُس کی بیویوں کو روک لیگا۔ اور جانے نہ دیگا۔ اور تیرافیموں کی بابت اُس نے قطعی انکار کیا۔ کیونکہ اُسے نہیں معلوم تھا کہ انہیں راخل لے آئی ہے۔ لابنؔ نے اُن کو ڈھونڈا۔ لیکن راخل نے اُنہیں چالاکی سے چھپائے رکھا۔ اور پتہ نہ لگنے دیا۔ تب یعقوبؔ کی بن آئی اور اُس نے لابنؔ کی گذشتہ بدسلوکیاں یاد دلائیں اور بُرا بھلا کہا جن کا لابنؔ جواب نہ دے سکا۔ اور اسلیئے اُس نے یعقوبؔ سے عہد باندھا۔ جن کی شرائط یہ تھیں۔ کہ یعقوبؔ لابنؔ کی بیٹیوں پہ مہربان رہیگا۔ اور اپنی اپنی زمینوں کی حدبندی کی (اب وہاں صرف پتھروں کا ڈھیر رہ گیا ہے) اور کہا کہ یہ لحاظ رہے کہ کسی کو نقصان پہنچانے کے ارادہ سے کوئی اُس سے آر پار نہ جائے اور پھر قربانی گذران کے عہد کی تکمیل کی[ك]

[ن] یعقوب نے قسم کھا کر اس عہد کی تصدیق کی اور اپنے باپ اضحاق کی قسم کھائی یہ الفاظ ۴۲ ویں آیت میں بھی آئے ہیں جنکا مطلب یہ ہے وہ خدا جسکو اضحاق سجدہ کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کے معنی ہیں کہ ابراہام اور اضحاق کا خدا ایک ہی ہے پیدا ۳۱

بعد اس کے ضیافت ہوئی - لابن نے اپنی بیٹیوں کو دعائے خیر اور برکت دی اور اپنے گھر کا رستہ لیا - اب یہ خود غرض شخص جو اپنا ہی فایدہ ڈھونڈتا تھا اور نفع کمانے کی خاطر چھل اور فریب کام میں لاتا تھا - اور جسکی نسبت لڑکیوں کا بھی خیال تھا - کہ سخت باپ ہے ہماری تو اربیخ سے روپوش ہوتا ہے ؛

اور اس کے ساتھ افود بھی رکھا تھا - ہوسیع کہتا ہے کہ بنی اسرائیل بہت دنوں تک بغیر افود اور ترافیم کے رہینگے (۳/۴) جس سے یہ مراد ہے کہ انکو ان اشیاء کے رکھنے کی ممانعت نہ تھی - معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وجہ سے وہ بت پرستی کی طرف مائل ہو گئے تھے اسلیئے یوسیع نے ان کو دفع کر دیا (۲ سلاطین ۲۳/۲۴) مابعد زمانہ میں لوگ ان کے ذریعہ رمالی کرتے تھے اور فال کھولتے تھے (حزقیل ۲۱/۲۱ - زکریاہ ۱۰/۲) یہ پرستش اور پوجنے کی چیزیں نہ تھیں ان کی انسانی شکل و صورت نہ تھی - پس جب ہم یہ معلوم کرتے ہیں - کہ یہ فال گیری اور رمالی کے کام میں آتے تھے اور پوجنے اور پرستش کی عزت ان کو حاصل نہیں تھی - تو ہم بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ وہ لوگ جو خلوص نیت اور دل سے یہوواہ کی پرستش کرتے ہیں اپنے گھروں میں انکی موجودگی کا مطلق خیال نہیں کرتے اور نہ ان کے ہونے سے ان کے دین اور اصول میں کسی قسم کا فرق ہوتا ہے ؛

Hastings Dictionary of the Bible p.718

Smith's Dictionary of the Bible vol iii p 1468.

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰ - "تم رب الافواج کی تصدیق کرو اور اسی سے ڈرتے رہو"

باب ۳۲

عیسو کا آنا۔ یعقوب پنی ایل میں

یعقوب بھی روانہ ہوا۔ اور خدا کے فرشتوں نے اس سے ملاقات کی اس سے اس کو خدا کی مہربانی کا اور بھی یقین ہو گیا۔ یعقوب نے کہا کہ "یہ خدا کا لشکر ہے اور اس جگہ کا نام مہنائیم رکھا۔ جس کے معنی ہیں دو لشکر یا دو جماعتیں۔ اب یہ قوم کا بزرگ اپنی زندگی کے دور کی نئی منزل میں داخل ہوتا ہے۔ یہ اسکے لئے ایک نازک وقت تھا لیکن یہ مضبوطی اور عقلمندی اور عالی حوصلگی سے اس وقت سے گذر جاتا ہے۔ مدتوں سے گھر سے باہر رہا۔ گھر سے اکیلا چلا گیا۔ پر اب خدا کی پروردگاری کے طفیل اکیلا اور مفلس نہیں بلکہ امیر اور طاقتور سردار ہو کے واپس آتا ہے اور وعدہ کی ہوئی میراث پر قبضہ کرنے کے لئے قدم اٹھاتا ہے وہ ابرہام کی مانند بیت ایل کی بلندیوں پر اور موسیٰ

ئه اس نام کے کئی معنی بتائے گئے ہیں ایک تو فرشتہ کی جماعت یا لشکر اور دوسرے یعقوب کے ساتھی ایک اور خیال یہ ہے کہ جب وہ عیسو کے ڈر سے بھاگا تھا تو اُسنے بیت ایل میں فرشتوں کی دو جماعتیں دیکھی تھیں ایک وہ جو سیڑھی پر چڑھ رہی تھی اور دوسری جو اُتر رہی تھی اور اسوقت فرشتوں کے یہ لشکر دو محافظ بنگئے یعقوب کی ہر جانب ایک ایک "خداوند کا فرشتہ ان کی چاروں طرف جو اس سے ڈرتے ہیں خیمہ زن ہوتا ہے" (زبور ۳۴: ۷) یہ معنی زیادہ موزوں معلوم ہوتے ہیں لاابن کے ڈر سے اب بیخوف تھا عیسو کا ڈر باقی تھا اس

کیطرح لیبگاہ کی چوٹی پر کھڑا ہوتا ہے اور پہرو کے برج۔ جلعاد کے مضیاہ پر کھڑا ہو کے اُس زمین کی لمبائی چوڑائی کو جو بعد میں اُسی کے نام سے کہلائی دیکھتا ہے اُسکا باطن ظاہر سے زیادہ تبدیل ہو گیا ہے خدمت کے دراز برسوں نے اپنا کام پورا کر دیا۔ اِس جوان کی تاریک اور مکار خصلت اگرچہ بالکل جاتی نہیں رہی ہے لیکن آزمائشوں اور مصیبتوں نے شہزادوں اور خدا پرستوں تک کی خصلت میں تبدیلی کر دی ہے ہم آگے چل کر اس حادثہ پر غور کریں گے جس نے اس تبدیلی کو کامل کر دیا۔ بالفعل ہم غور کریں کہ عیسو کے آنے سے وہ کس قدر متفکر تھا۔

یعقوب نے اپنے قاصدوں کو عیسو کے پاس بھیجا اور تاکید کی۔ کہ اُس کو "میرے خداوند کے نام سے خطاب کرنا۔ اِس سے اُسکو اُمید تھی کہ وہ اپنے بھائی کا منظور نظر ہوگا۔ اور دونوں میں صلح ہو جائیگی۔ قاصدوں نے آکر خبر دی کہ عیسو ۴۰۰ آدمیوں کے ساتھ اُس سے ملنے آرہا ہے یہ صلح کی صورت نہ تھی اور یعقوب پر خوف اور بے چینی طاری ہو گئی :

تہنائیم میں فرشتوں کی گروہ جس نے اُس کے چاروں طرف خیمہ کیا تھا اُس کی طاقت اور خوشی کا باعث ہوئی۔ اب عیسو کا لشکر جسقدر قریب آتا جاتا تھا اُسی قدر اُس کا خوف اور بالیسی زیادہ ہوتی تھی۔ کچھ تعجب نہیں کہ وہ اُس وقت واپس بھاگ جاتا۔ لیکن یعقوب اُس وقت موعودہ زمین کی حد پر تھا۔ اور اُس پر قبضہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اُس نے موقعہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۲۔ متردد وقت میں فرشتوں کی رویا سے اس قوم کے بزرگ کی ہمت افزائی ہوئی۔ Stanley. The Jewish Church Vol I p. 58-

کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ لیکن اس درپیش مشکل کا سامنا کرنے کو تیار ہوا۔
اُس نے اپنے لوگوں اور گلوں کے دو حصے کئے تاکہ اگر عیسو ایک پر حملہ آور
ہو تو دوسرا بھاگ جائے۔ یہ کہہ کر کے اُس نے خداوند سے اپنی رہائی اور سلامتی
کے لئے دُعا کی۔ بتب بھائی سے میل کرنے کی خاطر اُس نے گلے میں سے پے درپے
تحفے بھیجنے شروع کئے۔ تاکہ عیسو کے دل پر بھیڑ بکریوں کا لگاتار آنا دیکھکر
زیادہ اثر ہو۔ ساتھ ہی ایک دوستانہ پیغام بھی بھیجا۔ تو بھی یعقوب کو
عیسو پر پورا بھروسا نہ تھا۔ اسلیئے عملی آدمی ہونے کی وجہ سے اِدھر تو تحفہ
بھیجے۔ اُدھر اپنی جوروؤں۔ لونڈیوں۔ بیٹیوں اور تمام مال و اسباب کو
یبوق ندی کے پار بھیج دیا اور خود پیچھے رہ گیا۔

اُس پر فکر میں غالب تھیں اُسکو اندیشہ تھا کہ باوجود اتنے تحفے لینے
کے یہ ممکن ہے کہ عیسو کا غضب ٹھنڈا نہ ہو۔ اور وُہ یعقوب کو موعودہ
زمین میں داخل ہونے سے روکے۔ یہ اُسکی زندگی میں ایک نازک وقت
تھا۔ اور اسلیئے ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وُہ پیچھے اکیلا دُعا کرنے کو ٹھیر گیا۔
اُسے کل کی خبر نہ تھی۔ اگر عیسو چاہتا تو اب انتقام لے سکتا تھا یعقوب
کی مدد پر کوئی زمینی دوست نہ تھا۔ اس خطرہ کے وقت صرف خدا ہی
اُس کا محافظ تھا اُس کا دل اتنا پریشان تھا۔ کہ وہ اپنے مویشی بچوں اور
اُن عورتوں تک کی جن سے اتنی محبت رکھتا تھا۔ بات چیت اور شور وغل
کی برداشت نہ کر سکا۔ اُس نے تنہائی کی تلاش کی اور ہم پڑھتے ہیں کہ
"یعقوب اکیلا رہگیا" (آیت ۲۴) یکایک ایک آدمی آیا اور یعقوب

سے یہاں تک لڑتا رہا کہ مجبور ہو گئی۔ وہ یعقوب پر غالب نہ آ سکا (پید ۳۲/۲۵) اس لئے اُس کی ران کی نس کو چڑھا دیا۔ اب یعقوب کو معلوم ہوا کہ وہ کسی فوق البشر سے لڑ رہا ہے اور یہ معلوم کرتے ہی اُس نے اُس کو پکڑ لیا اور کہا کہ جب تک تو مجھے برکت نہیں دیگا میں تجھے نہ چھوڑونگا اُس کو اُن تحفے تحائف پر بھروسہ تھا جو اُس نے عیسو کا غصہ ٹھنڈا کرنے کو بھیجے تھے۔ اب وہ اپنی تدبیروں پر بھروسہ نہیں کرتا۔ بلکہ خود خدا سے برکت پانے کا محتاج ہوتا ہے اور برکت حاصل کرتا ہے اُس کی تمام دانائی خاک میں ملگئی اور اب

ہوا سب طرف سے جو ناچار وہ – تو مرضی الٰہی کے تابع ہوا

ابرہام نے خدا کے وعدوں پر بھروسہ کر کے اپنا تمام مال و متاع نثار کر دیا تھا۔ اسحاق جان تک دینے کو تیار تھا۔ یعقوب کو اپنی خودی کو چھوڑنا پڑا۔ اور خود سری اور خود مختاری اور اپنی خوبی اور لیاقت پر بھروسا کرنا ترک کرنا پڑا۔ اس لڑائی میں اُس نے نیا نام حاصل کیا۔ وہ یعقوب اڑنگا مارنے والے کے نام سے نئی زمین میں داخل نہیں ہوتا۔ بلکہ اسرائیل یعنی خدا کے شاہزادے کے نام سے[1]۔ وہ عیسو کو ٹھگنے پر جلاوطن ہوا تھا جلاوطنی کی حالت میں اپنی چالاکی اور حکمت عملی سے لابن کو مغلوب کیا۔ ابھی عیسو کو خوش کرنے کی حکمت لڑائی۔ اب دیکھتے دیکھتے وہ انسانیت جو اس سے بدکام کروا رہی تھی جاتی رہی۔ وہ نئی انسانیت کو پہن کے نیا انسان بنگیا ایسا انسان جو خدا کو روبرو دیکھ کر جلاوطنی سے سلامت اپنے گھر کو چلا

[1] یعنی وہ جو خدا سے کشتی کرتا ہے ۔

جائے۔ اب اسکی بہتر خصلت ظاہر ہوتی ہے اُسکے پاؤں سیدھے رستے پر قدم اُٹھاتے ہیں۔ فرشتہ نے اپنا نام بتانے سے انکار کیا۔[1] لیکن اس عاجزو انکسار لیکن سئے شخص کو جو اُس کے سامنے کھڑا تھا۔ برکت دیدی پس اگرچہ خدا نے نام بتانے سے انکار کیا تو بھی یعقوب اُس کو پہچان گیا اور اس یادگاری میں اُس جگہ کا نام پینی ایل[2] رکھا۔ اور کہا "میں نے خدا کو روبرو دیکھا اور بندہ رہا۔"

کہتے ہیں کہ اس سے بھی زیادہ قایم رہنے والی یادگار جس کی اور مثال نہیں مل سکتی۔ یہ ہے کہ کلیسیا کو اُس وقت سے ابتک تمام زمانوں میں نہایت ہی نازک وقت کی شام کو کسی غالب آتی ہوئی آزمائش کی تنہائی اور تاریکی میں مثل ایسے ہی عجیب کشتی لڑنے والے کے ساتھ زور کرنا پڑا ہے۔

چارلس ویسلی اپنی نظم میں اس کا ذکر بڑی دلچسپی سے بیان کرتا ہے جس کا قریبی ترجمہ یہ ہے:

تو غیبی مسافر نہ آتا نظر ہے	میں پکڑے ہوں تجھکو تو جانا کدھر ہے
میرے لوگ آگے چلے بھی گئے ہیں	اکیلا دعا مانگنے رہ گیا ہیں
تیرے ساتھ ہی رات بھر میں رہونگا	تیرے ساتھ ہی تا سحر میں لڑوں گا
بھروسے مایوسی پر اپنی مجھکو	ہوں اتنا تواں پر نہ چھوڑوں گا تجھکو

[1] فرشتہ نے منوحا کو بھی نام بتانے سے انکار کیا تھا (قاضی ۱۸:۱۳)

[2] بعد میں یہ جگہ یردن کے دروں کی نگہبانی کرتی تھی یہاں فوجی پہرہ لگا رہتا تھا۔

مجھے کہہ کہ برکت مجھے مل گئی ہے تیری جیت اور ہار میری ہی ہے"
بہت لوگوں پر جبکہ وہ پرانی عادتوں کو اور برائیوں کو چھوڑتے ہیں تو ایسا
ہی نازک وقت واقع ہوتا ہے اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو یعقوب کیطرح
مصیبتیں جھیل کر اور پرجوش دعائیں کر کے فتح اور نئی انسانیت حاصل کرتے
ہیں جس سے یہ معنی ہیں کہ پرانی چیزیں گذر گئیں اور سب چیزیں نئی ہو
گئیں (۲ کرنتی ۵/۱۷) "اب وہ موعودہ زمین میں داخل ہونے کے
قابل بن گیا ہے۔ مشکلات اور رنج و غم اب بھی درپیش ہونگے لیکن
اب وہ ایک تبدیل شدہ انسان کی طرح انکا مقابلہ کرے گا"
Mc. Fadyen, The Historical narrative of the old Test p 23.

"اس بیان میں روحانی تجربہ کی ایک فوٹو کھینچی گئی ہے یعقوب اپنی
زندگی کے نازک وقت میں سے گذر چکا ہے اور ایسا سبق سیکھا ہے جس
نے اسکو خاکسار بنادیا۔ اور اسکی خودی کو توڑ دیا اور اسکو قایل کر دیا۔ کہ وہ
خدا کے ہاتھ سے برکتوں کو چھین نہیں سکتا۔ بلکہ ان کو فضل کی نعمت
کی طرح حاصل کر سکتا ہے" آجکل ہندوستانی کلیسیا کے لئے یہ بڑا سبق
ہے۔

تُو جنہوں نے رنج کی روٹی کبھی کھائی نہیں۔ اور دعا میں رات گھٹنوں پہ کبھی کاٹی نہیں
آہ و زاری اور بیداری کبھی جس نے کی۔ آسمانی طاقتوں کا بس وہ قایل ہی نہیں

باب ۳۲: ۱-۱۷

یعقوب کی عیسو سے ملاقات

جس وقت یعقوب پنی ایل سے گذر رہا تھا۔ اُسی وقت آفتاب طلوع ہوا اور رات کی تاریکی دور ہوئی۔ اُسی وقت اُس کی رُوح پر سے فکر اور غم کے بادل صاف ہو گئے کیونکہ اُس کے چہرہ پر خدا کے چہرہ کا جلوہ چمکا تھا۔ اُس کے اتنی دیر تک لڑائی کرنے کا ثبوت یہ تھا کہ وہ لنگڑاتا ہُوا اپنے خیمہ کی طرف چلا۔ اُس کے گھر والوں نے اُس کی یہ حالت دیکھی اور اُس وقت سے آج تک "بنی اسرائیل اُس نس کو جو ران کے بیچ ہے نہیں کھاتے۔"[1] اور اس طرح اس زبردست کشتی کی یادگار ابد تک قائم رہیگی۔ ڈاڈز (Dods) اس سے ایک بڑا ضروری سبق یہ نکالتا ہے کہ جبکہ خدا ہمارے پڑوسیوں کی رُوحانی زندگی کو چھو کے اُنہیں نیا بناتا ہے تو ہمارا برتاؤ خدا کے اس کام میں جو ہمارے پڑوسیوں کی روحوں میں ہو رہا ہے کیا ہوتا ہے۔ ہم پر ان خصوصیات کی عزت کرنا لازمی ہے جو اکثر تبدیلئے مذہب کے پیچھے پہل معلوم ہوتے ہیں ہم کو اُن کے ساتھ قدم سے قدم ملا کے چلنا جیسے کہ اب تک چلتے تھے دشوار معلوم ہوتا ہے اور اُن کے ساتھ نبھانا مشکل نظر آتا ہے دوسرے نیک لوگوں کی سی زندگی بسر کرنے میں ناراضمندی ظاہر کرنا اُن کی بے جرم تفریح طبع میں حصہ نہ

[1] تالمود میں اس رات کا ذکر ہے لاویوں کی شریعت میں نہیں۔

The Cambridge Bible p. 126.

لینے کے قابل ہونا۔ اور بے تبدیل لوگوں سے کج ادائی کرنا اور بہت سے اور نتائج کی جو انسانی روحوں میں خدا کے کام کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں عزت کرنا ہم پر فرض ہے کیونکہ اگرچہ وہ از خود موزوں اور مفید نظر نہیں آتے تو بھی وہ خدا کی سچائی کے ثبوت ہیں ہمارے درمیان اسوقت بھی لنگڑا تے ہوئے یعقوب موجود ہیں اور ہمیں چاہیئے کہ صبر اور تحمل سے اُن کی برداشت کریں۔
اب یعقوب بغیر خوف اور مایوسی کے عیسو سے ملنے کو آگے بڑھ سکتا ہے لیکن تو بھی جب اپنے بھائی کو دیکھتا ہے کہ . . ہم کی جمعیت کے ساتھ بڑھا آتا ہے تو ضروری پیش بندی کی طرف سے غافل نہیں ہوتا۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ عیسو حملہ آور ہو جائے وہ اپنی جمعیت کے دو ٹکڑے کر کے ادب اور تعظیم کے ساتھ اپنے بھائی سے ملاقات کرنے اکیلا جاتا ہے۔ عیسو بھی نیک سلوکی کرتا ہے لپک کے آگے بڑھتا ہے اور یعقوب سے فراخدلی سے ملتا ہے اُسوقت دونوں کی حالت پر ایسا اثر ہوا کہ مارے خوشی کے رونے لگے۔ تب یعقوب نے اپنی بیویوں اور بچوں کی ملاقات عیسو سے کرائی۔ اور اسے تحفے لینے پر مجبور کیا یہاں تک کہ عیسو کو انہیں قبول کرنا پڑا عیسو نے اپنے لوگ یعقوب کے ساتھ جانے کو نذر کئے۔ لیکن یعقوب نے بڑی خوش خلقی سے انکار کیا۔ اُسکو اندیشہ تھا اور معقول اندیشہ تھا کیونکہ دونوں بھائیوں کے آدمیوں کے درمیان تنازعہ ہو جانا ممکن تھا محبت اور صلح کے ساتھ ایکدوسرے سے جدا ہو جانا عقلمندی تھی اس سے طبیعتوں میں فرق نہیں آیا دونوں جیسے کے تیسے رہے عیسو لاپرواہ اور بے فکرہ۔ یعقوب اپنی

اُدھیڑ بن کیا معروف ہے۔ Camb Bible p. 338.

باب ۳۳ : ۱۸ سے ۳۴ : ۳۱ تک

یعقوب کا سِکم میں جانا

اُسی دن عیسو شعیر کو گیا اور یعقوب سکات کو روانہ ہوا۔ خطرناک ملاقات ہو چکی۔ یعقوب کا مال و اسباب کچھ کم ہو گیا۔ لیکن اسکو اور اُس کے خاندان کو یہ دیکھ کے بڑی دلجمعی ہوئی۔ کہ ملاقات خاطر خواہ ہو گئی۔ اُس نے اپنی جان کو مبارکباد کہا۔ وہ سکم کے نزدیک آیا اور شہر کے باہر خیمہ زن ہؤا۔ اُس نے وہاں سکونت کرنے کی غرض سے ایک قطعہ زمین خرید لیا اور ایک مذبح بنایا اور اُس کا نام ایل الٰہہ رکھا جس کے معنی ہیں۔ خدا۔ اسرائیل کا خدا۔ اب وہ کنعان کے بے دین لوگوں کے درمیان رہنے کو آیا اور آتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ ایک ظاہری نشان سے سب لوگوں کے روبرو اپنا ایمان ایک حقیقی خدا پر ظاہر کیا۔ "اب تک یہوواہ کو ابراہام کا خدا۔ خدا اور اپنے باپ اضحاق کا معبود کہتا تھا۔ اب کنعان میں آ کر (مثل زمین کے وارث کے) وہ اُس خدا کو اپنا خدا۔ ایل۔ اسرائیل کا خدا کہتا ہے۔" Speakers Commentary Vol I. p 184.

ہمیں تو اُمید تھی کہ وہ اس عجیب رویا کی جگہ بیت ایل کو جائیگا (۲۸: ۲۲-۱۱) لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرصہ دراز سے وہاں سے دور رہا۔ اور اب جیسا ہے

وہاں ستھری چراگاہ ملگئی ہے جس کو اپنے جانوروں کے باعث چھوڑ نہیں سکتا۔ اِس لئے بَیت ایل میں جانے سے توقف کیا اور بیدیوں کے بڑے شہر سِکم کے نزدیک قیام کیا۔ یہاں ایک حادثہ گذرا۔ یہ ایک دلسوز واقعہ ہے اور اس سے شمعون اور لاوی کی خصلت کا پتہ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ایسی خصلت کی وجہ خاندانی فخر اور غیرت مندرُوح ہے۔ جب یعقوب نے یہ معاملہ سُنا تو بہت گھبرایا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ اُسکو اپنے بیٹوں کی بے رحمی اور دغابازی کی بہ نسبت اپنی سلامتی کی زیادہ فکر اور گھبراہٹ ہُوئی۔ چنانچہ اس وہم کا اظہار اُس کے اُن الفاظ سے ظاہر ہے کہ "تم نے مجھ کو دُکھ دیا کہ اس زمین کے باشندوں میں۔ کنعانیوں اور فرزیوں میں مجھے گھنونا کیا۔ ہم تو تھوڑے ہیں وُہ سب میرے مقابلہ میں اکٹھے ہونگے اور مجھکو قتل کرینگے اور میرا گھرانا برباد ہوگا" (۳۴:۳۰)

باب ۳۵

۱-۲۰

یعقوب کا بَیت ایل اور افراط میں رہنا

خدا اپنے بندے کو خطرہ سے بچانے کی خاطر پھر عیاں میں آیا۔ اور اُسے بَیت ایل کو جانے کی ہدایت کی کہ وہاں رہ کر خدا کی عبادت کرے یعقوب حکم بجا لایا۔ لیکن روانہ ہونے سے پیشتر اپنے سب ساتھیوں

حکم دیا کہ سب اجنبی معبودوں کو پھینک دیں اور اپنے تئیں پاک کریں اور
کپڑے بدلیں (دیکھو زبور پیدائش ۳۵/۲) اُنہوں نے ایسا ہی کیا اور بتوں
کے ساتھ مُندرے جو اُن کے کانوں میں تھے نکال لائے۔ جنہیں یعقوب
نے سکم کے نزدیک ایک بلوط کے درخت تلے گاڑ دیا۔ خیال تھا۔ کہ
اُس شہر کے لوگ اُس کا پیچھا کریں گے۔ کیونکہ یعقوب کے بیٹوں نے
اُن کا غصہ بھڑکایا تھا۔ لیکن ایسا نہیں ہُوا۔ کیونکہ اُن پر خدا کا خوف
پڑا تھا۔ بیت ایل میں پہنچکر ربقہ کی ضعیف العمر دائی دبورہ مر گئی۔
جس بلوط کے نیچے اُسے دفن کیا۔ اُس کا نام الون بکوت یعنی
ماتمی بلوط رکھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب کو اُس عورت
کے مرنے کا کس قدر رنج تھا۔ جس نے اُس کے بچپن سے اُس
کا ساتھ دیا تھا جبتک وہ زندہ رہی وہ اُس کی عزت کرتا رہا
اور مرنے کے بعد ماتم کیا" جب یعقوب شام کے وقت کام سے واپس
آتا تھا۔ اب وہ عقلمند اور بشاش چہرہ خیمہ کے دروازہ پر نہیں
آتا تھا۔ اب اُس کی مُصیبتوں کے وقت وہ صلاح کار ضعیف
عورت نہیں رہی۔ یہ سب باتیں اس کے ساتھ گُذری ہُوئیں اور
یعقوب کی زندگی کی ایک نئی منزل شروع ہُوئی"۔

تب خدا یعقوب پر ظاہر ہُوا اور اسکو نئے نام اسرائیل کے نام سے
پکارا اور اُن وعدوں کو دوہرایا جو ابرہام سے کئے گئے تھے (۱۴/۶-۲)
یعقوب نے ایک ستون (مسیبہ) کھڑا کیا اور اُسے مخصوص کیا۔ وہ

بیت ایل میں پہلے بھی ایک ستون کھڑا کر چکا تھا (پیدائش ۳۵ ۱۴) ممکن ہے کہ یہاں اسی کا ذکر ہو یا دوسرا ہو۔

یہ کوچ کرتے ہوئے افراط میں آئے۔ یہاں پہنچ کر قوم کے بزرگ پر ایسی الٰہی آفت آئی کہ اب تک نہ آئی تھی۔ راخل دوسرا بچہ ہونے پر جان بحق ہوئی۔ یعقوب کا غم رونے سے بھی نہ گیا۔ بلکہ یہ مدتوں غم کرتا رہا۔ پیچھے بہت بعد جب وہ مصر میں اپنی زندگی کے خاتمہ پر تھا۔ تو دلسوز الفاظ میں راخل کے مرنے کا یوں ذکر کرتا ہے "راخل میرے غم کے لئے مر گئی" (پیدائش ۴۸ انگریزی ترجمہ ثانی) یعنی مر گئی اور میرے لئے غم چھوڑ گئی۔ اس محبتی اور پیاری عورت نے جب دیکھا کہ میں اپنے بچے کی نادر انہ خبرگیری نہیں کر سکونگی اور نہ اسکو پال پوس سکونگی تو اس کا نام بن اونی یعنی "میرے رنج کا بیٹا رکھا" لیکن اس کے باپ نے رخصت ہوتی ہوئی ماں کی محبت کی یادگاری میں اسکو بنیامین یعنی "دائیں ہاتھ کا بیٹا"[۲] کہا یعنی "میری خوش قسمتی کا بیٹا" بہت برسوں بعد جبکہ اہل یہود اپنی قومی مصیبت پر روتے اور ماتم کرتے تھے۔ تو انہیں راخل کے غم کا خیال آتا تھا۔ جبکہ ظالم ہیرودیس کے عہد میں بیت لحم کے بچوں کا قتال ہوا۔ تو "راخل اپنے بچوں کے لئے روتی ہے" کہا گیا۔ رسول متی نے (۲/۱۸) بیت لحم کو راخل سے نسبت دی ہے۔ کس کی وجہ سے

---

[۱] بچہ پیدا ہوتے وقت ماں کے مرنے کا یہ پہلا ذکر ہے +

[۲] دایاں ہاتھ مبارک پہلو ہے۔ نیک فال کا پہلو۔ (اسلاطین ۲/۱۹ ۱۲-۱۹ اسلاطین ۸ اور زبور ۴۵/۹)

بیت لحم کی ماؤں پر یہ بپتا پڑی؟ اسرائیل کے آخری بیٹے کی پیدائش کی وجہ سے۔ ایک بہت پرانے درخت کے تنے سے۔ جو مدتوں بے شاخ و ثمر رہا اب یکایک ایک کونپل پھوٹ نکلی۔ Dodo Genesis p. 318

باب ۳۶
عیسو کی اولاد

چھتیسویں باب میں عیسو کی اولاد اور سرداروں کے نام کی فہرست ہے اس باب سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ عیسو اپنے خاندان اور مال و اسباب سمیت اپنے بھائی سے دور ایک ملک میں گیا ان کی جدائی کا وہی سبب تھا جو ابرہام اور لوط کی جدائی کا تھا لیکن دونوں کے اسباب اور گلے کے لئے ایک ہی زمین پر گنجائش نہ تھی۔

"بادشاہ ادوم پر مسلط ہوئے۔ پیشتر اس سے کہ اسرائیل کا کوئی بادشاہ ہو" (۳۶/۳۱) بعض نکتہ چینیوں نے ان الفاظ کے یہ معنی نکالے ہیں کہ یہ الفاظ یہودیوں کی سلطنت قایم ہونے کے بعد لکھے گئے ہیں۔ لیکن ایسے خیالات کی گنجائش نہیں ہے اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں "پیشتر اس سے کہ اسرائیل کا کوئی بادشاہ حکومت کرے"۔ یا۔ "اب تک بنی اسرائیل کا کوئی بادشاہ نہ تھا"۔ خدا نے یعقوب سے وعدہ کیا تھا کہ اس سے بادشاہ ہوں گے (۳۵/۱۱) پس ظاہر ہے کہ بنی اسرائیل ایسے وقت کے منتظر تھے۔ اس کا اصلی مطلب

یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے وقت کے آنے سے پیشتر ہی ادوم میں بادشاہ موجود تھے۔ Century Bible p 347.

باب ۳۷:۲

یوسف کا احوال

اب ہم یوسف کے دلچسپ احوال تک آتے ہیں سینتیسویں باب سے اسوائے ارتیسویں کو چھوڑ کر) باقی تمام پیدائش کی کتاب میں اسی شخص کا حال ہے علمی لحاظ سے یہ ایک پورا قصہ ہے کیونکہ اس میں تمام چھوٹی چھوٹی غیر ضروری باتیں چھوڑ دی گئی ہیں تاکہ پڑھنے والے کی توجہ اصلی مقصد سے اِدھر اُدھر نہ ہو جائے۔ رائیل Ryle کہتا ہے "اس کا طرز بیان اعلےٰ درجہ کا ہے اس میں بڑے دل سوز اور رقت آمیز نظارے ہیں خصلت اور چال چلن کا خاکہ کھینچنے میں یہ فن مصوری کو آسان اور مضبوط کر دیتا ہے یوسف کا دور زندگی ایک ڈرامہ ہے اسکی زندگی کے تمام واقعات میں خدا کی گھیرنے والی پروردگاری اسکی محافظ اور رہبر ہے اسکی سخاوت۔ فیاض دلی۔ اولوالعزمی اور عالی حوصلگی اس سے صادر ہے کہ اُس نے اُن لوگوں کی بھی جنہوں نے اس کے قتل کرنے کی سازش کی تھی جان بخشی کر دی۔"

لہ ڈلمین Dillman اس کا یہ ترجمہ کرتا ہے "پیشتر اس سے کہ اسرائیلی بادشاہ نے حکومت کی یعنی ادوم پر۔ یہاں داؤد کے آدمیوں پر قبضہ کرنے کی طرف اشارہ ہے۔"

The Camb Bible p. 349.

اس احوال کا ابتدائی حصہ دو مختلف منبعوں سے لیا گیا ہے ایک میں تو اس
کا ذکر ہے کہ یہوداؔ اپنے بھائیوں کو صلاح دیتا ہے کہ یوسف کو قتل کرنے
کا ارادہ چھوڑ دیں لیکن اسکو غلام کی طرح بیچ دیں اور انہوں نے ایسا
ہی کیا (۳۶/۲۶-۲۷) اور دوسرے بیان میں روبنؔ کی صلاح دینے کا ذکر
ہے کہ اس کا خون نہ بہاؤ بلکہ اُسے کنوئیں میں پھینک دو۔ اور بعد تھوڑی
دیر کے جب وہ کنوئیں کے پاس پھر گیا تو دیکھا کہ انہوں نے لڑکے کو کوئیں
سے نکال کے مدیانی سوداگروں کو دیدیا اور وہ اسکو لے گئے (۳۷/۲۸-۲۹)
جب ہم باب کے اِس حصے تک آویں تو ذرا اسکو یاد رکھیں۔

یعقوب کو یوسف سے بہت محبت تھی اور اُس نے اس محبت کو
اس طرح ظاہر کیا کہ اُسکے لئے ایک بُوقلموں قبا بنوادی "یہ آستینوں دار
ایک لمبی پوشاک ہوتی ہے جسے اعلےٰ درجہ کے لوگ پہنتے ہیں (۲ سموئیل
۱۳/۱۸) غزل الغزلات میں بھی ایسے ہی جامہ کا ذکر ہے (۵/۳) احبار ۱۶/۴
میں اسکو کتانی "مقدس پیراہن" کہتا ہے جس کے پہننے کا ہارون کو حکم
تھا۔ اور اسلئے یہ مقدس لباس بھی[1] ہے اس لڑکے کے بدن پر یہ کپڑا دیکھکر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۵ - محمدیوں میں یوسف کا تذکرہ بہت عزیز ہے قرآن میں اسکا طویل بیان ہے اور
سورہ یوسف (۱۲) علمی نکتہ خیال سے اعلےٰ درجہ کا سورہ سمجھا جاتا ہے اس میں بہت سی وہ باتیں شامل
ہیں جنکی بابت مشہور ہے کہ محمد کو الہام ہوا تھا (آیت ۱۰۳) اس میں یوسف کا بہت کلام ایسا ہے جسکی
نسبت کہہ سکتے ہیں کہ محمد نے گویا اپنی طرف سے یوسف کے منہ میں ڈالدیا ہے (خود یوسف کا کلام نہیں)

لے ان تینوں موقعوں پر عبرانی כתנת ایک ہی لفظ ہے ؛

اس کے بھائی جلنے لگے کیونکہ یہ اُن کے لباس سے بہت مختلف تھا اور اُنکو یہ خیال گذرا کہ اُن کا باپ اس کو گھر کا سردار بنانا چاہتا ہے یُوسفؔ کے خوابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے دماغ میں بھی ایسے خیال گونجتے تھے یعقوبؔ نے یُوسف کو بلہاہ اور زلفاہ کے بیٹوں دانؔ ۔ نفتالیؔ ۔ جدؔ اور آشرؔ کی مدد کرنے کو بھیجا۔ اُن کا چال چلن درست نہ تھا اور اُس نے باپ کو اُن کی خبر دی یہ لڑکا روشن ضمیر اور صاف دل تھا۔ اس لئے اُن کے بد اعمال اور بدزبانی کی برداشت نہ کر سکا۔ باپ کو خبر کرنا ضروری امر تھا کیونکہ باپ ہی اُنکو دبائے اور اُن کی اصلاح کرنے کا حق رکھتا تھا۔ تب خواب نظر آئے۔ یہ قابل غور ہے کہ جب وہ بھائیوں کا ذکر کرتا ہے کہ وہ اُس کے آگے خم ہوئے تو یعقوبؔ خاموش رہا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کی بھی یہی خواہش تھی۔ دوسرے خواب میں اُس کے باپ ماں[1] اور بھائیوں کا اُس کے آگے خم ہونے کا ذکر ہے۔ چونکہ اُس کے باپ کو یہ خیال ہرگز نہ تھا۔ کہ والدین بھی اپنے بیٹے کے تابعدار ہونگے اس لئے اُس کو گھر کا۔ لیکن اس بات کو اپنے دل میں رکھا۔ اُس کے بھائیوں کو حسد ہوا۔ اور حسد سے کرید نفرت پیدا ہوئی۔ تعجب نہیں کہ یوسف کو جاگتے پر بھی یہ خیال آتے ہوں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑا اہم وقوعہ ہونیوالا ہے مثل مشہور ہے کہ ہماری خواہشات

---

[1] اس سے معلوم ہے کہ راخل ابھی زندہ تھی دوریان مختلف جگہوں سے لئے گئے ہیں دوسرا خیال یہ ہے کہ ماں سے مراد یوسف کی سوتیلی ماں لیاہ سے ہے یا بلہاہ سے جو راخل کی لونڈی تھی دیکھو Speakers Commentary Vol. 1. p. 194 لیکن یہ محض خواب تھا۔

ہماری لیاقتوں کی پیش خیال ہیں" جبکہ انسان کے دل کی ایسی حالت ہوتی
ہے تو خوابوں کا بھی عجیب اثر ہوتا ہے اور اُنکو حقیقی ہونے کا رتبہ ملجاتا
ہے۔ الیہو نے کہا۔ "خواب میں رات کی رویا میں جب بھاری نیند لوگوں
پر پڑتی ہے اور بچھونے پر سوتے ہیں اُسوقت وہ انسان کے کان کھولتا
ہے اور اُن کے ذہن میں تعلیم نقش کر دیتا ہے (ایوب ۳۳/۱۵-۱۶)

یوسف کے بھائی گلّوں کو سکم میں لے گئے تھے (یعقوب نے یہاں
ایک قطعہ اراضی خریدا تھا۔ یشوع ۲۴/۳۲) یہاں چراگاہ اچھی تھی۔ اور
یعقوب نے یوسف سے کہا۔ کہ جا کے اُن کی خیر و عافیت لا۔ یوسف
نے اُنہیں دوتین میں پایا کیونکہ وہ وہاں چلے گئے تھے اب اُس غرض
کو جو اُن کے دلوں میں یوسف کی طرف سے تھی۔ کام کرنے کا موقع ملگیا
اُنہوں نے فوراً قصد کیا۔ کہ اُسے قتل کر کے کسی غار میں ڈالدیں
اور مشہور کر دیں کہ کوئی جنگلی درندہ اُسے کھا گیا۔ روبن نے اُس کو
بچانے کی اُمید میں اُن سے اصرار کیا کہ اُس کی جان جیتی رکھیں
اور اسکو زندہ کسی غار یا کنویں یا حوض میں ڈالدیں کیونکہ وہ اُس
میں سے نہیں نکل سکیگا اور خود ہی مر جائیگا تب وہ سخت دل ہو کے
کھانے پینے بیٹھ گئے ؎۔ یہ بیان ۳۷/۲۴ پر ختم ہو کے آیت ۲۸ سے پھر شروع

؎ عاموس کے زمانہ میں بھی اس سخت طبیعت اور خصلت کے لوگ پائے جاتے تھے چنانچہ
اُس نے اُن پر یوسف کے اس واقعہ کی مثال صادق پاکر افسوس کیا اور لکھا "وہ پیالوں
میں مے پیتے ہیں اور اپنے بدن پر خاص عطر ملتے ہیں لیکن یوسف کی شکستہ حالی پر غم نہیں
کرتے" (عاموس ۶/۶) یہاں یوسف سے مطلب بنی اسرائیل کی قوم سے ہے۔

ہوتا ہے اُسوقت مدیانی سوداگر اُدھر سے گذرے۔ یوسف کو کنوئیں سے نکال کے[1] مصر میں لے گئے اور فوطیفار کے ہاتھ فروخت کردیا (آیت ۲۸ اور ۳۶) دوسرے بیان پر غور کریں (آیت ۲۵) اس کے بھائیوں نے اسمٰعیلیوں کا ایک قافلہ آتے ہوئے دیکھا۔ یہوداہ نے صلاح دی کہ یوسف کو یہاں مرنے کے لئے چھوڑ جانے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ اُسے ان سوداگروں کے ہاتھ بیچ دیں[2]۔ وہ راضی ہوگئے اور بیان کہتا ہے کہ اُنہوں نے ہی کیا۔ روبن کنوئیں پر گیا اور اُس کو خالی دیکھ کے بہت گھبرایا۔ لیکن چونکہ اپنے باپ کو کچھ نہ کچھ خبر دینی ضرور تھی۔ اسلئے اُنہوں نے یوسف کی قبا کو خون میں تربتر کیا۔ تاکہ اُن کے اس دھوکہ بازی کی کہ کوئی جنگلی درندہ اُس کو کھا گیا۔ تائید ہو ؁

---

[1] معلوم ہوتا ہے کہ مدیانیوں نے طفل دزدی کی تھی کہ اُسکو چپ چاپ نکال کے لیگئے اور خود یوسف کے الفاظ اسکی تصدیق کرتے ہیں وہ کہتا ہے "وہ عبرانیوں کی ولایت میں مجھے چرا لائے" (پیدائش ۴۰ : ۱۵) لینج Lange کا خیال ہے کہ اُس نے مصریوں کے آگے اپنے بھائیوں کا قصور چھپایا L. C. Vol i, p. 584 انگریزی ترجمہ میں مدیانیوں سے پہلے Def. Art. کا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ لوگ اسمٰعیلیوں سے متفرق تھے ؁

[2] لینج کے خیال میں مدیان اور اسمٰعیلی ایک ہی لوگ تھے اسمٰعیل قافلے کے مالک تھے لیکن قافلے کا بڑا حصہ مدیانیوں سے بنا ہوا تھا۔

Langes Commentary Vol i, p. 584.

ان دونوں جُداگانہ بیانوں[1] کو ملا کے ایک بنانے کی کوشش نہیں کیگئی اگر انکو ملا دیا جاتا تو یُوسف کے غائب ہونے کا ایک بڑا رقت آمیز احوال ہوجاتا۔ جب یعقوب نے یہ سُنا تو غم میں ڈوب گیا اور اپنے بیٹے کیلئے بہت دنوں تک ماتم کرتا رہا۔ اُسکے بچوں نے اُسکو تسلی دینے کی کوشش کی پر کارگر نہ ہوئی۔ کہ میں اُس کے لئے غم کرتا ہُوا شیول Sheol میں اُتر جاؤں گا۔ یعنی کوچ کے ہوؤں کے رہنے کی جگہ۔ اسکو یقین ہو گیا تھا کہ یوسف مر گیا ہے" اُس نے اپنی جوانی میں اپنے ضعیف باپ کو دھوکہ دیا تھا اب اُسکی ضعیفی میں اُس کے بیٹوں نے اُسے دھوکا دیا جس کا اُسکو اتنا رنج ہوا کہ تسلی پذیر نہ ہو سکا۔ وُہ سمجھتا تھا کہ یُوسف بے رحمی کی موت مرا ہے Hastings Dictionary of the Bible p. 531

اڑتیسواں باب یُوسف کے احوال میں حارج ہوتا ہے اُس کا بیان سنتے ہُوئے اچھا نہیں لگتا۔ لیکن شاید اسکو اسلئے داخل کر دیا ہے کہ یعقوب کے بیٹوں میں یہوداہ کی الگ پہچان رہے۔ اِس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ داؤد نسل فارسی سے تھا جو بِن یہوداہ تامر کے پیٹ سے تھا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لاویوں کی شادی کا قانون قدیم سے ہے جو آئندہ

---

[1] ۲۸ آیت کا پہلا نصف حصہ "اُنہوں نے باہر نکالا" الوہیم دستاویز سے ہے اور دوسرا نصف اور اسمٰعیلیوں ۔۔۔ بیچا" یہوواہ کی دستاویز سے جس میں یوسف کا بھائیوں سے بیچے جانے کا ذکر ہے ؂

[2] پیدائش باب ۳۸ سے آخر تک ؂

موسوی شریعت میں شامل ہُوا (استثنا ۲۵ ÷ ۵)[1]

اب ہم پھر یوسف کے احوال اور مصر میں اُس کی قسمت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ وہ ایک غلام کی صورت میں فوطیفار کے ہاتھ جو فوجی افسر تھا۔ بکا تھا۔ اُس کی بہت ہی کم قدر ہوئی۔ لیکن ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ ہم پڑھتے ہیں کہ "خداوند یسوع کے ساتھ تھا"۔ پس ہر قسم کے خیالوں اور رنجوں کو دُور کر کے اُس نے اپنا دل اُنہیں چیزوں سے لگایا۔ جو اُس کے اُس پاس تھیں اور اُن سے دلچسپی پیدا کی کہ وقت اچھی طرح کٹ جائے اور ایسی ہوشیاری اور دیانتداری سے اپنی خدمت انجام دیتا رہا کہ اُس کے آقا کو اُس پر بھروسہ ہو گیا۔ اور اس نے یوسف کو اپنے تمام گھر اور مال و اسباب پہ اختیار کر دیا۔ فوطیفار کا تمام کاروبار بخوبی انجام پاتا رہا اور خداوند نے یوسف کی خاطر اُس کو برکت دی۔ اس خوشحالی کے زمانہ میں ایک بدمعاش عورت کی بدفعلی نے رخنہ ڈال دیا۔ اس عورت نے ابتک یوسف کو سمجھا ہی نہیں تھا۔ یوسف حق وفاداری کو جو اُس کے آقا کی طرف تھا۔ اور اُن فرائض کو جو خدا کی طرف تھے خوب پہچانتا تھا۔ اُس نے فوراً ہی اُس عورت کے بُرے ارادے کی کاٹ[2] کی۔ وہ اُس بھروسہ اور اعتبار کا جو اُس کا آقا اُس پر رکھتا تھا۔ بجا

---

[1] دیکھو سیل کی استثنا کی تفسیر صفحہ ۶۴ و ۶۵ ؛

[2] سچا مذہب نیکیوں کی ملکہ اور بُرائی کو برباد کرنیوالا ہے (Dante)

یوسف ایک غیر اسرائیلی مرد کے ساتھ بات کرنے میں خدا الوہیم کا نام استعمال کرتا ہے نہ کہ خداوند (یہوواہ) کا جو عہد کا نام ہے ؛

استعمال نہیں کرسکتا تھا اور نہ وہ خدا کا گنہگار ہو سکتا تھا۔ جس وقت اس پر آزمائش آئی۔ آسمان سے ایک نور چمکا۔ جسکی روشنی میں اس نے ناپاکی کو دیکھا اور اس سے نفرت کرکے باہر بھاگ گیا۔ Strahan, Hebrew Ideals, p. 289.

تب اس عورت نے یوسف کو ایک جھوٹا الزام لگا کے گرفتار کرا دیا اور اس کا آقا چاہتا تو اسے مروا ڈالتا۔ لیکن اس نے ایسا سلوک نہیں کیا اور اس سے یہ مفہوم ہے کہ شائد اس نے اس الزام کا بالکل یقین نہ کیا ہو یا وہ اپنے دل میں اپنی بیوی کی طرف سے متشکی تھا۔ خواہ کچھ ہی ہو "خداوند یوسف کے ساتھ تھا" اور اس لئے یوسف پر سزائے موت کا فتوے نہیں لگ سکتا تھا۔ علاوہ اس کے اسی واقعہ کے طفیل ہوتے ہوتے یوسف کی فرعون کے پاس رسائی ہوئی۔ پہلے تو یوسف پر قید خانہ میں سختی ہوئی "اس نے ان کے آگے ایک شخص کو بھیجا۔ یوسف بیچا گیا کہ غلام ہو جس کے پاؤں کو انہوں نے بیڑیاں پہنا کے دکھ دیا۔ اس کی جان لوہے کی قید ہوئی" (زبور ۱۰۵: ۱۷-۱۸) ان آیات کے آخری حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسپر دماغی اور جسمانی دونوں تکلیفیں واقع ہوئیں لیکن چند ہی روز میں یوسف داروغہ جیل کا منظور نظر ہونے لگا۔ اس نے اسے دوسرے قیدیوں پر اختیار دیدیا۔ اور قید خانہ کا عام انتظام اس کے سپرد کردیا۔ یہ ایک ایسے شخص کے لئے جو ایک بڑی سلطنت کے اعلےٰ درجہ کے انتظام پر مامور ہونیوالا تھا۔ درسگاہ تھا۔ سب کام بخوبی انجام پاتا رہا کیونکہ ہم بار بار پڑھتے

ہیں کہ "خداوند اُس کے ساتھ تھا"۔ دورانِ وقت میں دو درباری افسران کو سزائے قید ہوئی۔ اور ان کو بھی یُوسف کے اختیار میں سونپا۔ اُنہوں نے دو عجیب خواب دیکھے اور رنجیدہ ہوئے کہ کوئی تعبیر کرنے والا نہ ملا۔ یُوسف کا یہ کہنا کہ خواب کی تعبیر خدا کے اختیار میں ہے اِس بات کی دلیل ہے کہ یہاں جادوگر یا افسون گر کا کام نہیں۔ خدا کی عنایت کردہ عقل پر بھروسہ کرکے اور اس امید پر کہ حتی المقدور ان بیچارے قیدیوں کی قدرے خدمت کر دوں اُس نے کہا کہ اپنے خواب مجھے بتاؤ۔ جو تعبیر بتائی۔ بعینہ ویسا ظہور میں آیا۔ یُوسف نے سردار ساقی کو کہدیا تھا کہ جب تُو اپنی خدمت پر مامور ہو تو مجھے یاد کیجیو اور مجھے اس گھر سے چھٹکارا دلوائیو۔ پر سردار ساقی نے اُسے یاد نہ کیا بلکہ اُسے بھول گیا"۔ پس یُوسف اور دو برس قید رہا ؂

شاید یُوسف کے لئے اِسی میں بہتری تھی کہ سردار ساقی بھول جاوے ورنہ ممکن تھا کہ قید سے تو فوراً رہائی ہو جاتی۔ لیکن نتیجہ جلا وطنی ہوتا وہ اب فوطیفار کے گھر کا مختار نہیں ہو سکتا تھا۔ خدا نے اپنے بڑے ارادے کو پُورا کرنے کی غرض سے کچھ تجویز سوچ رکھی تھی۔ ہم مانتے ہیں کہ اسقدر تاخیر یُوسف کے لئے تکلیف دہ اور ایمان کی آزمائش تھی۔ جب وہ اپنے باپ کی محبت کا خیال کرتا ہوگا اور یہ کہ وہ کیونکر اپنے گھرانے میں سبقت لیجانے کا منتظر تھا۔ کیوں اُس کی جوانی کے خواب سچے نہیں معلوم ہوتے۔ جب وہ اِن سب معاملوں پر غور کرتا ہوگا۔ تو اُس کا دل بیٹھ جاتا ہوگا۔ ہفتہ پر ہفتہ اور مہینہ پر مہینہ گذرتا گیا پر کوئی مدد نہ پہنچی۔ اُس کے باپ کی خواہش۔

ل دیکھو ۱۲/۱۶، ۳۸/۹ اور دانیل ۲/۱۹-۲۸-۲۰-۴۷

اور اُس کے اپنے حوصلوں کے پورا ہونے کا کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا گیا زبور نویس کے یہ کہنے کا کہ "اُس کی جان لوہے کی قید ہوئی" یہی مطلب تھا! یوسفؑ نے صبر کیا ہے کیونکہ خدا کے ارادہ پر اُس کا گہرا اور مضبوط ایمان تھا۔ وُہ مصیبتوں کی برداشت کرتا رہا۔ تاکہ جب رہائی کا وقت آوے تو وہ بلند مرتبہ اور ذمہ وار خدمت کیلئے جس پر وہ ممتاز ہونے کو تھا۔ زیادہ لائق پایا جائے۔ اگرچہ سردار ساقی کی بھول اُس کے دل کو چوٹ دے رہی تھی۔ لیکن اُسکی طبیعت اور خصلت کو شریف بنانے میں کارآمد ہوئی ؛

ناگہاں اُس کی رہائی کا وقت آگیا۔ فرعون نے دو خواب دیکھے اور دونوں ایک ہی قسم کے تھے اور دونوں مصر کی رنگ ڈھنگ کے تھے۔ ایک کا تعلق مصر کے مقدس جانور سے تھا۔ اور دوسرے کا مصر کی دولت کے ذریعہ سے۔ جبکہ بادشاہ جاگا۔ تو خوابوں کے نتیجوں کو سوچتا تھا اور بےچین ہوتا تھا۔ "اُس کا جی گھبرایا" نجومی اور فال گیر اور مذہبی کتابوں کے محرّر؎ اور سب ملکے خوابوں کی تعبیر نہ کر سکے۔ اُسوقت سردار ساقی گھبرایا۔ اُس کو یاد آیا کہ وہ اپنا خواب نہ سمجھ سکا تھا۔ اور کیونکر ایک جوان عبرانی نے اُس کی سچی تعبیر بتائی۔ اُس نے فرعون سے خطاب کرکے اپنا قصور یاد دلایا؎۔ کہ وہ کیونکر قید میں ڈالا گیا۔ اور وہاں اُس پر کیا گذرا۔ بادشاہ نے فوراً یوسفؑ کو طلب کیا اور چونکہ کوئی شخص فرعون کے حضور نہیں جا سکتا تھا۔ تاوقتیکہ چند رسوم ادا کرنے سے پاک نہ ہو جائے اسلئے یوسفؑ داڑھی وغیرہ منڈوا کر اور جب

؎ دیکھو پیدائش ۴۱: ۸ اور دانیل ۲: ۲ ؎ ۴۱: ۹ آج میری خطائیں مجھے یاد آئیں۔ بہتر ہے کہ "میں اپنی خطا کا ذکر کرونگا" اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ یوسف سے اپنا

اور حسب حیثیت لباس پہنکر دربار شاہی میں حاضر ہوا - اِسکے بعد جو کیفیت گذری وہ ایسی صاف بیان ہے کہ سمجھانے کی ضرورت نہیں - فرعون کی اس درخواست کے جواب میں کہ میرے خوابوں کی تعبیر کر - یوسف نے جواب دیا کہ مجھ میں یہ قدرت نہیں ہے لیکن ہاں خدا - جس کے بلوائے سے میں بولونگا فرعون کو سلامتی کا جواب دیگا - یہاں یوسف کی کم سخنی قابل غور ہے اور یہ اُس کی خصلت کی اچھی مثال ہے - ایک حقیر اور ایسا شخص جس کی کوئی پرواہ نہ کرے - اچانک ایک ممتاز جگہ پر کھڑا ہے اُسکی عقل اُس کو قیدخانہ سے مخلصی دلانے کو ہے لیکن اس وقت وہ ان سب باتوں کو بھولا ہوا ہے اور صرف خدا کی عزت کا خیال ہے اسکی باتیں اور طریقے فرعون کے حضور ایسے ہیں - جو صرف اُسی شخص کے ہوسکتے ہیں جو در حقیقت خدا کا وفادار بندہ ہے اسکو اپنی مطلق فکر نہیں ہے فرعون اور اُس کے درباریوں کے نزدیک خوابوں کی تعبیر کرنا نعمت الہی ہے آیندہ کا حال معلوم کرلینا ایسی طاقت ہے جو اُوپر سے حاصل ہوتی ہے - یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک ایسا شخص جو اس نعمت اور حکمت سے مالامال ہے قومی تواریخ میں ایسے نازک موقع پر ایک منصب اعلےٰ پر سرفراز ہو فرعون کو اُس وقت اُس کی قابلیت معلوم ہوگئی اور اُس کو مملکت میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴ - دھرہ بھول گیا تھا - بلکہ یہ کہ فرعون کا کیا قصور تھا -

---

۵؎ عبرانی لمبی داڑھی پسند کرتے تھے پر مصری نہیں یوسف ایسے ضروری موقع پر مصری دستور عمل میں لاتا ہے ؎

اعلےٰ مرتبہ پر مامور کر دیا۔ یوسف بڑا منتظم ثابت ہُوا۔[1] اُسکے حسن انتظام کی بدولت سرکاری خزانوں کی آمدنی بڑھ گئی۔ اور مصریوں کی اور اُن لوگوں کی جو دُور دُور رہتے تھے جانیں بچ گئیں (۱۴۲/۵۷) رنگا رنگ کے کُرتے کی جگہ اب اُس کا شاہانہ لباس زیب تن تھا۔ اور لوگ اُس کے آگے جھکتے تھے۔ فرعون نے یوسف کا مصری نام صفنیاتھ پینیاہ یعنی جہاں پناہ رکھا۔ جس کے معنی ہیں "خدا بولتا ہے اور زندہ رہتا ہے"۔ اور شہر اون کے کاہن فوطیفارع کی بیٹی آسناتھ کی اس سے شادی کر دی۔ اسطرح یوسف کی ایک معزز گھرانے میں قرابت ہو گئی۔ اور اگر ایک بُت پرست گھرانے میں شادی کرنے سے اسکو کچھ نقصان ہُوا۔ تو اتنا خفیف تھا کہ جس سے اس کے چال چلن پر کچھ اثر نہ ہُوا۔ اور اس قابل نہیں ہے کہ اُس کا بیان بھی کیا جائے۔ اُس کے ہاں دو بیٹے پیدا ہُوئے ایک منسی تھا۔ جسکی پیدائش پر یوسف نے کہا کہ "خدا نے میری اور میرے باپ کے گھر کی مشقت کو بھلا دیا"۔ (۴۱/۵۱) اور دوسرا افرائیم جسکے معنی ہیں "پھلدار"۔ کیونکہ اُس نے کہا کہ "خدا نے مجھے رنج کی زمین میں پھلدار کیا۔ یوسف کا غلامی کی حالت سے حاکم بن جانے اور قید خانہ سے دربار شاہی میں آنے کا راز ان چند الفاظ میں ہے "خدا اس کے ساتھ تھا" (۲۹/۲۱،۲۳)

---

[1] زبور ۱۵/۲۱،۲۲ اُس نے اُسے اپنے گھر کا مختار اور اپنی ساری ملکیتوں پر حاکم ٹھیرایا۔ تاکہ اُسکے سرداروں کو جب چاہے باندھ ڈالے اور اُسکے بزرگوں کو دانائی سکھلائے" اس معاملہ میں کہ یوسف مصر کا وزیر اعظم ہو گیا تھا دیکھو:۔
C. B. App. V.

ہندوستانی پاسٹروں کے لئے اِس میں بڑا سبق ہے اگر مشکل اور آزمائش کے تاریک ایام میں اور پھر ایام بحالی میں خداوند اُن کے ساتھ ہے تو اُنکی خدمت پھلدار ہوگی اور خود اُن کی رُوحانی زندگی زرخیز ہوگی۔ اُن کے حق کے اعلان کرنے سے لوگ مستفید ہوں گے۔ کیونکہ حق اُن لوگوں کی زبان سے نکلتا ہے جو اپنے خدا کی قربت اور رفاقت میں رہتے ہیں۔ خداوند کا انسان کے ساتھ رہنا اعلےٰ درجہ کی برکت ہے۔

جو ابتک بیان ہوا۔ اُسکے بعد بہت دلچسپ واقعات ظہور میں آئے یعنی گھرانے کی ملاقات اور میل اور یعقوبؔ اور اُس کے خاندان کا مصر میں آ کے آباد ہونا ؛

اِن واقعات کے ہونے سے پہلے اسرائیلی موعودہ زمین کنعان سے کچھ عرصہ کیلئے منتقل ہوتے ہیں۔ ابرآہام وہاں گیا تھا۔ یعقوبؔ وہاں سے گیا۔ بجائے آگے بڑھنے کے پیچھے ہٹتے ہوئے قدم معلوم ہوتے ہیں۔ در حقیقت یہ خدا کی تجویز تھی۔ کہ ابرآہام کی نسل اُس زمین پر قابض ہونے سے پیشتر تعلیم حاصل کرے۔ یعقوبؔ کے دل میں ایسے خیال ضرور اُٹھتے ہونگے کیونکہ خدا نے اُسکو کہا تھا کہ "مصر میں جاتے ہوئے مت ڈر کیونکہ مَیں تجھے وہاں بہت بڑی گروہ بناؤں گا" (٣/٤٦) ابرآہام کے گذر جانے کے بعد اُس کی نسل مقابلتہً بہت تھوڑی تھی اور اگرچہ یعقوبؔ کے زمانہ میں بڑھ گئی تھی توبھی کنعانیوں کو خارج کرنے کیلئے کافی نہ تھی۔

اسرائیلیوں کا وہاں رہنا کنعانیوں کی نظروں میں کھٹکتا تھا لیکن

وہ اُن سے ڈرتے نہیں تھے۔ اسرائیلیوں کے وہاں بڑھنے سے کنعانیوں کا
حسد زیادہ بڑھتا گیا۔ اور اگر یعقوبؑ اُن سے لڑتا۔ تو وہ لوگ اُسے اور
اُس کے لوگوں کو نکال دیتے۔ اُن کے کثیر التعداد ہونے کے لئے وقت
کی اور بغیر خوف اور ایذا رسانی اور مزاحمت کے زندگی بسر کرنے کی
ضرورت تھی اسلئے ایسی زمین میں جہاں اُن کو شاہی سلامتی میسر ہو
سکے رہنے کی ضرورت تھی اُن کو یہ سب سہولتیں جشن کی زرخیز زمین
میں مل گئیں۔ یہاں یہ یوسفؑ کے سایہ عاطفت میں محفوظ بھی رہے
یہاں اجنبی ہونے کی حیثیت سے مصریوں کے ذاتی بے مہری اور تعصب
سے بھی الگ رہے اور چرواہوں کی آپس کی ضد اور تکرار سے بھی
بچے رہے۔ یہاں یہ سلامتی سے رہے اور بُت پرستوں کی نزدیکی
سے دور رہے اور اس ملک کے لوگوں کے ساتھ آپس کی شادی
بیاہ سے بھی محفوظ رہے۔ کنعان میں ایسی رسم کے پڑ جانے کا بہت
امکان تھا۔ جس سے کہ نسل بگڑ جاتی اور تہذیب اور اخلاقی تربیت
کی۔ اور قوانین اور آئین حکومت سے واقفیت کی بھی ضرورت تھی
یہ سب باتیں مصر میں مل گئیں۔ اسلئے اُس ملک میں جا کے ایک عرصہ
دراز تک رہنا پیچھے ہٹنے والا قدم نہ تھا۔ بلکہ اسرائیلیوں کو اس قابل
بنانے کیلئے خدا کی یہ تجویز تھی کہ وقت معین پر یہ لوگ کنعان کی
زمین پر پورا تسلط کریں ؀

ابواب ۴۲-۴۵

یوسفؔ کے بھائیوں کا مصر میں آنا

"یعقوبؔ نے دیکھا کہ مصر میں غلہ تھا" اُس نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ جا کر بقدر ضرورت غلہ خرید لیں۔ اُس نے بنیامین کو ساتھ جانے کی اجازت نہ دی کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ اُسپر کچھ بلا آوے دس آدمی یوسفؔ کے حضور میں آئے اُس نے اُن کو فوراً پہچان لیا۔ گو اب برسوں گذر چکے تھے اور وہ لڑکا جس سے اُن کو نفرت تھی اب جوان آدمی ہو گیا تھا۔ اور جس غلامی کی حالت میں اُنہوں نے اسکو رکھنے کی کوشش کی تھی۔ اب اُس حالت کے بالکل برعکس تھا۔ سو اُنہوں نے اُسکو نہ پہچانا۔ چونکہ مصر پر مغربی سمت سے حملہ ہونے کا اندیشہ تھا اسلئے جب یوسفؔ نے اُنہیں جاسوس کہا تو مصریوں کو کچھ تعجب نہ ہُوا۔ اُسنے دیکھا کہ اُسکا بھائی بنیامین اُن کے ساتھ نہیں ہے۔ کیا اُنہوں نے اُس کا بھی کام تمام کر دیا؟ یہی وجہ تھی کہ اُس نے اُنکے ساتھ سختی سے کلام کیا۔ اور "فرعون کی جان کی قسم" کھا کر کہا۔ کہ جبتک وہ بنیامین کو حاضر نہ کرینگے۔ وہاں سے جانے نہ پاوینگے شمعونؔ کو قید کر کے باقی نو کو کہا کہ "جاؤ اور بنیامین کو لے آؤ" یہ اُس حکم سے جو تین دن پہلے دے چکا تھا۔ زیادہ رحمدلی کا تھا۔ کیونکہ

پہلے اُس کا یہ حکم تھا۔ کہ تو قید میں رہیں اور ایک یعقوبؔ کو جا کر خبر دیوے یوسفؔ کی دلی منشاء یہ تھی کہ اُن کے مصر میں آ کے سکونت کرنے سے پیشتر اُنکی خصلت اور طبیعت کو آزمالے اور دیکھے کہ اب اُن میں کچھ ترقی ہے یا جیسے کے تیسے ہی ہیں۔ اُس کی آزمائش سچی تھی اُن کی ضمیر میں جنبش ہوئی اور اُس روایت کو یاد کر کے کہ جو بد افعال کے مرتکب ہوئے ہیں وُہ ضرور کسی مصیبت میں گرفتار ہونگے۔ آپس میں کانا پھوسی کرنے لگے کہ ہم یوسفؔ سے بدسلوکی کرنے کے باعث مجرم ٹھہرے ہیں اُنکو یہ علم نہیں تھا۔ کہ یوسفؔ اُن کی زبان سمجھ رہا ہے لیکن وُہ خوب سمجھ رہا تھا اور آج پہلی مرتبہ اُسکو یہ معلوم ہُوا۔ کہ روبنؔ نے اُسکو بچانے کی کوشش کی تھی۔ اِس سے اُس کے دل پر بڑا اثر ہُوا۔ ایسا کہ وُہ الگ جا کے رو پڑا ؛

کیبل (Keble) کہتا ہے۔ "بنی اسرائیل کا مدت دراز سے گم شدہ فرزند مسیح کی حقیقی تصویر ہے۔ وُہ کیسا وقت ہوگا جب اُس نے معاف کرنیوالی طبیعت سے اپنے ذی ہوش بھائیوں کو اپنے پاس بلایا تاکہ علیحدگی میں اُن کے ساتھ روئے" ؛

تب اُس نے اُن کے ساتھ بہت غلہ کر دیا۔ اور ہر ایک کی نقدی بھی بورے میں واپس رکھدی۔ اِس سے وُہ بہت گھبرائے۔ کیونکہ اُن پر چوری کا الزام عائد ہو سکتا تھا۔ حیران پریشان وُہ اپنے باپ کے پاس آئے اور تمام واقعات جو اُن پر گذرے تھے۔ کہہ سُنائے اور کہا کہ اُس بڑے

آدمی نے بنیامین کو حاضر کرنے کا حکم دیا ہے۔ یعقوب یہ سُنکے رنجیدہ ہُوا۔
(پ ۴۲-۴۳) فکروں اور مشکلوں میں کوئی اُس کا ساتھی نہ تھا۔ یہ قوم کا
بزرگ ہر روز اپنے بیٹوں کے سلامتی سے واپس آنے کا انتظار کرتا
رہتا تھا۔ اسکو یہ بھی اندیشہ تھا کہ نہ معلوم وہ کیا خبر لادیں۔ چاروناچار
اُس نے اپنے کو تسلی دی اور خدا سے دُعا مانگی کہ خدا اُنپر رحم کرے
شمعون کو رہائی دے۔ اور بنیامین کو واپس لادے۔ تب وہ بہت سے
نذرانوں اور بنیامین کو لے کے یوسف کے رُوبرو پھر حاضر ہوئے۔ اس
مرتبہ یوسف بڑی شفقت سے پیش آیا اور اپنے ہی گھر میں اُتارا۔
اور کہا۔ کہ اُس نقدی کی بابت جو اُن کے بوروں میں ملی۔ فکر نہ کریں
بنیامین کو دیکھکر یوسف کا جی بھر آیا۔ لیکن ابتک اپنے کو ظاہر کرنیکا
وقت نہیں آیا تھا۔ اُس نے اُن کے بوروں میں پھر غلہ بھروا دیا اور
اُن کی نقدی بھی واپس کر دی اور بنیامین کے بورے میں اپنا نقرئی پیالہ
بھی رکھدیا۔ وہ جاننا چاہتا تھا کہ دیکھوں وہ بنیامین کے ساتھ کیا سلوک
کرتے ہیں۔ کیا وہ اُسکو لعنت ملامت کرینگے۔ یا اُسکی قسمت دیکھکر ترس
ظاہر کرینگے۔ وہ اُن کے سلوک دیکھکر معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کہ وہ مصر
میں رہنے کے لائق ہیں یا نہیں۔ جب وہ کچھ دُور چلے گئے تو پیچھے پیچھے
یوسف کے گھر کا داروغہ بھی بھاگا ہُوا آیا۔ اور پیالہ کی چوری کا الزام
لگایا۔ اُنہوں نے انکار کیا اور کہا۔ کہ ہم بے الزام ہیں لیکن جب بنیامین
کے بورے میں پیالہ ملا۔ تو اُنہوں نے اپنے کپڑے پھاڑے اور نہایت

ڈر کے کانپتے ہوئے داروغہ کے ساتھ واپس گئے۔ یہ آزمائش اُن کے
حق میں مفید ثابت ہوئی۔ اُنہوں نے چھوٹے بھائی کی طرف سے بہت
گھبراہٹ ظاہر کی اور یہوداہ نے بڑی فصاحت اور بلاغت سے تقریر
کرتے ہوئے بنیامین کی سفارش کی اور کہا۔ "تیرا چاکر (یہودا) اِس
جوان کے بدلے اپنے خداوند کی غلامی میں رہے اور جوان کو بھائیوں
کے ساتھ جانے دے"۔ اُنہوں نے اپنی خانگی زندگی کا تمام حال بتا
دیا۔ اور توضیحاً بیان کیا۔ کہ ہمارا باپ پہلے ہی ایک بھائی کے لئے جو لاپتہ
ہے غم کر رہا ہے۔ اب بنیامین کو نہ دیکھکر معلوم نہیں اُس کا کیا حال
ہوگا۔ پس یہ کافی تھا۔ یوسف کے حضور یہ توبہ کرنے والے شخص کھڑے
تھے جو مدت ہوئی۔ کہ اُس سے نفرت اور حسد کرتے تھے۔ یہودا کی
اِس دلسوز درخواست سے یوسف کا دل بھر آیا۔ اور اس بات سے
مطمئن خاطر ہو کر کہ یہ شخص پہلے جیسے نہیں رہے ہیں بلکہ ان میں
تبدیلی ہو گئی ہے۔ اپنے کو ضبط نہ کر سکا۔ اُس نے مصری نوکروں کو
باہر کر دیا۔ اور ڈرتے اور کانپتے ہوئے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یوسف میں ہوں۔ کیا میرا باپ زندہ ہے"؟ وہ یہ سنکے دم بخود ہو گئے
اُن کی زبان بند ہو گئی۔ نہیں معلوم اب اُن کا کیا حال ہو۔ لیکن یوسف
اُنکے ساتھ مہربانی سے بولا اور کہا۔ کہ مت ڈرو۔ تم نے میرے ساتھ بدی
کی۔ میں نیکی سے غالب آؤنگا۔ اور اُن کی تسلی کے لئے کہا۔ "خدا نے جانوں
کو بچانے کیلئے مجھکو تم سے آگے بھیجا"۔ اِن پچھتائے ہوئے لوگوں سے

سوائے اُس کے اور کیا کہہ سکتا تھا؟ اُس نے کہا کہ تم سب آکے جشن کی زمین میں میری زیر حفاظت رہو۔ وہ بنیامین کے گلے سے لپٹ گیا اور رویا اور بنیامین بھی رویا۔ تب اُس نے اپنے سب بھائیوں کو صلح اور سلامتی کا بوسہ دیا۔ اِس کے بعد "اُسکے بھائی اُس سے بات چیت کرنے لگے" لہ وہ جس قدر متعجب تھے اُسی قدر خوش بھی تھے۔

کتاب کے مصنف نے یوسف سے اُس کے بھائیوں کی ملاقات کا حال نہایت ہی دلسوز الفاظ میں لکھدیا ہے ایک عرصۂ دراز کی جدائی کا ایسی خوشی کا انجام ہوا۔ یوسف کے دل میں ایک عرصہ سے جوش اور جذبے بند تھے اب وہ تمام شک شبہوں کو دور کرکے ایسی لہر میں ظاہر ہوئے جسکا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ جب بھائیوں نے سُنا کہ اُسکے دلمیں ناراضگی نہیں ہے تو اُنکی بہت خاطر جمعی ہوئی۔ یوسف کی اُس نیک سلوکی نے بھائیوں کی اُس ملاقات کے ذکر کو بہت دلچسپ اور ہر دلعزیز بنا دیا ہ

فرعون نے یوسف کو حکمدیا کہ اپنے باپ اور اُسکے گھرانے کو فوراً

لہ اگر ہم دوسروں کیلئے کوئی کام بغیر محبت اور ہمدردی کے کریں تو اُنکے دل سے ہمارے لئے کوئی گرمجوشی کا جواب نہیں ملیگا اور کالرج Coleridge کہتا ہے کہ اگر کوئی میرے ساتھ نیکی کرے لیکن اُس کے چہرے سے ہمدردی کے آثار ظاہر نہ ہوں تو اُس نے آدھی نیکی کی۔ اُس نے بیشک میری مدد کی۔ پر میرا دل اُس کی طرف سے پژمردہ ہے اُس نے مجھپر احسان کیا لیکن اسطرح نہیں جیسے بھائی بھائی کے ساتھ کرتا ہے ہ

مصر میں آرام کے ساتھ لانے کیلئے ہر طرح کا ضروری انتظام کیا جائے اور بہت انعامات کے ساتھ اور یہ کہکر خبردار! آپ سے باہر ہو کر ایکدوسرے کے ساتھ جھگڑا نہ کرنا۔ یوسف نے بھائیوں کو وطن کیطرف روانہ کیا۔ باپ کیلئے مصر کی اچھی سے اچھی چیزیں گدھوں پر لاد دیں اور سفر کیلئے ضروری سامان بہم پہنچایا۔ اِن لوگوں نے گھر پہنچکر باپ سے کہا کہ "یوسف زندہ ہے"[1] اور مصر کا حاکم اعلیٰ ہے یہ لوگ اپنے باپ کے سامنے بہت خوش کھڑے ہیں اور اسکو بھی شمعون اور بنیامین کو اُن کے ساتھ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ؏

نفتالی کی بابت لکھا ہے کہ وہ "لطف کا کلام کہیگا" (۴۹/۲۱) یہ پڑھکر ایک شاعر کے دل میں خیال موجزن ہوا۔ اور وہ اپنی نظم میں بیان کرتا ہے کہ نفتالی نے آگے لپک کر یہ خوشخبری باپ کو دی ؏

نظم

بھائیوں کو چھوڑ پیچھے دوڑ نفتالی گیا	رُو برُو بس باپ کے اِک آن میں حاضر ہوا
باپ اُسکو دیکھکر حیران و ششدر رہگیا	اور کہا فرزند میرے حال کیا ہے سب بتا
خم ہوا اور دست بستہ عرض کی یہ باپ سے	ہے خوشی کی یہ خبر یوسف ہمارا مل گیا

[1] جب ہم اُنکے پہلے بیان پر غور کرتے ہیں تو خیال آتا ہے کہ اُنہوں نے کسطرح یہ کہا ہوگا کہ "یوسف زندہ ہے" پہلے تو یہ کہہ چکے تھے کہ "کوئی درندہ اسکو پھاڑ گیا" لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یعقوب کو ضرور پتہ لگ گیا ہوگا کہ اُنہوں نے یوسف سے کیا سلوک کیا تھا ورنہ وہ یوسف سے یہ نہ کہتا کہ اُنہیں معاف کر دے (۵۰/۱۷)

باپ کو یاد آ گئے سارے گذشتہ واقعات
رو دیا مارے خوشی کے اور سجدے میں گرا

بعد مدت جب ہوا یعقوب مرنے کے قریب
یہ خوشی کا واقعہ تب یاد میں پھرنے لگا

پاس بیٹوں کو بلا کر جب دعا دینے لگا
ہاتھ یوسف کے سر پہ رکھ کے یوں گویا ہوا

"تو کہیگا بس کلام لطف ہر دم اے عزیز
ہے ہرن چھوٹا ہوا" فرزند نعتالی میرا

دوڑ کر تو ہی نے مجھکو سب سے پہلے دی خبر
لیجئے کہ مصر میں یوسف ہے زندہ مل گیا

باب ۴۶

یعقوب کا مصر میں جانا

یعقوب اس خوشی کی خبر کا یقین نہ کر سکا لیکن بیٹوں کے یقین دلانے اور راہ کیلئے باربرداری اور سامان دیکھکر اسکو یقین ہو گیا اور وہ مصر کو جانے کو راضی ہوا۔ یعقوب موعودہ زمین کو چھوڑنے میں ذرا پس و پیش کرتا تھا۔ اسلیے خدا کی صلاح پوچھی۔ رستہ میں وہ بیرسبع میں ٹھیرا یہ جگہ مقدس بزرگوں کے سبب متبرک تھی۔ وہاں اپنے باپ اضحاق کے معبود کے آگے قربانی گذرانی۔ جواب ملا کہ مصر میں جانے سے خوف نکر کیونکہ تیرے باپ دادوں کا خدا تیرے ساتھ ہے۔ تجھ سے ایک بڑی قوم نکل کے کنعان کے ملک کو واپس جائیگی[1]۔ اسلیے یہ یقین کر کے کہ خدا

---

[1] انگریزی الفاظ bring thee up again (آیت ۴) خروج کی طرف اشارہ کرتے ہیں اس سے مطلب یعقوب کا کنعان میں دفن ہونے سے نہیں ہے ؛

کی یہی مرضی ہے قوم کا ضعیف بزرگ مصر کو روانہ ہوا۔ اُدھر یوسف باپ کا استقبال
کرنے کو آگے بڑھا اور گلے لگ کے رویا۔ باپ کا دل اپنے عزیز بیٹے کو ایکمرتبہ
پھر دیکھکر محبت کے جوش سے بھر گیا۔[۱] اب وہ اس جہان سے سلامتی سے کوچ کر
سکتا ہے۔ یوسف جانتا تھا کہ مصری گڈریوں سے نفرت کرتے ہیں اور یہ سوچ کے
کہ اسرائیلیوں کو رہنے کیلئے ایک الگ جگہ مل جاوے۔ اُس نے انکو صلاح دی کہ
فرعون پر اپنا پیشہ اور کاروبار ظاہر کریں۔ چند روز بعد فرعون نے یعقوب اور
اُسکے پانچ بیٹوں کو بڑی مہربانی سے بلوایا اور اُن کو ملک کے سب سے اچھے
حصے جشن کی زمین میں رہنے کی اجازت دی۔ بادشاہ نے یعقوب سے عمر
دریافت کی تو اُس نے جواب دیا کہ میری عمر کے برس تھوڑے ہیں جو مصیبت
میں گذرے[۲] اور میرے باپ دادا کی زندگی کے برسوں کو نہ پہنچے اور تب
ایک ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے اُس نے فرعون کے حق میں دعائے خیر کی

---

[۱] مسلم روایت ہے کہ یعقوب نے یوسف سے پوچھا کہ تجھے خبر کیوں نہ کی کہ تو اکیلا ہے؟ یوسف نے جواب دیا کہ بیٹے اس معاملہ میں کئی خط لکھے لیکن جبرائیل نے بھیجنے سے منع کیا اور کہا کہ ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ تیرے باپکو یہ خبر ملے کہ تو سلامتی سے ہے قصص الانبیاء صفحہ ۱۶۲۔

[۲] یہودی سات مصیبتوں کا ذکر کرتے ہیں (۱) عیسو سے ستایا جانا (۲) لابن کی بے انصافی (۳) فرشتہ سے کشتی کرنے کا نتیجہ (۴) دیناہ کی بے حرمتی (۵) یوسف کا گم ہونا (۶) شمعون کا قید ہونا (۷) بنیامین کا مصر میں جانا۔ Speakers Comty Vol I - p 220.

[۳] ایک اور معنی یہ بتائے جاتے ہیں کہ سلام کیا۔ ۱ سموئیل ۱۳/۱۰ اور ۲ سلاطین ۴/۲۹ میں بھی اس عبرانی لفظ کا ترجمہ سلام آیا ہے لیکن اسکے اصل معنی دعائے خیر کے ہیں:- Gesenius Dictionary p-144.

اور اُس کے حضور سے باہر چلا گیا۔

یوسفؔ اپنے باپ اور بھائیوں کو نئے گھر میں آباد کر کے جہاں وہ چلتے اور ترقی کرتے ہوتے رہے اپنے انتظام ملکی کی طرف متوجہ ہوا اور نہایت خوبی سے تمام کاروبار انجام دیتا رہا لوگ کہنے لگے کہ اُس نے اُن کی جانیں بچائیں (۴۷/۲۵) یعقوبؔ نے وہاں سلامتی اور فراوانی کے سات برس گذارے جب اُس کو معلوم ہوا کہ اب اس جہان سے کوچ کرنیکا وقت آ گیا ہے تو اُس نے یوسفؔ کو بلوایا اور اُس سے قسم لی کہ وہ اُسے مصر میں دفن نہیں کریگا بلکہ باپ دادے کیساتھ کنعان کی زمین میں یعنی مکفیلا کے غار میں۔ یوسفؔ نے اُس کی مرضی بجا لانے کا وعدہ کیا تب یعقوبؔ اپنے بستر کے سرہانے پر جھکا[۱] اور جان بحق تسلیم ہوا۔ ضعیف آدمی کا ایمان آخر تک سلامت رہا۔ "دیکھ میں مرتا ہوں لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور تمکو تمہارے باپ دادوں کی زمین میں پھر لیجائیگا"۔ (۴۸/۲۱) انسان مر جاتا ہے لیکن خدا باقی رہتا ہے قدیم زمانہ کے بزرگانِ قوم کا بھی ایمان تھا اور اب بھی مومنین کا بھی ایمان ہے وہ سب لوگ جو ایمان سے آگے کی طرف نظر کرتے ہیں وہ آئیندہ کی اُمید میں دلجمعی سے اُسوقت کی مصیبتوں کی برداشت کرتے ہیں:۔

باب ۴۹

یعقوب کا افرائیمؔ اور منسیؔ کو برکت دینا

[۱] دیکھو ۱ سلاطین ۱/۴۷ اور عبرانی ۱۱/۲۱ - سپٹوجنٹ میں آیا ہے کہ "اپنے عصا کے سرے پر جھکا" اور عبرانیوں کے خط میں بھی ایسا ہی لکھا ہے یہ عبادت کی ایک رسم تھی اور اس سے

جب یوسف نے سنا کہ اُس کا باپ بیمار ہے تو وہ اپنے دونوں بیٹوں افرائیم اور منسی کو
اُنکے دادا سے برکت دلوانے لیگیا یعقوب نے بیان کیا کہ کسطرح خدائے قادر (ایل
شدّائی) اُس پر ظاہر ہوا اور اُس سے وعدے کئے تب اُسنے دونوں بیٹوں کو اپنے
ہی گھر میں متبنٰہ[1] کر کے رکھا اور وہ اسرائیل کے قبیلوں کی بنیاد رکھنے والے ہوئے
عزیز بیٹے (یوسف) کو دوگنی میراث[2] ملی۔ یوسف نے دونوں لڑکوں کو اپنے باپ کے
گھٹنوں پر یا گھٹنوں کے نزدیک رکھا۔ یعقوب نے دیدہ و دانستہ اپنا دایاں ہاتھ
چھوٹے بیٹے افرائیم پر اور بایاں بڑے بیٹے منسی پر رکھا جس کا مطلب یہ تھا
کہ افرائیم کا فرقہ بڑا ہوگا۔ وہ برکت جو یوسف کو ملی اور وہ دعائے خیر جو لڑکوں
کو دی وہ شکر گذاری اور خوشی سے بھری ہوئی ہے یعقوب نے اپنے باپ دادا
کے خدا کے حضور مناجات پیش کیں۔ اُس خدا کے حضور جس نے اسکو عمر بھر پالا
پوسا۔ یا زیادہ تر صحیح معنوں میں "وہ خدا جس نے اُس کی گلہ بانی کی[3]۔" وہ خدا
جس نے اُسکو بُرائی سے بچایا۔ اُس کے خیال گذشتہ تواریخ کی طرف جاتے ہیں
جبکہ خدا اُسکے بزرگوں کے ساتھ تھا۔ خود اُس کی جان کی گلہ بانی کی۔ اور اُن پر جو اعلیٰ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۷۔ یعقوب کا ایمان ظاہر ہوتا ہے رسول نے سیشو رحبتؔ کے معنوں سے جن سے
ہم اچھی طرح واقف ہیں انحراف ہونے کا خیال نہ کیا کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو پڑھنے والے کی توجہ
ایک ادنےٰ مادے کیطرف مبذول ہوجاتی Speakers Commentary Vol IV
P 87.

[1] یہ متبنٰہ کرنے کا نشان ہے۔

[2] خدا نے اسحاق کو اسمٰعیل پر ترجیح دی اور یعقوب کو عیسو پر۔ یہوداہ کو روبن پر۔ اور یہاں
افرائیم کو منسی پر۔ خدا۔ خداوند بادشاہ ہے جو چاہے سو کرے :

[3] پاک نوشتوں میں خدا کو اکثر اسیطرح خطاب کیا ہے زبور ۲۳: ۱ دیکھو ۲:۱۴

اور خطروں سے اُس کی جان کو رہائی بخشی جن میں وہ گھری ہوئی تھی اس شخص کیلئے جواب گذرنے کو ہے یہ تمام گذشتہ یادداشت جلیل القدر ہیں اور اُن جوان شخصوں کیلئے جنکے سامنے زندگی مع اُس کے تمام خطروں کے رکھی ہوئی ہے بہت اچھا سبق ہے۔ مرتے ہوئے یعقوب کی یہی آرزو تھی کہ کاش کہ بزرگ اور مہربان خدا لڑکوں کو برکت دے اُس نے یوسف سے کہا کہ "میں نے تجھے ایک حصّہ۔ جو اموریوں کے ہاتھ سے اپنی تلوار اور کمان کے زور سے لیا اور زیادہ دیا[1] (۴۸/۲۲)

باب ۴۹ آیت ۱-۲۷

یعقوب کا اپنے بیٹوں کو برکت دینا

یعقوب کی زندگی کے آخری حالات خاطر خواہ اور تسکین بخش ہیں اس نے اپنے بیٹوں کو پاس بُلا کر اُنکو بتایا کہ جب اُنکی نسل فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی تو فلسطین اور اُن کے مابعد زمانوں میں وہ کیسے ظاہر ہونگے اور اُن سے کیا کیا کام نمایاں ہونگے عیب جو اسپر نکتہ چینی کرتے ہیں لیکن فراخدل قدردانی کرتے ہیں جب موت نزدیک ہوتی ہے تو انسان چیزوں کو اکثر صاف روشنی میں دیکھا کرتا ہے ؎

جب یہ خیمہ رُوح کا اِس دار سے جانے کو ہے
چیزیں اگلی اور پچھلی اُس میں آتی ہیں نظر

---

[1] معلوم نہیں یہ کس کیطرف اشارہ ہے وہ سکم ہی کسی سے نہیں لیا تھا (۳۴) لیکن قطعہ اراضی خرید کی تھی (۳۳/۱۹) دیکھو یوحنا ۴:۵ معلوم ہوتا ہے کہ بیان کا یہ حصہ گم ہو گیا ہے

اُس کا آخری کلام قابل غور اور قابل قدر ہے وہ اُن کو اُمید کا وصیت نامہ لکھ کے دے جاتا ہے " دیکھو میں تو مرتا ہوں لیکن خدا تمہارے ساتھ ہے " (۴۸/۲۱) وہ انکو آئیندہ کی باتیں بتاتا ہے[1] اوس کا ایمان مضبوط تھا وہ اپنے بیٹوں میں وہ زمین تقسیم کرتا ہے جہاں خود اسکو آرام نصیب نہیں ہوا - اس نزع کیوقت کی کمزوری میں بھی اسکی اُمید اور ایمان روشن اور مضبوط رہا - روبن[2] پہلوٹا تھا اور دوسروں پر فوقیت کا حق رکھتا تھا - جوانی کے دنوں میں مہربان اور نرم دل تھا (۳۷/۲۹-۲۲) لیکن بہت جلد آپے سے باہر ہو جاتا تھا اور پانی کی طرح بیقرار تھا یہ جذبہ حیوانی سے راہ سے بے راہ ہو جاتا تھا اور اسلیئے اُس اعلےٰ درجہ کو ہاتھ سے کھو دیا جس کا پہلوٹا ہونے کی حیثیت سے حقدار ہو سکتا تھا -

مابعد کی تواریخ میں روبن کا فرقہ یردن کے مشرق کی طرف آباد تھا جبکہ دبورہ نے اپنی مدد کیلیئے فرقوں کو بلوایا (قاضی ۵/۱۶-۱۵) تو یہ شریک نہ ہوا - وہ دن بدن کم مشہور ہوتا گیا حتٰے کہ یہ دلسوز آواز سُننے میں آتی ہے " کاش روبن کے لوگ کم نہوں " (استثناء ۳۳/۶) وہ کم ہوتے جاتے تھے اس فرقہ میں نہ کوئی قاضی نہ نبی - نہ کوئی بہادر رہبر پیدا ہوا ؂

---

[1] اس باب کیساتھ موسیٰ کی برکتیں پڑھو (استثنا ۳۳) علاوہ اسکے دیکھو Sell کی استثنا کی تفسیر صفحہ ۸۰ - ۸۳ - [2] یعنی اُس آنیوالے زمانے کی جو اسوقت اسکی نظروں کے سامنے موجود ہے یہ وقت اس وقت کو ظاہر کر رہا ہے جب اُس کا گھرانہ برومند ہوگا آئیندہ زمانہ کی بابت دیکھو گنتی ۲۴/۱۴ استثنا ۴/۳۰ دانیل ۲/۲۸ اور ہوسیع ۳/۵ -
[3] یعقوب کے الفاظ روبن اور لاوی اور شمعون کے حق میں دیکھو ڈبلیو - آر - سمتھ کی Prophets of Israel p. 166.

شمعون اور لاوی۔ موسیٰ کے گیت میں شمعون کا ذکر نہیں ہے اہل سکم کے قتال میں یہ دونوں بھائی شامل تھے اور یعقوب اُن کی اِس حرکت کے باعث اُن کی طرف سے متنفر تھا۔ وہ بدی کے منصوبے باندھتے تھے جس کی بابت یعقوب کہتا ہے "اے میرے جلال[1] اُن کے مجمع میں شامل مت ہو" وہ اسرائیل میں تتر بتر ہونگے شمعون کی میراث زمین یہوداہ کا ایک حصہ تھا۔ اسکی اپنی کوئی زمین نہ تھی۔ (یشوع ۱۹/۱-۹) اور سلطنت میں تفرقہ پڑنے سے پیشتر ہی اس فرقہ کی خود مختاری جاتی رہی تھی[2]۔ لاوی بھی اِن شہروں میں آباد تھا جو اور فرقوں میں اِدھر اُدھر پھیلے ہوئے تھے اور اُن کی اپنی کوئی زمین نہیں تھی۔

یہوداہ۔ اسکو خاص برکت عنایت ہوئی۔ اسکی سب سے زیادہ تعریف کی گئی اور یہی سب کا سردار اور پیشوا ہوا۔ اسکی زمین زرخیز اور پھلدار تھی اور یہ فرقہ بہادری اور شجاعت میں مشہور تھا۔ اسکا تواریخی نشان شیر ببر تھا[3]۔ داؤد نے اپنی شجاعت اور عقل سے یہوداہ کیلئے وہ جگہیں فتح کیں جنکا یہاں اشارہ ہے یہانتک

---

[1] یعنی "میری جان" آدمی کے جسم کا نہایت ہی ضروری اور شریف حصہ جان ہے اسلئے یہ جسم کا جلال کہلاتی ہے دیکھو زبور ۱۶/۹ "میرا دل خوش ہے اور میرا جلال شاد" (ترجمہ میں "زبان شاد") آیا ہے

[2] غالباً اسرائیل کی بادشاہت کو دس فرقوں میں پورا کرنے کیلئے مورخ نے انکو ایک فرقہ میں شمار کیا ہے (۲ تواریخ ۱۵/۹ اور ۳۴/۶) تقسیم میراث کیوقت ان کا بھی خیال رہا۔ یہ فراموش نہ تھے (حزقیل ۴۸/۲۴)۔

[3] ہمارا خداوند اس فرقہ کی نسل میں سے داؤد کے خاندان سے تھا اور اسلئے یہوداہ کے فرقہ کا ببر کہلاتا ہے (مکاشفہ ۵/۵)

تو سمجھنا آسان ہے لیکن اگلی آیت ذرا حل طلب ہے جہاں یہ لکھا ہے کہ "یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حاکم اُس کے پاؤں کے بیچ سے جاتا رہیگا جبتک کہ سیلا[۱] نہ آوے" اِس تفسیر کا یہ مدعا نہیں ہے کہ ایسے مشکل اور باریک سوال پر طویل بحث کی جائے بلکہ جو مَیں سمجھتا ہوں سو بیان کرتا ہوں۔ حزقیئیل ۲۱/۲۷ میں لکھا ہے کہ "جبتک وُہ جسکا حق ہے۔ آویگا" اِس خیال میں ذرا شک ہے کہ یہ مسیح کے آنے پر دلالت کرتا ہے[۲] کیونکہ حقیقت تو یہ ہے کہ مسیح کے آنے سے بہت پیشتر یہوداہ سے عصا جُدا ہو گیا تھا اسلیئے اسکے بہتر معنی داؤد[۳] کیطرف اشارہ کرتے معلوم ہوتے ہیں جس کے گھرانے سے مسیح ہُوا (دیکھو حزقیئیل ۳۴/۲۳-۲۵) لفظ سیلا کے معنی ہیں صلح جو۔ یا سلامتی کا شہزادہ جو مسیح کا ایک لقب ہے (یسعیاہ ۹/۶) اور غالباً اس کے یہی معنی ہیں۔

---

۱ سیلا کی بابت درخواست ہے کہ مطالعہ کرو Speakers Commentary Vol i p.232

۲ لنج کہتا ہے کہ جیسا کہ اُس سے ظاہر ہوتا ہے ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس سے مطلب یہودا کی بادشاہت سے ہے جو خاص وقت تک رہیگی یا یہودیوں کی آزادی سے ہے جو اُنکی بادشاہت کے بعد کُلی یا جزوی ایک وقت تک رہیگی لیکن جب ہم اور فرقوں سے یہودا کا فرق دیکھتے ہیں کہ یہی وُہ فرقہ تھا جو باقی رہا۔ اور اِس فرقہ کے نام پر اسرائیلیوں کو یہودی کہا گیا اور باقیوں کا نام مٹ گیا تو ایک ایسی روشنی اور طاقت نظر آتی ہے جس میں شک کی جگہ نہیں۔

L. C. p. 652.

۳ حق تو یہ ہے کہ اس شخص یعقوب نے داؤد اور اسکے گھرانے کے حق میں نبوت کی تھی اور اگر اسکا مطلب حقیقت میں آیندہ کی باتوں (یعنی موت اور قیامت وغیرہ) کی تعلیم سے ہے تو یہ بہت ممکن ہے کہ لفظ سیلا سے مراد ہے اُس حاکم سے ہے جسکی ہم اُمید کر رہے ہیں اور جسے لوگ داؤد سے منسوب کرتے ہیں اِس فقرہ سے یہ مفہوم ہے کہ اسرائیل کا جلال پھر چمکیگا اور یہوداہ کی بادشاہت قائم رہیگی

غالباً یعقوب کے بیٹے اِس لفظ کو ایسی صفائی سے نہ سمجھتے ہوں جیسے ہم سمجھتے ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا لفظ ہے جو بجائے ایک شخص کو ظاہر کرنے کے بہت چیزوں پر عاید ہوتا ہے لیکن خاص وقت پر پہنچکر لوگوں کا بادشاہ جس کے گرد ساری قومیں جمع ہوئیں اِس فرقہ سے ظاہر ہوا۔ اور اسکے ظاہر ہونے کی حقیقت ہی یہ ثابت کرتی ہے کہ یہوداہ سے فضیلت جاتی نہیں رہی۔

اسلیئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس پیشین گوئی میں عہد عتیق کی بہت نبوتیں شامل ہیں اسکی مثال یہ ہے کہ کسی خط میں ایک وعدہ بند کرکے مہر لگا دی ہے اور انسان کو اِس وعدے کے پورا ہونے کا نشان بتا دیا ہے لیکن وعدہ کے پورا ہونے میں اتنی دیر معلوم ہوتی ہے کہ لوگ اسکے منتظر ہیں کہ یہ وعدہ لفظ بلفظ و حرف بحرف تکمیل کو پہنچیگا۔ کیونکہ اس کی تکمیل ہی پر اُن کی پہلی اُمیدیں قایم تھیں معمولی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ریاست کا عصا۔ یا شرع دینے والا جو یہودیوں کی بڑی پنچایت (سنہڈرن) کے قانون سازے متعلق رکھتا ہے مسیح کے آنے اور یروشلیم کے برباد ہونے تک جدا نہیں ہوا تھا۔ یہوداہ کے انبیاء اور شعرا بہت ملکوں میں بڑے بڑے مذہبی اُستاد گذرے ہیں۔ یوسف کا نام بھی جو اس قوم کی ابتدا میں یعقوب کے بیٹوں میں اوّل درجہ پر تھا۔ یہوداہ نام کے آگے کھایا گیا۔ اور اسرائیل معلوم ہوتا ہے اسکے سامنے سے اسرائیل تک کا نام مٹ گیا اور اب دنیا کی تواریخ میں یہودی یا یہوداہ کے لوگ باقی ہیں باقی سارے فرقے نیست و نابود اور گمنام ہیں۔

زبولون۔ یہ فرقہ سمندر کے کنارے آباد ہوا تھا۔ استثنا ۳۳ : ۱۹ میں لکھا ہے

کہ "وہ سمندر کی فراوانی کو چوس لینگے"۔ فینیقی کا مشہور دارالخلافہ صیدا اُسکی حد پر واقع تھا اور بلا شک زبولون کیلئے دولت کا چشمہ تھا۔ موسیٰ کے گیت میں آیا ہے کہ زبولون اپنے باہر جانے میں خوش ہُوا۔ یہی وہ فرقہ تھا جسکی بیرونی دنیا میں آمدورفت تھی اس فرقہ نے دبورہ کی بلاہٹ کا جواب دیا اور "اپنی جان کو میدان کی اونچی جگہوں پر جوکھم کر ڈالا" (قاضی ۵/۱۸) زبولون کے "جنگ آزمودہ لوگ حبرون میں داؤد کی مدد کو گئے" (۱ تواریخ ۱۲/۳۳) غالباً اُن کو تغلت پلاسر نے نفتالی کے لوگوں کے ساتھ قید کر لیا تھا (۲ سلاطین ۱۵/۲۹ اور یسعیاہ ۹/۱)

اشکار۔ یہ فرقہ ایک گھریلو باربرداری کے جانور کی مثل تھا اور وہاں کی زندگی پسند کرتا تھا مگر سست اور آرام طلب تھا اور دشمنوں کا مقابلہ کرکے اپنے مقبوضات کو خطرہ میں ڈالنے کی بہ نسبت بغیر مقابلہ کئے دشمن کا مطیع ہو گیا اور اُس کے سرداروں کے نیچے محنت اور خدمت کرنا منظور کیا۔ اِس پر طرہ یہ کہ یہ محنت اور مشقت اپنے فائدے کیلئے نہ کی بلکہ اس کا نتیجہ دوسروں کے لئے مفید ثابت ہُوا۔ اس فرقہ کے رقبہ اراضی میں بہت ہی خود مختار کنعانی بستیاں تھیں ۔

دان۔ یہ فرقہ فلسطیوں کی حد پر واقع تھا اور اسلیئے اسرائیل کا محافظ تھا۔ اس کا نہایت ہی مشہور شخص سمسون گذرا ہے جو بڑا دلیر اور جوانمرد اور فلسطیوں کا جانی دشمن تھا سرحدی لڑائی جھگڑوں میں خاص فنِ آرائی کی ضرورت تھی مثلاً یہ کہ پہلے ذرا دب کے پیچھے ہٹنا اور پھر یکایک ایک کارگر ضرب لگانا۔ یعقوب کے کلمات کے مجازی معنی یہی ہیں ۔

یہاں ایک عجیب معاملہ واقع ہوتا ہے یعقوب کہتا ہے "اے خداوند۔ میں تیری نجات
کی راہ دیکھتا ہوں"۔ یہ بتانا مشکل ہے کہ دان سے اور ان الفاظ سے کیا تعلق ہے
لیکن سمجھنے کے لئے ذرا صبر کی ضرورت ہے اس کتاب میں بہت تمثیلیں اور تشبیہیں
ہیں لیکن نجات کس سے منسوب ہے؟ یعقوب نے اپنے بیٹوں کی ذات خاص کو
برکت نہیں دی لیکن ان فرقوں کو جن کے یہ نمائندے تھے اس غلطی سے کہ اس نے
اپنے بیٹوں کی ذات کو برکت دی تھی بعض شخصوں کا یہ خیال ہوا کہ یہ دان کی جنگی
کارروائیوں اور حرکتوں اور فتوحات کے انتظار کی طرف اشارہ ہے پرانے عہدنامہ
کے زمانہ میں بھی فردی خیال کی نسبت مجموعی خیال زیادہ تھا اور اسلئے شاید یہ سمجھنا
قرین قیاس ہوگا کہ دان ایک سانپ کی مانند ہے جو بڑی ہوشیاری سے گھوڑے
کے سوار سے اپنا انتقام لیگا۔ دیکھو زبور ٢٥/٥ یسعیاہ ٢٥/٩ اور میکاہ ٧/٥ ؛

جد۔ یہ بھی ایک جنگی فرقہ تھا اور حملہ آوروں کو پیچھے ہٹا سکتا تھا۔ جد کے
لوگوں کو لڑائی کا ڈھنگ اور جنگی لہر کو پھیرنا آتا تھا۔ انکو متواتر دشمن پڑوسیوں
کے حملوں کو پسپا کرنا پڑا (تواریخ ٥/١٨-٢٢) مابعد زمانہ میں جب عمونیوں
کے بادشاہ نے ان کو فتح کیا تو انہوں نے ایک بھاری شکست کھائی۔
(یرمیاہ ٤٩/١)

آشر۔ اسکے قبضے میں بڑی زرخیز زمین آئی وہ گردونواح کے بادشاہوں
کی ضروریات رفع کرسکتا تھا وہ اشکار کی مانند پھلا پھولا۔ مگر آرام طلب تھا
وہ بھی دبورہ کی مدد پر نہیں آیا (قاضی ٥/١٧) وہ اپنی زمین کی پیداوار میں خوش
تھا لیکن اس نے وفاداری کی خدمت کی بڑی خوشی کو ہاتھ سے کھو دیا۔ وہ اپنی

قوم کا ایک عضو تھا اور اسکی خدمت کرنا اسکو لازم تھا۔ اِس فرقہ میں کوئی بہادر یا نامور شخص نہیں گذرا۔ لیکن اسکی تاریکی میں ایک نام چمکتا ہے یعنی اُس عمر رسیدہ بیوہ عورت کا جو تواریخ یہود کے انجام میں یروشلیم کی ہیکل سے جدا نہ ہوتی تھی بلکہ رات دن روزوں اور دُعاؤں کے ساتھ عبادت کیا کرتی تھی"۔ یہ حنّا۔ آشر کے قبیلے سے تھی (لوقا ۲/۳۶)۔

نفتالی۔ یہ چھوٹا ہوا ہرن تھا۔" اس سے مطلب آزادی سے ہے (ایوب ۳۹/۵) اس پر خیال دوڑانے سے شمالی گلیل کے رتبہ کے درختوں۔ وسیع میدانوں اور شاندار منظروں سے آزادی کا خیال پیدا ہوتا ہے "یہ نہایت خوبصورت زمین تھی اور پانی بکثرت دستیاب ہوتا تھا۔ اسلیئے زرخیز تھی۔ اُسنے بہادری سے دبورہ کی بلاہٹ کا جواب دیا (قاضی ۵/۱۸) اور اپنی آزادی کی محبت دشمنوں سے خطرہ کیوقت دکھائی۔ اس فرقہ کو خوش بیانی اور فصاحت کی خاص نعمت عطا ہوئی تھی اور شاید یہ نعمت اُس خوش پیام کی یادگاری میں عطا ہوئی جو اُس نے لیکر یوسف کی بابت اپنے باپ کو دیا تھا۔

یوسف۔ اس فرقہ کو بہت ہی خوبصورت دُعا دیگئی لیکن اس کی بعض آیات کی تفسیر نہایت مشکل ہے۔ یُوسف کی جان و مال کی ترقی انگور کے مشابہ ہے اسکی پھیلتی ہوئی شاخوں سے مُراد وہ قبیلوں سے ہے جو اس سے پیدا ہو کر ملک کے زرخیز علاقہ میں بسے۔ افرائیم اور منسی پر دشمنوں کے لگاتار حملے ہوتے رہے اسکے دشمن کنعانی (یشوع ۱۷/۱۶)

میانی (قاضی ۶: ۱۲-۱۶) اور عرب کے خانہ بدوش تھے (۱- تواریخ ۵: ۱۸-۱۹) لیکن سب
حملے ناکامیاب رہے۔ ان آیات میں اُس کے لڑنے کی طاقت اور فنِ سپہگری کی تعریف
کی گئی ہے۔ "اُس کے بازوؤں نے یعقوب کے خدائی قادر کے ہاتھوں سے قوت پائی"
یہ قادر کون ہے؟ اس کا جواب اگلی آیت میں ہے۔ "اسرائیل کا چوپان اور پتھر
(چٹان) ہے" (شاید پتھر یا چٹان سے اشارہ بیت ایل کے پتھر کی طرف ہے)
خدا نے یوسف کی گلہ کی طرح رہنمائی کی۔ یہ خدا "زمانہ کی چٹان" ہے جسکو
کسی دشمن کا حملہ مٹا نہیں سکتا۔ ماسوا اس حفاظت کے اُوپر سے آسمان اور
نیچے سے گہراؤ کی برکتوں کا بھی وعدہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ بارش اور
شبنم۔ اور ندیاں اور چشمے اسکی موروثی زمین کو شاداب اور پھلدار بنائیں گے
وہ بہت برومند ہوگا۔ اولاد کی کثرت خدا کی خاص عنایت کا نشان ہے
(چھاتیوں اور رحموں کی برکتیں) اس لئے جب وہ برکتیں پوری ہونگی جو
یعقوب نے یوسف کو دیں۔ تو وہ "پُرانے پہاڑوں کی برکتوں سے اور قدیم
کوہوں کی نفیس چیزوں سے" سیرحاصل ہوجائینگی۔ [ف] ان برکتوں میں قومی
اور مُلکی بزرگی اور عظمت اور مذہبی استحقاق کا بھی وعدہ ہے (Driver)
یہ ممکن ہے کہ افرائیم اور منسی کی دولت اور حشمت بڑھی ہوئی ہو لیکن حقیقی
طاقت اور عزت اس میں ہے کہ اپنی قوم کے وفادار رہیں اور اپنے خدا کے لئے

[ف] "تیرے باپ کی برکتیں جو تیرے لئے چاہتا ہے میرے بزرگوں سے زیادہ پھیلینگی" یہ لفظ اصل
ترجمہ میں ہیں اور انکا سمجھنا مشکل ہے۔ ترجمہ ثانی (R. V.) کے الفاظ "پُرانے پہاڑوں
کی برکتیں اور قدیم کوہوں کی نفیس چیزیں" مطلب کو صفائی سے ظاہر کرتے ہیں اور
سپٹوجنٹ ترجمہ کے مُطابق ہیں۔

پھلدار ہوں۔ یوسف اسلیئے اپنے بھائیوں سے جُدا کیا گیا ہے کہ اُس میں خدا کی خاص عنایات پہچانی جا دیں۔ وُہ نذیر بنایا گیا۔ یعنی کسی اعلےٰ خدمت کیلئے علیحدہ کرکے مخصوص کر دیا گیا۔ غالباً اس سے یہ مُراد ہے کہ اگرچہ افرائیم اور منسّی شاہی قبیلے نہ ہوں لیکن پیشوا اور رکن اعظم ضرور ہوں گے اور ایسا ہی ہُوا۔ اُنہوں نے کنعان فتح کرنے میں اوّل حصّہ لیا۔ شروع میں یہ دونوں قبیلے ایکدوسرے سے جُدا نہ تھے لیکن انہوں نے میراث میں ایک مشتمل حصّہ پانے پر شکایت کی (یشوع ۱۷/۱۴) انجام کار اہل افرائیم سب قبیلوں سے زیادہ طاقتور ہو گئے اور آپس کی پھوٹ کے باعث یہوداہ سے کشیدہ ہو کر شمالی سلطنت کے جُزو اعظم بن گئے۔ یہ حوصلہ مند لوگ تھے۔ اُنہوں نے جدعون کو ملامت کی کیونکہ اُس نے اُنہیں اپنی مدد پہ طلب نہیں کیا تھا (قاضی ۸/۱-۳) اور افتاح سے بھی ایسے ہی معاملہ میں شکایت کی (قاضی ۱۲/۱-۶)

بنیامین۔ اس کی جنگی خو پھاڑنے والے بھیڑیے کی مثل بیان کی گئی ہے اِسکا مسکن زمین کے وسط میں پہاڑوں کے درمیان تھا۔ اور یہ پہاڑی لوگوں کی طرح بہادر اور چالاک تھا۔ کمان چھوڑنے اور تیر اندازی میں اِن لوگوں کو کمال حاصل تھا۔ "شام کو غنیمت بانٹے گا"۔ شام کے بھیڑیے[۲] وحشی اور خونخوار سمجھے جاتے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اِن الفاظ سے لُوٹ کا مال بانٹنے سے مُراد ہے۔ ساؤل جس نے قیمتی تحفے اسرائیل کی بیٹیوں کو

---

۱ دیکھو قاضی ۵/۱۴ و ۲۱/۱۵،۱۶ (۱-تواریخ ۱۲/۱۶-۱۷ و ۲-تواریخ ۱۲/۱۸)۔ اہیود قاضی اور ساؤل بادشاہ بنیامینی تھے۔ ۲ یرمیاہ ۵/۶ حبقوق ۱/۸۔ صفنیاہ ۳/۳ ؛

دے۔ بنیامین ہی تھا اُنکو اُس نے ارغوانی لباس اور نفیس چیزیں پہنائیں اور انکی پوشاک کو سونے کے زیوروں سے زینت بخشی (۲ سموئیل ۲۴ ۱) مُقدس پولوس بھی بنیامین کے فرقہ میں سے تھا۔ اور رُوحانی معنوں میں اس قبیلہ کی جنگی خو اور طبیعت اس میں بھی نمایاں تھی۔ "یہ سب اسرائیل کے بارہ فرقے ہیں" ۔

باب ۴۹/۲۸ سے ۵۰/۱۳ تک

یعقوب کی موت اور دفن

اب یعقوب کی موت کا دلسوز نظارہ آتا ہے اس کا انجام امن اور خاموشی میں گذرا۔ جب اپنے بیٹوں کو برکت دے چکا۔ تو وصیت کی اُسکو اسکے باپ دادا کے ساتھ کنعان میں دفن کیا جائے۔ تب اپنے پاؤں بچھونے پر سمیٹ لئے۔ گویا کہ نیند آتی ہے اور جاں بحق ہوا۔ اور اپنے لوگوں میں جا ملا۔ یوسف نے آنسو بہا کر باپ کی محبت کا اظہار کیا۔ اور اسکی وصیت پر عمل کرنے کی تجویز کرنے لگا۔ جسم میں خوشبو بھروا دی اور بموجب دستور کے ماتم کے دن مانے۔ مصریوں نے بھی ایک ضعیف العمر قوم کے بزرگ کی موت پر اظہار رنج کیا۔ تب یوسف نے بعض درباریوں کے وسیلہ فرعون سے چند روز کی رخصت حاصل کی۔ [۲] اور یعقوب کی نعش کو جا کے مکفیلاہ کے

---

[۱] یوسف ایک فرقہ شمار کیا جاتا ہے موسیٰ کی برکت میں (استثنا ۳۳ باب) شمعون کے نام نہیں آتا لیکن افرائیم اور منسی کے نام ہیں۔ گنتی ۲ باب میں لاوی کا نام نہیں ہے لیکن شمعون کا ہے۔ مکاشفہ ۷ باب میں بھی ایک فہرست ہے اسمیں لاوی شامل ہے۔ دان کا نام نہیں ہے اور افرائیم کی جگہ

غار میں دفن کیا۔ کہ ابرہام اور سرہ اور اسحاق اور ربقہ اور لیاہ کے ساتھ آرام کرے

باب ۵۰ / ۴۹:۱-۲۴

یوسف کے بھائی اور نسل

یعقوب کی خصلت میں کئی باتیں مرکب تھیں۔ ہم نے ایک دفعہ اسکو مکار اور ڈرپوک دیکھا۔ اور ایک اور وقت از حد برداشت کرنے والا۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ گو اسرائیل آج تک پریشان اور خستہ حال ہے لیکن پھر بھی ایک قوم ہے تو یعقوب کی بلند ہمتی اور عالی حوصلگی کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ موسیٰ۔ داؤد۔ یرمیاہ۔ مکابیوں اور بارہ یہودی شاگردوں اور پہلے شہید ستفنس کی دلیری اور غیرت اور تکلیفوں کی برداشت اور امیدوں کی بنیاد یعقوب کی مندرجہ بالا خصلت پر ہے۔

یوسف مصر میں واپس آ کر اپنے فرائض منصبی انجام دینے لگا۔ لیکن ہمارے پاس اسکی کوئی نوشت نہیں ہے اسکے بھائیوں کو خیال ہوا۔ کہ یعقوب کے گذر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۹۔ یوسف کا نام ہے۔ ملی گن (Milligan) اس کا دلچسپ ذکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ۔۔ لاوی کا نام درج ہو سکتا ہے کیونکہ مسیح یسوع میں کوئی کہانت کا فرقہ نہیں ہے سب ہی کاہن ہیں۔ دان کا نام خارج ہو سکتا ہے کیونکہ اس فرقہ کی خصلت سانپ کی سی ہے افرائیم کی جگہ یوسف کا نام ہو سکتا ہے کیونکہ افرائیم کو یہوداہ سے دشمنی تھی"۔:-

The Book of Revelation p. 119.

؎ نام گمشدہ لکی اور پر ناپاک سمجھا جاتا تھا اور اسلئے بادشاہ کے حضور حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔

جانے کے بعد یوسفؑ اُن کی بدسلوکیوں کی کسر نکالیگا۔ یوسفؑ کو اُن کا یہ شک
معلوم کرکے بڑا ملال ہُوا۔ بات صرف یہ تھی کہ اُن کی ضمیر اُن کو ملامت کرتی تھی
وہ اُس کے حضور گر پڑے۔ اپنی خطا کا اقرار کیا۔ اور معافی کے خواستگار ہوئے
یوسفؑ نے شریفانہ جواب دیکے کہا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے یہ سب
انتظام الٰہی تھا۔ تمہاری بدی پر میری نیکی غالب آئی۔ خدا کا یہی ارادہ تھا
میں تمہاری اور تمہارے لڑکوں کی پرورش کرونگا۔" ان تسلی بخش کلمات سے
اُن کی خاطر جمع ہوئی۔

باب ۵۰ : ۲۵-۲۶

یوسفؑ کی موت

اس ذکر میں یوسفؑ کا بے مثال ایمان ظاہر ہوتا ہے اُسپر کوئی مکاشفہ نہیں ہوا
اُسپر کوئی الہام نازل نہیں ہُوا۔ لوگ جشن کی زمین میں خوش باش تھے
اس نئی نسل کو سوائے اس کے اور کچھ خبر نہیں تھی کہ کنعان میں خوشخوار اور
کڑوا کو قومیں بستی ہیں۔
ان میں سے بہت لوگوں کو قدیمی وعدوں کا کوئی نشان نہیں ملا۔ اگر وعدوں
کی کوئی یاد دہانی نہیں ہوئی۔ تو کچھ جائے تعجب نہیں ہے لیکن یوسفؑ کے ساتھ
معاملہ دیگر تھا اسکو یقین واثق تھا کہ جو معاہدے ابراہامؑ۔ اضحاقؑ۔ اور یعقوبؑ
سے کئے گئے ہیں وُہ سب لفظ بلفظ پورے ہونگے۔ اسلئے اُس نے بنی اسرائیل

سے قسم لیکے کہا۔ کہ بعد میرے مرنے کے میری ہڈیوں کو موعودہ زمین میں لے جانا[ف]
عبرانیوں کے خط کا مصنف یوسف کے ایمان کی یہ تعریف کرتا ہے "ایمان
سے یوسف نے جب وہ مرنے کو تھا۔ بنی اسرائیل کے خروج کا ذکر کیا اور اپنی ہڈیوں
کی بابت حکم دیا" (عبرانی ۱۱/۲۲) یہ حقیقی بیٹا۔ حقیقی بھائی اور حقیقی خادم تھا"
"اسنے زمانہ دار اور خیر خواہ اور بے طمع اور خلوص نیت۔ حلیم اور لحاظ دار نیک
ان سب صادق لوگوں سے جنکا اس سے واسطہ پڑا عزت حاصل کی" یہ اسکے
اصلی اور شریف چال چلن کی تعریف ہے اپنے اعلےٰ منصب کی تمام شان وشوکت
کے درمیان وہ ایک خیر خواہ عبرانی بنا رہا۔ وہ اس خوش قسمتی سے واقف تھا
جو اس کے لوگوں کا انتظار کر رہی تھی۔ اگرچہ اسکو موعودہ زمین پر رہنا نصیب
نہ ہوا۔ لیکن کم از کم وہاں آخری آرام کیا۔" وہ پاک اور شریف۔ عالی نسل
اور فیاض دل۔ عالی دماغ اور صاف دل یوسف جس ایمان میں زندہ رہا۔
اسی میں مر گیا۔ وہ شہر جن میں وہ رہا۔ اور خدمت کی۔ اب نظر نہیں آتے
وہ لوگ جن کی آوازوں   کار دبار کے شور وغل سے ہوا گونجتی تھی اب گذر گئے
ہیں۔ اب شاید ہی ممفس کا کوئی پتھر پر پتھر باقی ہوگا۔ لیکن اسکی روح زندہ
ہے اسکی نیکیاں اور عنایات لوگوں کے دلوں میں خاموشی سے اثر کر رہی ہیں
اور اسکی زندگی کے حالات زمانہ بہ زمانہ نیک پھل پیدا کر رہے ہیں" اگرچہ یہ سچ
ہے کہ اب یوسف کا نام اس عزت سے نہیں لیتے۔ جتنا ابراہام اور یعقوب کا لیتے
ہیں اور اسکے نام کو وہ عروج حاصل نہ ہوا جو جو ابراہام اور یعقوب کے نام کو ہے۔

ف انہوں نے ایسا ہی کیا اور سکم میں دفن کیا اخروج ۱۳/۱۹ یشوع ۲۴/۳۲ اور بن سکم بنی یوسف کی
ملکیت ہوا۔

تو بھی وہ اسرائیلی تھا۔ اور بلحاظ قوم کے اسرائیل کی ہمیشہ عزت رہی ہے[1]؎

اور کسی عقلمند کا قول ہے کہ کتب مقدسہ میں اس قوم کے بہادروں اور مقدسوں کی تصویریں اور مثالیں اسی لئے بیان کی گئی ہیں کہ ہم اُن کے نیک نمونوں کی تقلید کریں نہ کہ اُن کے قصوروں کی۔ یوسف کے اِس نمونہ سے کہ اُس نے اپنے بھائیوں کو باوجود اُن کی بدسلوکیوں کے تسلی بخش کلمے فرمائے۔ یہی خیال ہوتا ہے۔ یہ خدا کی خاطر ہمارے لئے نمونے ہیں مثلاً خدا کا کلام کہتا ہے "تم تسلّی دو میرے لوگوں کو تم تسلّی دو۔ تمہارا خدا فرماتا ہے" (یسعیاہ ۴۰/۱) کلام میں یہ لکھا ہے "کاش کہ تو ایسا ہوتا جیسا میرا بھیّا (غزل الغزلات ۸/۱) کیسا بھائی؟ یوسف جیسا بھائی جس نے اپنے بھائیوں سے کہا "تم مت ڈرو۔ میں تمہاری اور تمہارے لڑکوں کی پرورش کرونگا۔ اور اُس نے اُنہیں تسلّی دی اور اُن سے دل کی باتیں کہیں" (پیدائش ۵۰/۲۱) اسرائیل نے خدا سے کہا "اے دنیا کے مالک آ۔ یوسف پر لحاظ کر۔ باوجود اُن سب تقصیروں کے جو اسکے بھائیوں سے سرزد ہوئیں اُس نے اُنہیں تسلّی دی۔ ہم تیری شریعت سے منحرف ہوئے ہیں تو بھی تو ہمارے لئے ایک بھائی کی طرح تھا"۔ تب خداوند نے جواب دیا۔ میں تمہارے لئے یوسف جیسا ہونگا"۔

I. Abraham, Studies in Pharisaism & The Gospels, p 155.

پیدائش کی کتاب کے اختتامی ابواب کی خوبصورتی بے مثال ہے۔ اور جبکہ نکتہ چین

---

[1] دیکھو زبور ۷۷/۱۵، ۷۸/۶۷، ۸۰/۱-۳، ۸۱/۵، ذکریاہ ۱۰/۶ ؎

اپنا آخری لفظ ختم کر چکا۔ تب بھی یہ ابواب عبرانی مقدس لٹریچر میں بیش قیمت جواہر کی مانند باقی رہتے اور چمکتے رہتے ہیں" Foakes-Jackson
The Biblical History of the Hebrews p 44.

"پیدائش کی کتاب کا مذہبی شوق اعلٰے درجہ کا ہے اور زیادہ اسلئے کہ اس میں غائت درجہ کے جاہل سے عالم تک کی مذہبی تصویر موجود ہے یہ عجز و انکساری کے اثر سے معمور ہے اس کے بہادر جانتے تھے کہ وہ اس محبت اور وفاداری کے لائق نہیں ہیں جو خدا اُن کو دکھاتا تھا (پیدائش ۳۲ : ۱۰) یہ دلی سچائی کی خوبی بیان کی گئی ہے کیونکہ راستبازی کاموں سے نہیں بلکہ خدا پر بے ریا ایمان رکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔
M. C. Fadyen, an introduction to the old Test. p. 117.
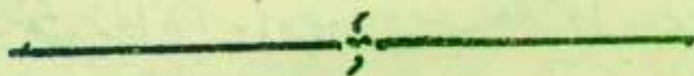
وکٹوریہ پریس بٹالہ میں باہتمام سیّد حیدر حسن پرنٹر طبع ہوئی ...... اور پادری ایچ۔ ای۔ کلارک۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ آنریری سیکریٹری .. ایس۔ پی۔ سی۔ کے بٹالہ نے شائع کی